

۱۲

تحقیقات و علاج جنسی امراض

فہرست عنوانات

۲۰۳	جنسی جذبات کی ضرورت اور تکمیل	۱۸۹	معنون
۲۰۲	جنسی قوت کا صحیح استعمال	۱۹۰	اٹھارہواں چیلنج جو خاص اہمیت رکھتا ہے
۲۰۶	جنسی قوت کا تصرف	۱۹۱	پیش لفظ
۲۰۷	جنسی قوت کا بے ضرورت استعمال	//	قانون حیات
۲۱۱	زندگی کے لازمی اسباب	//	قانون پیدائش
۲۱۲	غذائیت زندگی	//	قانون بقائے نسل
//	طاقت غذا میں ہے	۱۹۲	قانون تولید و تناسل
۲۱۳	غذا سے طاقت کی پیدائش	۱۹۳	تکمل انسان
//	غذا اور طاقت	۱۹۳	مقدمہ
۲۱۴	غذا کھانے کا صحیح طریقہ	//	صحیح جہت انسانی
۲۱۵	مقدار غذا کا اندازہ	۱۹۵	علم و حکمت
//	بلا ضرورت غذا ضعف پیدا کرتی ہے	//	قوت انسانی
//	ہضم غذا	۱۹۶	جنسی قوت
۲۱۶	غذا کا درمیانی وقفہ	۱۹۷	مفرد اعضاء
//	روزہ اور وقفہ غذا	//	زندگی کی پیدائش
//	روزہ اور کنٹرول غذا	//	قوت و تقسیم کار
۲۱۷	لازمی اسباب	//	قوت کے متعلق غلط فہمی
//	حرکت و سکون جسمانی اور ہضم غذا	۱۹۸	جنسی قوت
۲۱۸	حرکت کا تعلق عضلات سے ہے	//	جنسی نظام
//	حرکت اور حرارت خریزی	۱۹۹	جنسی قوت
//	تحریک قدرت کا فطری قانون	۲۰۰	جنسی جذبہ اور شوق
۲۱۹	حرکات کی فطری صورت	۲۰۲	جنسی قوت
//	ریاضت کی حقیقت	۲۰۳	قرآن میں جنسی الفاظ

۲۳۸ اخراج منی کا راستہ	۲۱۹ حرکت و سکون نفسانی
.. کیا عورتوں کے بھی منی ہوتی ہے حرکت و سکون نفسانی کی ضرورت
.. حکماء اور منی کی حقیقت	۲۲۰ نفس بذات خود متحرک نہیں ہے
۲۳۹ ماڈرن سائنس کی تحقیق نفس میں حرکت و سکون کی صورتیں
.. ماڈرن سائنس کا جواب	۲۲۱ نفسانی جذبات کی حقیقت
۲۴۰ منی کی حقیقت نفسیاتی اثرات
.. وقت پیدا آس منی احساس و استقراغ
۲۴۱ مذی اور ودی و دیگر رطوبتیں	۲۲۲ فضلات کی حقیقت
.. منی کی مابیت	۲۲۳ استقراغ کی صورتیں
۲۴۲ تحقیقات منی	۲۲۴ اخراج منی میں افراط و تفریط
.. مردانہ امراض میں اصول علاج اخراج منی کی فطری صورت
۲۴۳ منی کے امراض کی تقسیم فطری اخراج منی کے فوائد
۲۴۴ منی قوت کا ایک راز ہے منی میں رکاوٹ کی خرابیاں
.. طب یونانی اصولی طریق علاج ہے	۲۲۵ مجرذندگی
۲۴۶ مردانہ امراض میں غلط فہمی	۲۲۶ غیر فطری اخراج منی کے نقصانات
.. مردانہ امراض کی تقسیم	۲۲۷ اخراج منی میں اعتدال
۲۴۸ شیخ الرئیس کی وجوہ ضعف کی تشریح اعتدال مباشرت کا صحیح اندازہ
۲۴۹ قوت اور جسم انسانی	۲۲۸ فطری اخراج منی کے لیے عمر
.. اعضائے منفردہ اور قوت کا اظہار نکاح کا تعین
.. مردانہ قوت کے اعضاء	۲۳۰ مباشرت کے لیے صحیح وقت
۲۵۰ تشریح قنیب مباشرت میں احتیاط
.. تشریح خصیتین	۲۳۲ ناقابل مباشرت عورتیں
.. تشریح خصیوں کی نالیوں	۲۳۳ فعل مباشرت کا حقیقی مقصد
۲۵۱ رغبت شہوت	۲۳۵ دماغی فاسد مادہ
.. رغبت شہوت کی حقیقت روح اور روح
.. تحریکات رغبت شہوت	۲۳۶ منی کے فاسد مادے
۲۵۲ صحیح شہوت کا لازمہ منی کے متعلق حکماء میں غلط فہمی

۲۶۲	نوجوانی اور کثرت مباشرت	۲۵۲	غلط رغبت شہوت
۲۶۳	اسباب کثرت مباشرت	//	مباشرت بذات خود رغبت شہوت ہے
۲۶۴	کثرت مباشرت کی علامات	۲۵۳	انتشار کی غلاشی
۲۶۵	علاج کثرت مباشرت	۲۵۴	انزال منی
۲۶۶	غذائی علاج	//	مردانہ امراض
۲۶۷	فرنگی طب کی غلط فہمی	۲۵۵	۱۔ خون کے امراض سے ضعف باہہ پر اثرات
//	قوت کاراز	//	۲۔ منی کے امراض سے ضعف باہہ پر اثرات
//	دوام اور زہری کی اہمیت	//	۳۔ استرخائے عضو مخصوص سے ضعف باہہ
۲۶۸	کچلہ کے عام اثرات	۲۵۷	نامردی، عنانت، اچھوتیسی (IMPOTENCY)
//	روغن جگر ماسی کے عام اثرات	//	قوت مردی کی کمزوری، ضعف باہہ، سیکسٹل ڈیپلٹی
//	فولاد کے عام اثرات	//	ماہیت مرض
۲۶۹	کثرت مباشرت میں دوائی علاج	//	قوت مردی کا عقلی اور فطری تصور
//	غلط ادویہ کا استعمال	//	قوت مردی کی تین اہم ضرورتیں
//	صحیح طریق علاج	۲۵۹	اسباب نامردی
۲۷۰	جلق	//	اعضائے مخصوص کے ذاتی نقائص
//	جلق کے کہتے ہیں	//	تقسیب کے ظلی نقائص
۲۷۱	جلق کے نقصانات	//	خصیتیں کے ظلی نقائص
۲۷۲	جلق کے نقصانات	۲۶۰	تقسیب کے عارضی نقائص
۲۷۳	جلق زیادہ مضر ہے یا کثرت جماع	//	خصیتیں کے عارضی امراض
۲۷۴	جلق اور فطری مردانگی	//	کچی تقسیم
۲۷۶	جلق کے خوفناک نتائج	//	ایک غلط فہمی
۲۷۸	جلق اور جذبہ لذت	//	کچی کی ایک اور صورت
۲۷۹	جلق نقصان اعضاء ہے	//	کچی کے دیگر اسباب
۲۸۰	جلق اور بدصحت	۲۶۱	فرنگی طب کی غلط فہمی
//	جلق اور کثرت منی	//	غلط فہمی کی فہمی
۲۸۱	جلق اور نفرت جماع	//	کثرت مباشرت
//	جلق اور مستورات	۲۶۲	کثرت مباشرت کس کو کہتے ہیں؟

- عورتوں میں جلق کی علامات..... ۲۸۲
- حیرت انگیز واقعہ..... //
- دلچسپ واقعہ..... ۲۸۳
- جلق اور عزت نفس..... //
- جلق اور مستورات..... ۲۸۴
- اسباب جلق..... ۲۸۵
- علامات..... //
- علاج پالندہ بیر..... //
- حلوہ مقوی اعصاب..... ۲۸۶
- مشائی مقوی اعصاب..... ۲۸۷
- سفوف مقوی اعصاب..... //
- طلاء آبلہ انگلیز..... //
- طلاء آبلہ انگلیز شدیدہ..... //
- طلاء مقوی شاشی..... ۲۸۸
- انعام..... //
- انعام کیا ہے؟..... //
- انعام کے نقصانات..... ۲۸۹
- انعام کے اسباب..... ۲۹۱
- علامات..... ۲۹۲
- علاج..... //
- ایک غلط فہمی..... //
- صحیح علاج..... ۲۹۳
- ۱۔ غدی اعصابی تریاق..... //
- ۲۔ غدی اعصابی اکسیر..... //
- ۳۔ غدی اعصابی طلاء..... //
- جریان..... //
- جنسی لذت..... ۲۹۴
- جریان اور فرنگی ماہرین کی رائے..... ۲۹۵
- ڈاکٹر کارہینشتر..... //
- ڈاکٹر جے اے ملٹن..... //
- ڈاکٹر ایک ٹروٹو..... ۲۹۶
- ڈاکٹر گیم جی..... //
- ڈاکٹر ہمفری..... //
- ڈاکٹر وسٹا..... //
- مرض کی تاریخ..... //
- جریان کے اسباب..... ۲۹۷
- اخراج منی بلا ارادہ..... ۳۰۰
- قسم اول کی تین صورتیں..... //
- جریان کے اسباب..... //
- علامات جریان..... //
- تشخیص مرض..... ۳۰۱
- صرف ایک مرض..... //
- جریان کا اصول علاج..... ۳۰۲
- ذکات حس کا دور کرنا..... //
- ذکات حس کے علاج میں غلطی..... ۳۰۳
- فرنگی طب کی غلط فہمی..... //
- تحریک اور سوزش کا علاج صرف تحلیل ہے..... //
- ایک راز کی بات..... //
- ماحول کا بدلنا..... //
- غذا کی صحیح ترتیب..... ۳۰۴
- علاج جریان بالادویہ..... //
- ایک راز کی بات..... //
- جریان کے لئے مفرد ادویہ..... ۳۰۵
- جریان کے لئے کشتہ جات..... //

۳۱۱	۱۔ طبعی انزال	۳۰۵	جریان کے لئے اغذیہ
۱۱	۲۔ غیر طبعی انزال	۱۱	جریان کے لئے گرم مفردات
۳۱۲	اسماک کی صورتیں	۱۱	جریان کے لئے مجربات
۱۱	تشخیص سرعت انزال	۱۱	سلفو جریان
۱۱	غلط فہمی	۱۱	حبوب جریان
۳۱۳	حقیقت سرعت انزال	۳۰۶	مٹھائی جریان
۱۱	ایک خاص بات	۱۱	اکسیر جریان
۳۱۴	ایک غلط فہمی	۱۱	تریاق جریان
۱۱	سرعت انزال کے اسباب	۱۱	احتلام
۱۱	۱۔ سوزش غدود اور غشائے مخاطی	۱۱	ماہیت احتلام
۳۱۵	راز کی بات	۳۰۷	احتلام کی شدید صورت
۱۱	۲۔ قلب خون	۱۱	احتلام کی خطرناک صورت
۱۱	۳۔ کثرت حرارت وحدت مٹی	۱۱	احتلام کے اسباب
۳۱۶	تشخیص	۳۰۸	علامات احتلام
۱۱	علاج سرعت انزال بالادویہ	۱۱	احتلام پہ نظریہ مفرد اعضاء
۳۱۷	ملذذ ادویہ	۱۱	اصول علاج
۱۱	راز کی بات	۳۰۹	غذائی علاج
۱۱	سرعت انزال کے لئے اغذیہ	۱۱	علاج بالمفرد ادویہ
۱۱	سرعت انزال کے لئے مفرد ادویہ	۳۱۰	علاج بالمرکبات
۳۱۸	سرعت انزال کے لئے مجربات	۱۱	۱۔ سلفو احتلام
۱۱	حبوب برائے سرعت انزال	۱۱	۲۔ حبوب احتلام
۱۱	سٹوف برائے سرعت انزال	۱۱	۳۔ مصالح احتلام
۱۱	مٹھائی برائے سرعت انزال	۱۱	۴۔ تریاق احتلام
۱۱	اکسیر برائے سرعت انزال	۱۱	۵۔ اکسیر احتلام
۱۱	تریاق برائے سرعت انزال	۳۱۱	۶۔ حلوہ احتلام
۳۱۹	کیسایوی اور نفسیاتی نامردی اور ضعف پاہ	۱۱	سرعت انزال
۱۱	۱۔ مردی قوت میں کمزوری	۱۱	سرعت انزال کی ماہیت

۳۲۳	کبھی کی علامات	۳۱۹	۲۔ خواہش جماع کا ختم ہو جانا
//	اصول علاج	//	۳۔ قوت تولید کا خراب یا ختم ہو جانا
۳۲۵	جنسی قوت کے ضعف کے لئے اغذیہ اورادو یہ	۳۲۰	منی کے نقص سے ضعف باہ
//	اغذیہ برائے جنسی قوت	//	علاج بالغذا
//	مفردادو یہ برائے جنسی قوت	//	علاج بالمرکبات
//	مجموعات برائے جنسی قوت	//	علاج بالمفردادو یہ
۳۲۶	مقوی چھوہارے	۳۲۱	نقص قوت تولید
//	اکسیر مقوی باہ	۳۲۲	کبھی قضیب
//	تریاق مقوی باہ	//	قضیب کی بناوٹ
//	اسرار مقوی باہ	۳۲۳	ماہیت انتشار
//	جنسی قوت اور احوال کھانے قدیم	//	کبھی کی ماہیت
		۳۲۳	کبھی کے اسباب

معنون

اپنی اس علمی تحقیق کو اپنے عزیز ساتھی جناب حکیم سید صادق حسین شاہ صاحب چک نمبر ۴۵۲ گ ب (رح) کے نام موسوم کرتا ہوں۔ آپ نظریہ مفرد اعضاء کو سمجھنے اور اس کے تحت معالجہ پر عبور حاصل کرنے کے لیے اکثر لاہور آتے رہے۔ آپ تحریک تہجد یہ طب کے ابتدائی ساتھیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے علاقہ کے صاحب علم اور اہل فن اطباء کو اپنے حلقہ تہجد یہ طب میں شریک کر لیا ہے۔ بلکہ گرد و نواح کے حکماء اور معالجین کو بھی اس نظریہ سے پورے طور پر آگاہ کر دیا ہے۔ آپ عوام میں اس طریق علاج کی خوبیاں اور خصوصیات پیش کر کے اس کا شوق پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و فن میں برکت بخشنے۔

مخلص

صابر ملتانی

15 اکتوبر 1969ء

اٹھارھواں چیلنج جو خاص اہمیت رکھتا ہے

اس سے قبل ہم ہر چیلنج کے ساتھ ہزاروں روپے کا انعام پیش کرتے تھے۔ وہ سلسلہ ختم کر کے ایک نیا چیلنج شروع کر رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ علوم و فنون میں حقیقت و ماہیت جنسی امراض کو ذہن نشین کرانے اور نظریہ مفرد اعضاء (ٹشوز) کے تحت عام فہم تحقیقاتی انداز میں ایسی کوئی کتاب پیش کی گئی ہو یا اس سے بہتر یا اس کے برابر کوئی اور نظریہ و اصول اور قانون ہو سکتا ہے تو یہ ثابت کرنے پر ہم اپنا کام ختم کر دیں گے اور ان کی تحقیق و تجرید اور احیاء و اصلاح علم و فن اپنا یقین و عمل بنا لیں گے۔ انشاء اللہ میرے ساتھی و ممبران اور ساری جماعت شریک ہوگی۔ اگر ایسی کوئی صورت نہیں ہے تو فوراً اس تحریک میں شریک ہو کر خود بھی فائدہ اٹھائیں اور ملک و قوم اور فن کی خدمت بھی کریں۔ اسی میں عظمت ہے۔

مخلص

صابر ملتانی

15 اکتوبر 1969ء

پیش لفظ

قانون حیات

خداوند کریم نے یہ کائنات پیدا کر کے اس میں زندگی پیدا کر دی ہے۔ اور اس زندگی کو قانون کے تحت کر دیا ہے۔ زندگی کے جس قدر بھی شعبے ہیں وہ تمام قوانین کے تحت عمل کرتے ہیں۔ ان میں پیدائش زندگی سے لے کر اختتام زندگی تک جن میں بھوک پر ضرورت کے مطابق کھانا پینا، گرمی سردی اور اخلاقی تہذیب کے مطابق لباس پہننا، بارش و طوفان اور دیگر خطرات کے تحت مکان میں رہنا، بیماری میں علاج کرانا، کائنات اور زندگی کو سمجھنے و ترقی و کمال حاصل کرنے اور خالق کائنات و زندگی کو ذمہ نشین کرنے کے لیے علم و حکمت حاصل کرنا اور اس زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے جدوجہد کام دھندا کرنا وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جو لوگ اپنے اعمال کو صالح طریق پر قانون حیات کے تحت رکھتے ہیں، وہ نہ صرف خوش گوار زندگی گزارتے ہیں بلکہ زندگی کا کمال حاصل کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ہی دنیا میں باکمال شمار ہوتے ہیں۔

قانون پیدائش

قوانین حیات کا پہلا قانون پیدائش زندگی ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم قانون ہے۔ اسی قانون کے تحت جمادات و نباتات اور حیوانات کی زندگیاں نمودار ہوئی ہیں اور اس قانون زندگی کا کمال انسانی زندگی ہے۔ جس کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے۔ قرآن حکیم نے اس حقیقت کی تائید کی ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾۔ مگر اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو طریق اور عمل پیدائش کی طرف کبھی غور نہیں کرتے۔ قانون پیدائش کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ صحیح پیدائش اور اس کی صالح تربیت کے بعد زندگی اپنا وقت عمدہ طریق پر نہ صرف گزار سکتی ہے بلکہ اپنے کمال تک پہنچ سکتی ہے اور جو زندگیاں اپنے کمال تک نہیں پہنچ پاتیں، وہ قانون پیدائش اور تربیت صالح سے ناواقف ہوتی ہیں۔ جاننا چاہیے کہ اگر قانون حیات بقائے حیات ہے تو قانون پیدائش نسل سے ہے۔

قانون بقائے نسل

قانون پیدائش نسل میں ایک صورت بقائے نسل بھی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر مخلوق پیدا کی گئی ہے، اس کی بقاء اور تسلسل قائم رہے۔ اس لیے نباتات و حیوانات اور انسان میں تو والد و تامل کا سلسلہ قائم کیا گیا ہے۔ یہ سلسلہ جمادات و ادنیٰ نباتات اور ادنیٰ حیوانات میں صرف اسی مادہ میں رکھ دیا گیا ہے جس سے اس میں نشوونما ہو کر توالد و تامل اور بقا و تسلسل کی صورتیں قائم رہتی ہیں۔ لیکن اعلیٰ نباتات، اعلیٰ حیوانات اور انسان میں یہ سلسلہ مذکر و مؤنث کے باہم ارتباط و اتحاد اور اجتماع سے عمل میں آتا ہے۔ اس لیے دونوں میں ایک قسم کی کشش اور شوق پیدا کر دیا گیا ہے جس سے ان میں ایک طرف اپنی ذات میں طلب اور دوسری طرف مقابل ذات میں کھچاؤ کے اثرات پیدا کر دیئے گئے ہیں، تاکہ ضرورت کے مطابق مذکر و مؤنث کا باہم ملاپ اور شرکت ہو سکے، جس کے نتیجے میں توالد و تامل اور بقاء و تسلسل کی صورت قائم رہتی ہے۔ اس طرح قانون بقائے نسل کام کار ہوتا ہے۔

قانون تولد و تناسل

جمادات و نباتات اور حیوانات کا قانون تولد و تناسل ان کے احساس اور شعور کے ماتحت ہے۔ یہاں شعور کے معنی نفسیاتی اصطلاح ”غیر شعور“ ہے۔ اسی احساس و غیر شعور کے تحت مقررہ وقت و مقرر اصول اور مفرد قانون کے تحت تولد و تناسل قائم رہتا ہے، جس سے قانون حیات اور بقائے نسل قائم رہتا ہے۔ لیکن انسان میں چونکہ غیر شعور اور احساس کے تحت اشعور و شعور، نظم و ضبط، ادراک و وجدان اور افہام و تفہیم پائے جاتے ہیں اس لئے اس پر معاشرہ و معاشیات اور ثقافت و اخلاق کی پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ پابندیاں تین صورتوں میں قائم رہتی ہیں: (۱) مذہبی پابندیاں جس کے خلاف کرنے سے گناہ عائد ہو جاتا ہے۔ (۲) حکومت کی پابندیاں جن کے خلاف کرنے سے جرم و سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (۳) معاشرہ کی پابندیاں جن کے خلاف کرنے سے اخلاق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اس طرح قوم و ملک میں معاشرہ و معاشیات اور ثقافت و اخلاق کی قدریں بگڑ جاتی ہیں۔ اس لیے مذہب و حکومت اور معاشرہ نے ایمان و قانون اور اخلاق کی اقدار مقرر کر رکھی ہیں، جن کے بغیر انسان تولد و تناسل کی زندگی نہیں بگڑ جاتی ہیں۔ ان پابندیوں کے خلاف تولد و تناسل کا سلسلہ قائم رکھنے والوں کو گناہ بگڑا، مجرم اور ذلیل خیال کیا جاتا ہے۔ اسی لیے مجرد انسان کو معاشرہ میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ان میں جنسی ناقابل اور جنسی باغی دونوں شامل ہیں جن کی وجوہات ہیں: (۱) مجرد لوگ قابل اعتبار نہیں سمجھے جاتے۔ (۲) مجرد لوگوں میں صحیح انسانیت اور ذہنیت کا فقدان تصور کیا جاتا ہے۔ (۳) آئندہ اس کی نسل قائم نہیں رہتی۔ (۴) اس کی دولت اور آمدنی اس کی ذات کے سوائے دوسروں پر خرچ نہیں ہوتی۔ گویا وہ معاشرہ کے لئے بے سود انسان ہے۔ (۵) سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اگر انسان صحیح جنسی زندگی اختیار نہ کرے تو اس کا جسمانی و ذہنی اور روحانی نشو و ارتقاء مکمل نہیں ہوتا جس سے وہ جسمانی طور پر نہ غیر معمولی انسان بن سکتا ہے اور ذہنی طور پر غیر معمولی احساس آدمی بن سکتا ہے اور نہ ہی روحانی طور پر غیر معمولی خود شناسی بشر بن سکتا ہے۔ اس لیے اسلام نے افراط و تفریط دونوں صورتوں میں پابندی لگا دی ہے۔

اسلام نے انسان میں متائل اور ازواجی زندگی کے لئے ذوق و شوق پیدا کیا ہے تاکہ انسان کی ضرورت و قیام صحت کے ساتھ ساتھ تولد و تناسل قائم رہے۔ اس سلسلہ میں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

﴿ دین للناس حب الشهوات من النساء والبنین ﴾

”مردوں کو عورتوں اور اولاد کی محبت سے زینت ہے۔“

پھر عقیدے کے لئے پسند کو ضروری قرار دیتے ہوئے تعداد کی پابندی لگا دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فانكحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربع فان خفتن الا تعدلوا فواحدة ﴾

”پس عورتوں میں سے نکاح کرو جس کو تم پسند کرو۔ وہ دو، دو، تین، تین اور چار، چار۔ اگر خوف ہو کہ تم عدل نہیں کر سکو گے تو ایک ہی کرو۔“

اس سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

« تناکحوا تناسلوا فانی اباهی بکم یوم القیامة »

”نکاح کرو اور اولاد پیدا کرو، میں تمہیں افزائش نسل سے قیامت کے دن اور امتوں پر فخر کروں گا۔“

نفسائے الہی اور ہدایت نبوی میں جنسی ضرورت کے لئے ایک سے چار تک کی وسعت دی گئی ہے، بلکہ بے حساب باندیوں کی بھی اجازت ہے۔ لیکن اس تعاون میں نیکی اور خوف خدا کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ گناہ اور حد سے بڑھ جانے کو منع کیا ہے۔ اس وسعت کا مقصد

یہ ہے کہ انسانی جسم اپنے صحیح اور جائز مقام پر گرے اور جگہ ناجائز حرامی بچے پیدا نہ کیے جائیں۔ اگر ایسا کرنے والے کے لیے سخت گناہ کے ساتھ اس دنیا میں بھی خوفناک سزائیں مقرر کر دی گئی ہیں، یعنی جرم اگر غیر شادی شدہ ہے تو اس کو کوڑے لگائے جائیں اور اگر شادی شدہ ہے تو اس کو سنگسار کر دیا جائے تاکہ معاشرہ میں گندے عناصر کو ختم کر دیا جائے۔ کیونکہ حرامی بچے نفسیاتی اور وراثتی اثرات کے تحت جنسی بھوک کے مریض ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے آئندہ یہ مرض وراثتی کی طرح بڑھتا اور پھیلتا ہے جو معاشرہ کے لیے تباہی کا باعث بنتا ہے۔

مکمل انسان

دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا مذہب، حکومت اور معاشرہ ہو جس نے جنسی ضرورت پر پابندی نہ لگائی ہو۔ ان پابندیوں کا مقصد ایک طرف انفرادی طور پر شخص کی جسمانی و ذہنی اور روحانی زندگی میں تقویت پیدا ہوتی ہے تو دوسری طرف معاشرہ میں تعمیر پیدا ہوتی ہے۔ جس معاشرہ میں جنسی فعل کو ضرورت کے بجائے خواہش کے تحت پورا کیا جائے چاہے وہ جائز صورت میں بھی ہو تو امراض کا باعث ہوتا ہے اور وہ لوگ جو عورت کے تعاون کے بغیر جنسی خواہشات کو پورا کرتے ہیں جیسے حلق و انعام اور دیگر ذرائع حیوانی وغیرہ، ایسے لوگ رفتہ رفتہ مقام انسانیت سے گر جاتے ہیں اور معاشرہ کے لیے تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ انہی اثرات کے تحت یہ کتاب لکھی گئی ہے، جن لوگوں میں جنسی امراض اور خرابیاں پیدا ہو گئی ہوں، صحیح علاج و معالجہ ہی سے ان کو پھر مقام انسانیت پر قائم کیا جاسکتا ہے۔ دوسرے جو انسان جنسی فعل کو ضرورت کے مطابق انجام دیں گے، وہ جسمانی و ذہنی اور روحانی طور پر مکمل انسان بن کر معاشرہ کے لیے مفید طاقتور بن سکتے ہیں اور آئندہ ان کی اولاد بھی صحت مند پیدا ہوگی۔ یہ سب کچھ نظریہ مفرد اعضاء کے تحت پیش کیا گیا ہے جو دنیا میں اپنے نظریہ کی پہلی کتاب ہے۔

خادم فن

صابر ملتان

14 اکتوبر 1969ء

مُقَدِّمَةٌ

اللہ پاک نے اس کائنات کو تخلیق دے کر بے شمار مخلوق اس میں پیدا کر دی ہے۔ اس کا شمار وہ خود جانتا ہے یا اس کا نبی ﷺ حساب کر سکتا ہے۔ البتہ اس تمام مخلوق میں انسان کو کمال اور مرکزی ہستی بنا کر احسن التقویم کا خطاب عطا کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط لگا دی ہے کہ اگر وہ اپنے ایمان اور عمل صالح پر قائم نہیں تو وہ ذلت کی کھائیوں میں گر جاتا ہے۔ اس لیے یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ انسان اشرف المخلوقات اور افضل المیات ہے۔

انسان کا شرف و فضیلت جو تمام دیگر مخلوق، جمادات و نباتات اور حیوانات کے مقابلے میں پایا جاتا ہے، وہ اس کا نطق و ضمیر، عقل و شعور، ادراک و وجدان اور افہام و تفہیم ہیں جن سے وہ اپنے ایمان اور عمل صالح کو سمجھتا ہے اور اپنا مقام قائم رکھتا ہے جو انسان اپنے شرف و فضیلت کو نہیں سمجھتا، اس کا ایمان اور عمل صالح قائم نہیں رہ سکتا۔ یعنی جو انسان نطق و ضمیر، عقل و شعور، ادراک و وجدان اور افہام و تفہیم سے خالی ہے وہ دیگر مخلوقات سے افضل و اشرف نہیں ہے، اس کو پتھر و جھاڑی اور درندہ تصور کیا جاسکتا ہے جو شکل و صورت میں انسان ہے، لیکن انسانی سیرت و اوصاف اور خوبیوں سے خالی ہے۔ یہ یقین انسان میں دیگر مخلوقات کے مقابلے میں پائی جاتی ہے۔ اگر انسان اپنے حقیقی مقام پر قائم ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی صحیح جبلت پر پیدا ہوا ہے۔ جو اس کا صحیح ابتدائی مقام ہے۔

صحیح جبلت انسانی

موالید ثلاثہ (جمادات و نباتات اور حیوانات) میں سے ہر ایک میں ان کی جدا جدا جبلت پائی جاتی ہے۔ یہ ان کی بنیادی فطرت ہوتی ہے جس پر وہ پیدا ہوتے ہیں اور زندگی کم و بیش اس پر گزار دیتے ہیں۔ گویا یہی بنیادی فطرت ان کی زندگی سے فنا تک بنیادی قانون ہوتے ہیں۔ جیسے جمادات اپنے مقام پر پھیلنے اور پھٹنے ہیں۔ لیکن اگر ان کو اپنے مقام سے جدا کر دیں تو ان کی ترقی کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح پہاڑ اور کان کے اندر اس کے مواد میں نشو و ارتقاء اور تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں، جو باہر ممکن نہیں ہیں۔ پانی اپنے اندر برودت رکھتا ہے اور ہمیشہ ڈھلوان کی طرف بہتا ہے ہر درخت اور بوٹی کے پھل کے پھول اور کھڑی کا کوئی بھی ڈالندہ و رنگ اور خوشبو ہو وہ اسی زمین و پانی اور ہوا میں پیدا ہوتا ہے اور زندگی گزارتا ہے مگر اپنی جبلت اور بنیادی فطرت کے تحت اپنی خصوصیات قائم رکھتا ہے۔ یہی حالت جانوروں اور درندوں میں قائم ہے۔ ہماری روزانہ زندگی میں چوہا بلی کی میاؤں سن کر اپنی بل کی طرف دوڑتا ہے اور بلی کتے کی آواز سن کر بے چین اور پریشان ہو جاتی ہے اور بھاگ کھڑی ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔

یہی صورت انسانی جبلت کی بھی ہے۔ جب انسان صحیح جبلت پر پیدا ہوتا ہے تو اس میں منطقی و ضمیر عقل و شعور، ادراک و وجدان اور افہام و تفہیم کی قوتیں لازماً ہوتی ہیں اور اپنے اپنے وقت پر کام شروع کر دیتی ہیں۔ انہی قوتوں سے انسانی جبلت کا اظہار ہوتا ہے۔ یعنی ایک صالح جبلت انسان جب عقل و شعور میں آتا ہے تو اس زندگی اور کائنات کے منطقی احساس و شعور کے بعد اس کا ادراک و وجدان کی افہام و تفہیم کرتا ہے کہ

- ① غیب میں کوئی ایسی ہستی ضرور ہے جو اس کائنات اور زندگی کا خالق اور مالک ہے۔
- ② اس کے دل میں اس ہستی کا خوف ہوتا ہے، اس ہستی کو خوش خوش کرنے کے لیے اس کی عبادت کرتا ہے۔
- ③ اس کے لئے خرچ کرتا ہے، قربانی کرتا ہے۔
- ④ اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لیے اس کی طرف سے آئی ہوئی معلومات کو تسلیم کرتا ہے۔
- ⑤ ان معلومات سے اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ مرنے کے بعد اپنے اعمال نیک و بد کا حساب دینا ہوگا، جس کے لیے جزا و سزا مقرر ہے۔ یہی لوگ ہیں جو صحیح ہدایت پر قائم ہیں، اور ان کی زندگی صحیح بنیادوں پر قائم ہوتی ہے، ایسے لوگوں کا اپنے رب العزت پر مکمل ایمان ہوتا ہے۔

انسان کی اس صحیح جبلت کو تقویٰ بھی کہا جا سکتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ خداوند کریم کا خوف رکھتے ہوئے اس کی مرضی کے خلاف یقین اور عمل سے پرہیز کرنا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی خوشی و رضا اور فرمانبرداری کو مد نظر رکھنا۔ یہ ہے انسان کا صحیح مقام جس سے وہ دیگر مخلوقات مثلاً شہ سے اشرف و افضل اور برتر خیال کیا جاتا ہے۔

علم و حکمت

مخلوقات مثلاً شہ سے برتری حاصل کرنے کے بعد انسان کی منزل ختم نہیں ہوتی بلکہ یہ اس کی اولین منزل ہے۔ اس کے بعد اس کو زندگی اور کائنات کا علم حاصل کرنا اور اس کی حکمت کو ذہن نشین کرنا ہوتا ہے۔ جب وہ علم و حکمت میں کمال حاصل کر لیتا ہے تو اس کو جنات اور ملائکہ پر فوقیت اور تقدیم حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی علم و حکمت کے کمال اور تقدس پر بعض انسانوں کو بعضوں پر برتری حاصل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نبیوں کو انسانوں پر شرف و برتری حاصل ہے۔ چونکہ نبیوں کا علم و حکمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتا ہے اکتسابی نہیں ہوتا۔ اس لیے انسان جدوجہد اور کوشش سے بھی وہ مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ جیسے موالید مثلاً شاہ ایک دوسرے کا مقام یا انسان کا مقام حاصل نہیں کر سکتے۔ مسئلہ ارتقاء سے ہی اس مقام کو سمجھا جا سکتا ہے۔

قوت انسانی

ان ارتقائی اور برتری کے مقامات کے بعد انسان کی کامیابی اور ترقی کا ایک مقام اور بھی ہے۔ وہ اس کی قوت کی برتری اور فوقیت ہے جس سے نہ صرف وہ غیر معمولی انسان بن جاتا ہے، بلکہ معاشرہ میں قابل عزت بھی شمار ہونے لگتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ انسان کے اندر تین قسم کی قوتیں پائی جاتی ہیں:

- ① قوت طبعی جس کا تعلق انسان کے جگر (غدد) کے ساتھ ہوتا ہے۔
- ② قوت نفسانی جس کا تعلق دماغ (اعصاب) کے ساتھ ہے۔
- ③ قوت حیوانی جس کا تعلق انسان کے عضلات کے ساتھ ہے۔

چونکہ ان قوتوں کا تعلق جسم و ذہن اور روح کے ساتھ ہے، اس لئے ان کو جسمانی قوت، ذہنی قوت اور روحانی قوت کا نام بھی دیتے ہیں۔ جن لوگوں میں جو قوت زیادہ ہوتی ہے، اس کا اس سے اظہار ہوتا ہے۔ جیسے پہلوان و ذہین اور عارف اپنی اپنی جگہ سب طاقتور ہیں، لیکن جب تینوں قوتیں برابر لگ کر کام کرتی ہیں تو ایک اور قوت پیدا ہوتی ہے، جس کو جنسی قوت کہتے ہیں۔ اس کا تعلق بھی انسان کے ساتھ لازم و ملزوم

ہے۔ یہی وہ قوت ہے جس سے ایک انسان مرد کہلاتا ہے اور معاشرہ میں عزت پاتا ہے۔ اگر کسی انسان میں قوت مردی نہ ہو تو اس کو نہ صرف نامرد کہتے ہیں بلکہ معاشرہ میں اس کی عزت کا کوئی مقام نہیں۔ ایسا شخص بے شک پہلوان و ذہین اور عارف ہی کیوں نہ ہو لیکن معاشرہ اس کی نامردی کی وجہ سے اس کو کبھی عزت بخش لگا ہوں سے نہیں دیکھے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نامرد انسان جس میں جنسی قوت کا فقدان ہو اس میں غیر معمولی خوبیاں ہرگز پیدا نہیں ہو سکتیں۔ نہ ہی پہلوان بن سکتا ہے، نہ ہی ایک ذہین (حمتین) اور نہ ہی صحیح معنوں میں عارف بن سکتا ہے۔ کیونکہ جنسی قوت جن قوی سے مل کر بنتی ہے وہ قوی کمزور ہوں تو پھر انسان کے جسم و ذہن اور روح میں کیسے ترقی پیدا ہو سکتی ہے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ انسان کی قوتوں میں سے ایک یا دو تو ہمیں کمزور ہو سکتی ہیں، تینوں بیک وقت کمزور نہیں ہو سکتیں۔ یہ بات درست ہے۔ مگر جنسی قوت کی پیدائش بذات خود ایک طاقت ہے جس کا اثر جسم و ذہن اور روح پر ایسا پڑتا ہے کہ اس سے انسانی طاقتیں ابھرتی ہیں۔ یہ جنسی قوت جب مرد میں نمودار ہوتی ہے تو ظاہرہ جسم میں اس کی واڈھی اور موٹھیں نکل آتی ہیں اور اندرونی طور پر اعضائے تناسل میں غیر معمولی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ساتھ ہی جسم میں منی و جنسی لذت اور جنسی ضرورت کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی تبدیلیاں ایک عورت میں بھی ظاہر ہوتی ہیں۔ یعنی اس کی ظاہری تبدیلی میں سینہ و آجھر آتا ہے اور اعضائے تناسل میں غیر معمولی تبدیلیوں کے ساتھ جنسی لذت اور جنسی ضرورت کا احساس ظاہر ہو جاتا ہے۔ جن میں جنسی قوت کا اظہار نہیں ہوتا، ان میں یہ تبدیلیاں بھی ظاہر نہیں ہوتیں۔ جیسے بچھوے وغیرہ۔ اس لیے ان میں غیر معمولی جسمانی و ذہنی اور روحانی قوت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان کی اولاد نہیں ہوتی اور وہ اولاد کے تحفہ سے محروم رہتے ہیں۔ ان امور سے ثابت ہوا کہ جنسی قوت ہی ایسی قوت ہے جو تمام دیگر خوبیوں سے افضل ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ انسان کے اندر جسمانی و ذہنی اور روحانی قوتیں جنسی قوت کی مرہون منت ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جن لوگوں میں جنسی زیادہ غیر معمولی قوتیں ظاہر ہوں گی ان کے جنسی جذبات میں ایسی قدر شدت ہوگی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ جس انسان میں اخلاق کا کمال ہے اس میں جنسی جذبہ بھی پورے عروج پر ہوتا ہے اور جب اس کی جنسی قوت ضائع یا خراب ہونا شروع ہو جاتی ہے، اس کے اخلاق میں کمزوری کے ساتھ ساتھ اس کا شرف اور کمال کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس خرابی کا اثر اس کی اولاد تک منتقل ہو جاتا ہے۔ اس میں ضعف کے ساتھ جسمانی و ذہنی اور روحانی کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔

جنسی قوت

انسان میں جنسی قوت اور جنسی جذبات کا سلسلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب مٹی بننے کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ خون سے اس کے تناسلی اعضاء بنتے ہیں۔ خون کے متعلق طب کا قانون یہ ہے کہ وہ چار اخلاط سے مرکب ہے جو خون، صفراء، بلغم اور سودا کہلاتے ہیں۔ آبیرویدک میں بھی تین دوش: وات، پت، کف اور ایک رکت (خون) تسلیم کرتے ہیں اور ماڈرن میڈیکل سائنس خون کو ایک ہی شے تسلیم کرتی ہے۔ البتہ یہ تصدیق کرتی ہے کہ خون کوئی بارہ چودہ عناصر کا مرکب ہے اور جسم کے مختلف اعضاء ہیں وہ سب انہی اجزا سے غذا حاصل کرتے ہیں۔ جسم کے تمام اعضاء کھل چار اقسام کے انسج (نشوز) سے مرکب ہیں۔ جو انسج اعضائی، انسج عضلاتی، انسج قشری اور انسج الحاقی کہلاتے ہیں۔ گویا یہ بارہ اقسام کے عناصر صرف چار اقسام کے انسج (نشوز) کی غذا بنتے ہیں۔ طب بھی یہی حقیقت تسلیم کرتی ہے کہ چونکہ غلط چار اقسام کے ہوتے ہیں اس لیے اعضائے انسانی کے اقسام بھی چار ہوتے ہیں اور مرکب اعضاء مفرد اعضاء سے بنتے ہیں جو مصاب، گوشت، عشاء و غد اور ہڈی و کرمی اور رباط و اوتار کہلاتے ہیں۔

مفرد اعضاء

ہم نے بیس سالہ تحقیق میں یہ ثابت کیا ہے کہ اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو وہ مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔ جن کو فرنگی طب ٹشوز (انسج) کہتی ہے، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مفرد اعضاء کل چار ہیں۔ اور دوسری طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ خون ایک خلط نہیں ہے بلکہ چار اخلاط ہیں اور فرنگی طب کے نظریہ ایک خلط ثابت کر دیا گیا ہے جس سے یہ حقیقت ظاہر ہوگئی ہے کہ فرنگی طب جس بنیاد پر قائم ہے وہ بنیادی غلط ہے۔

مفرد اعضاء جو بنیادی اعضاء ہیں اور جن کو انسج (ٹشوز) کہتے ہیں، کل چار ہیں۔ گویا تمام جسم انہی چار مفرد اعضاء سے بنا ہوا ہے جس سے ایک مفرد عضو (انسج) سے بنیاد جسم بنتی ہے جس میں ہڈی و کبری اور رباط اوتار بنتے ہیں۔ اس کو بنیادی اعضاء کہتے ہیں جس میں ظاہری طور پر ذاتی حرکت نہیں ہوتی۔ دوسرے مفرد عضو (انسج) سے دماغ و اعضاء بنتے ہیں۔ تیسرے سے دل و عضلات بنتے ہیں اور چوتھے سے جگر و معد بنتے ہیں۔ یہ تینوں مفرد اعضاء (انسج) حیاتی کہلاتے ہیں۔ انہی کی باقاعدہ حرکت پر زندگی و طاقت اور صحت قائم ہے۔ جب ان کے افعال میں نقص و خرابی واقع ہو جاتی ہے یعنی افراط و تفریط یا ضعف واقع ہو جاتا ہے تو اس حالت کو مرض اور ضعف کہتے ہیں۔

زندگی کی پیدائش

ہر مفرد عضو کا ٹشوا اپنی جگہ زندہ ہے بلکہ اس کا ہر ذرہ زندہ ہے اور وہ اپنی ذات میں قوت پیدا کر رہا ہے (جیسے لاکھوں بیڑیوں کا پلانٹ عمل کر رہا ہو)۔ لیکن جب تک ان تینوں مفرد اعضاء کا باہم تعلق پیدا نہ ہو، انسانی زندگی ظاہر نہیں ہو سکتی۔ جب تک ان کا باہم تعلق رہتا ہے، انسان زندہ رہتا ہے لیکن جب یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ مفرد عضو کچھ مدت تک زندہ رہتے ہیں، پھر چونکہ ان کو غذا میسر نہیں آتی اس لئے وہ رفتہ رفتہ مر جاتے ہیں۔ گویا زندگی ان مفرد اعضاء ٹشوز (انسج) کے باہمی تعلق کا نام ہے۔ اسی زندگی ہی سے قوت پیدا ہوتی ہے جو صحت کو قائم رکھتی ہے، بالکل بجلی (الیکٹرسٹی) کی طرح ہے کہ اس کے مثبت و منفی قلب جب آپس میں ملتے ہیں تو بجلی اور اس کی قوت پیدا ہوتی ہے، اگر ان کو جدا کر دو تو باوجود اس کے کہ ان میں رو دوڑ رہی ہے، مگر وہ تنہا بجلی پیدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح انسان میں بھی بجلی کے اصولوں پر زندگی و قوت اور صحت پیدا ہوتی ہے۔

قوت و تقسیم کار

جب تینوں مفرد اعضاء (ٹشوز) کے ملاپ سے زندگی پیدا ہوتی ہے اور اس سے قوت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے، تو وہ قوت مختلف مرکب اعضاء میں اپنا عمل شروع کرتی ہے اور ان کو ترکیب دے کر ان کے مقررہ افعال کو جاری کر دیتی ہے۔ مثلاً دل کا حرکت کرنا، سانس کا جاری ہونا، دیکھنا و سننا اور کھانا پینا وغیرہ۔ لیکن یاد رکھیں کہ ان کے افعال میں جو قوت کام کر رہی ہے وہ کوئی ایک تنہا قوت نہیں ہے بلکہ وہ ان تینوں مفرد اعضاء (ٹشوز) کی مرکب قوت ہوتی ہے جو اپنے اپنے مفرد عضو کے تعلق سے وہاں پہنچتی ہے اور ضرورت کے وقت عمل کرتی ہے۔

قوت کے متعلق غلط فہمی

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دل کا حرکت کرنا، سانس کا چلنا، دیکھنا و سننا اور کھانا پینا وغیرہ مفرد اعمال ہیں اور کسی ایک عضو کے ساتھ ان کا تعلق ہے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ ہر عمل جو جسم میں ہو رہا ہے وہ ایک نظام کے تحت عمل میں آ رہا ہے جس میں تینوں مفرد

اعضاء شریک ہیں۔ مثلاً معدہ جس کو صرف ایک عضو سمجھا جاتا ہے اور اس کے فعل کی تیزی اور سستی کو اس کے امراض خیال کیا جاتا ہے۔ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے۔ معدہ بھی تینوں مفرد اعضاء کے ساتھ مرکب ہے، اس میں اعصاب و عضلات اور غدوتیں مفرد اعضاء ایک نظام کی صورت میں کام کر رہے ہیں۔ معدہ کی خرابی کبھی اعصاب کے افعال سے پیدا ہوتی ہے اور کبھی عضلات کے افعال سے نقص واقع ہو جاتا ہے اور کبھی غدو کے افعال میں بے قاعدگی ہو جاتی ہے۔ اس لیے علاج میں بھی جو مفرد عضو خراب ہو اس کا علاج کرنا چاہئے۔ صرف ہانسم اوو یہ و مقویات معدہ اور مسہل و ملین وغیرہ کے استعمال سے معدہ درست نہیں ہو سکتا۔ یہی صورت باقی مرکب اعضاء کی بھی ہے، بلکہ مفرد اعضاء جو ظاہرہ طور پر خود مختار ہیں اور اپنی ذاتی قوت و حرکت سے کام انجام دے رہے ہیں، جیسے دل و دماغ اور جگر بھی اس نظام کے بغیر نہ قوت و حرکت پیدا کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے افعال جاری رکھ سکتے ہیں۔ ان کے اوپر بھی دو پردے دیگر مفرد اعضاء (ٹشو) کے لگے ہوتے ہیں۔ یعنی دماغ پر دل و جگر کے پردے، دل پر دماغ و جگر کے پردے، تاکہ ان کا تعلق قائم رہے اور زندگی و قوت پیدا ہوتی رہے۔ یہی صورت جنسی قوت اور جنسی جذبات کی بھی ہے۔

جنسی قوت

جنسی جذبات منی کی پیدائش کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ منی جنسی اعضاء کے افعال کا نتیجہ ہے اور جنسی افعال اس وقت کام کرتے ہیں جب جنسی قوت پیدا ہوتی ہے۔ جنسی قوت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اعضاءے تکاملی کے تینوں مفرد اعضاء (انسجہ۔ ٹشو) مل کر اکٹھے اپنا کام شروع کرتے ہیں۔ اسی کا نام مردی ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی اپنا فعل انجام نہ دے تو یقیناً نامردی شمار ہوگا۔ اگر کوئی مفرد عضو کمزور ہو گا تو ضعف مردی میں شمار ہوگا۔ یہ مفرد اعضاء اعصابی انسجہ، غدی انسجہ اور عضلاتی انسجہ ہیں۔

جنسی نظام

چونکہ انسانی جذبات غیر شعوری تحریکات ہیں، اس لیے جنسی جذبات بھی غیر شعوری تحریک سے پیدا ہوتے ہیں۔ جذباتی اعصابی غدی تحریک ہے، جس سے اعصاب خصوصاً جنسی اعصاب کے فعل میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے جس کے ساتھ ہی غدو خصوصاً خصیوں میں دوران خون تیز ہو جاتا ہے اور عضلات خصوصاً جنسی عضلات پر دباؤ اور تناؤ بڑھتا ہے اور بھرتا جاتا ہے۔ حالت انتشار پیدا ہو جاتی ہے جس سے خصیوں میں منی کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے اور منی کے دباؤ سے انزال (اخراج منی) کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔

یاد رکھیں کہ جس مفرد عضو کا فعل تیز ہوگا اس کا عمل شدید ہوگا۔ یعنی اگر اعصاب میں تیزی ہوگی تو لذت اور جذبات میں شدت ہوگی۔ اگر غدو میں تیزی ہوگی تو منی کی پیدائش اور اس کے دباؤ میں شدت ہوگی۔ اور اگر عضلات میں تیزی ہوگی تو انتشار اور قوت میں شدت ہوگی۔ بس اس طرح جنسی نظام مکمل ہو کر جنسی جذبات و افعال تکمیل پاتے ہیں۔

انہی قوانین اور اصولوں و نظریات کے تحت یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ یہ بالکل علمی اور سائنسی تحقیقات ہے جس کا جواب موجودہ سائنسی دنیا اور ماڈرن میڈیکل سائنس ہرگز پیش نہیں کر سکتی۔ یہ اللہ پاک کا خاص فضل و کرم ہے جس نے مجھے یہ عظیم کارنامہ انجام دینے کی توفیق عطا فرمائی۔

خادم

صابر ملتانی

جنسی قوت

جنسی ملاپ میں جو کیف و سرور اور لطف و شوق کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے وہ انسان کی زندگی کا مقصد کمال ہے۔ مگر یہ مقصد کمال بغیر شاندار صحت اور غیر معمولی جسمانی قوت، خصوصاً جنسی قوت کی شکل ہے۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں ہے کہ جنسی قوت شاندار صحت اور غیر معمولی جسمانی قوت کا نتیجہ ہے۔ گویا جنسی قوت کوئی واحد قوت ہے جو انسان کسی واحد و مرکب غذا و دوا اور عمل سے حاصل کر سکتا ہے۔ صرف شاندار صحت اور غیر معمولی قوت جسمانی ہی ضروری نہیں بلکہ جوانی بھی ضروری ہے۔ کیونکہ نابالغ بچوں میں جنسی قوت اپنے عروج پر نہیں ہوتی اور بڑھاپے میں اعضائے جسم اور خون میں جنسی قوت کے افعال و اثرات بہت حد تک ختم ہو جاتے ہیں۔

ان امور سے ثابت ہوتا ہے کہ شاندار صحت جو غیر معمولی قوت جسمانی کا نتیجہ ہے اور جوانی دوا ہم حقائق ہیں جن پر جنسی قوت قائم ہے۔ البتہ ان دونوں کے ساتھ ایک تیسری حقیقت بھی ضروری ہے جو اس جنسی قوت کو ابھارتی ہے اور وہ حسن و خوبصورتی اور جنسی کشش ہے۔ اگر حسب منشا حسن و خوبصورتی اور جنسی کشش نہ ہو تو جنسی قوت اس طرف متوجہ نہیں ہوتی۔ پس یہی تینوں حقائق جنسی ملاپ میں لازمی اور اہم ہیں۔

قدرت نے جنسی ملاپ میں جو کیف و سرور اور لطف و شوق کا جذبہ رکھا ہے، اس کی شدت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے ذہن میں یہ جذبات پیدا نہیں ہوئے اس وقت تک ان کے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔ یہ جذبات اماں خواتین کے حسن و خوبصورتی اور جنسی کشش سے پیدا ہوئے یا اہلیس کی تحریک نے کام کیا ہو یا اس شجر ممنوعہ کے قریب جانے سے ظاہر ہوئے ہوں، بہر حال یہ حقائق ہیں جن سے ان میں جنسی ملاپ کے لیے کیف و سرور اور لطف و شوق پیدا ہوا اور نتیجہ اولاد کی صورت میں بلکہ اس دنیا کی صورت میں ظاہر ہوا اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ سے ہمارے سامنے تین حقیقتیں کھلتی ہیں: (۱) اہلیس کی تحریکات (۲) تقرب شجر ممنوعہ (۳) جنسی کشش۔

اس لیے جنسی قوت کو ذہن نشین کرنے کے لیے ان تینوں حقیقتوں کو سامنے رکھنا بھی ضروری امر ہے۔

اہلیس کی تحریکات کو اگر ہم جنسی تحریکات کا کمال کہہ دیں جو شیطانی صورت میں کام کرتا ہے جیسا کہ حضرت سید نبی کریم رحمہ اللعالمین علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شیطان ہر انسان کے خون میں گردش کرتا ہے اور میں نے اپنے شیطان پر قابو پا لیا ہے۔ جہاں تک تقرب شجر ممنوعہ کا تعلق ہے، اس میں ایسی افذیہ اور اودیہ ہو سکتی ہیں جو شدت تحریکات جنسی کا سبب ہو سکتی ہیں۔

جنسی کشش کے متعلق یہ سمجھ لیں کہ کہا جاتا ہے کہ اس دنیا میں تین قسم کی کشش پائی جاتی ہے۔ یعنی زر زین اور زمین۔ لیکن ہم کہتے ہیں زر و زمین کی کشش صرف زن کے لیے ہے۔ کیونکہ یہ دولت یہ قہر و کاخ بلند و قصر وسیع میں سبزہ و چمن اور چشمے و آب درواں میں حسن و عشق و قصور کا مثالی و غیر فانی حسن، قہر و کسرتی کی کیف پر در خواب گاہیں اور کاخ بلند و قصر وسیع میں سبزہ و چمن اور چشمے و آب درواں میں حسن و عشق اور شوق و محبت کی پھیل چھاڑ صرف جنس لطیف کے سببیں بدن اور حسن صبح کے لیے ہیں۔

اگر اس دنیا سے عورت کا تصور ختم کر دیا جائے تو پھر اس دنیا کی جنت یقیناً جنت خازر بن کر رہ جائے اور اس کے ساتھ ہی زراور

زمین کا لالچ جو صرف عورت کے لیے ہے، ختم ہو جائے۔ پھر انسان کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ ان کے حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کرے۔ پھر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ سب کچھ صرف جنسی ملاپ کی مسرت و انبساط بلکہ ایک تہسم سے زیادہ قیمت نہیں رکھتی اور اسی دنیا پر قائم ہے۔ لیکن انسان ہے کہ جوانی سے بڑھاپے تک اس کیف و مسرور اور لطف و شوق کو حاصل کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد اور سعی و جہالت قبول کرتا ہے۔ مگر اس کی تسکین نہیں ہوتی۔ اگر مرنے کے بعد فردوں بریں میں جنس لطیف اور حسن مرمریں کا یقین نہ ہو تو یقیناً اس بے رونق جنت تجری من تحت الانہار کا شوق ہی ختم ہو جائے۔

جہاں انسان کے شوق اور جنسی کشش کا جذبہ اس قدر شدید ہونا لازمی امر ہے اس میں اسی لئے قدرت نے فطری جنسی قوت بے انتہا دی ہے۔ اسلام کی تعلیم سے پتہ چلتا ہے کہ پورے تمدنِ انسان میں بیک وقت چار عورتوں کے رکھنے کی قوت ہے۔ بلکہ اگر ضرورت پڑے تو بے حساب باندیاں بھی رکھ سکتا ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ہر طرف سے یہ پکار نظر آتی ہے کہ مردانہ قوت کے لیے غیر معمولی قوت کا کوئی چلتا ہوا نسخہ چاہئے جو ہر حالت و صورت میں اس کیسور و تریاق اور تیر بہدف ہو جس سے نہ صرف جناتی قوت پیدا ہو جائے بلکہ فرنگی شاعر کیش (Keats) کے بقول اس کی جب موت واقع ہو تو اس کا سراسر کی شوخ مجھو بے کہستیں سینہ پر رکھا ہو اور اس کے سانس کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ اس پر بے خودی وارد ہو جائے جس کے ساتھ اس کا سانس برابر ہو جائے۔ خدا جانے اس کی موت کیسے واقع ہوئی لیکن وہ ابتداءً جوانی میں برداشتِ حسن نہ کر کے اس حسن اور پرکشش دنیا کو چھوڑ کر چل بسا۔ البتہ انسانی نفسیات کو پورے طور پر بیان کر گیا ہے۔

جہاں تک کسرت ازواج کا تعلق ہے یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ ہر ملک و قوم اور مذہب میں باوجود حدود مقررہ کے بادشاہوں اور شہنشاہوں کے پاس لاقعد اور عورتیں رہی ہیں۔ یہ سوال الگ ہے کہ وہ سب پر قادر رہے یا نہ رہے۔ بہر حال انسانی شدت جذبہ کی دلیل اور کششِ حسن کا ثبوت ضرور ملتا ہے۔ البتہ اس قدر ثبوت ضرور ملتا ہے کہ حکمائے دوران اور اطباء زمانہ ان کے ساتھ ضرور دیا اور ان کے لیے ایسے غیر معمولی نسخے تیار کئے اور ایسی عجیب و غریب رسائیں تیار کی گئی جن کو کایا کلب کا نام دیا جا سکتا ہے، جن کے نشانات آج بھی ان کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آج کل اس قدر ترقی یافتہ میڈیکل سائنس ان اکسیرات و رسائیں اور کایا کلب اور معجزہ نما مرکبات کو تیار کرنے میں کیوں ناکام ہے؟ کیا ہم ان نادرات اور عجائبات کو پھر حاصل کر سکتے ہیں؟ کیا حقائق صحیح بھی ہیں؟ ان سوالات کے جوابات تو ہم ضرور دیں گے لیکن یہاں پر یہ تسلیم کرنا لازمی ہے کہ فرنگی میڈیکل سائنس جنسی قوت کے لیے غیر معمولی مجربات پیش کرنے میں عاجز ہے۔ بلکہ جنسی امراض کے علاج میں بالکل ناکام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی ان امراض کے علاج کے لیے قدیم طریق علاج یا زیادہ سے زیادہ ہو میو پیٹھک طریق علاج کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ ان طریقہ ہائے علاج نے انسان کو کسی دور میں بھی محروم نہیں کیا ہے، بلکہ ضرورت سے زیادہ کامیاب رہے ہیں۔

جنسی جذبہ اور شوق

جنسی قوت کا جذبہ اور شوق جس قدر ایک انسان میں پایا جاتا ہے اس کا اندازہ لگانا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے۔ ایک عام انسان کی حیوانی قوتیں بے قابو رہیں تو ایک طرف بڑے بڑے زاہد، شب، بیدار، صوفی، پوہیز گار اور متقی، پیٹ خانی والوں کی جنسی قوت کے جذبہ اور شوق کا اندازہ لگانا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ یہ جنسی قوت کا جذبہ اور شوق جس قدر انسان میں پایا جاتا ہے کیا

اسی قدر قوت بھی پائی جاتی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے یا جنسی جذبے اور شوق کو جنسی قوت کے تحت نہیں رکھا جاتا تو اس کا لازمی نتیجہ نہ صرف قوت جسمانی کی بربادی ہے بلکہ صحت انسانی کی بھی تباہی ہے۔ جنسی قوت اور جنسی جذبہ دونوں جدا جدا صورتیں ہیں۔ دونوں کا الگ الگ اندازہ لگانا چاہیے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جنسی جذبے اور شوق کو جنسی قوت کے تحت رکھنا چاہیے۔ لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جنسی جذبے اور شوق کو جنسی قوت کے تحت نہیں رکھا جاتا اور جنسی قوت کو بالکل اس طرح برباد کر دیا جاتا ہے جیسے ایک عیاش اور اوباش اپنے باپ کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے اڑا دیتا ہے۔ جنسی جذبے اور شوق کی تیزی کا اندازہ اس لذت پسند انسان سے لگائیں جس کا پیتھ اس قدر بھرا ہوا ہو کہ اس میں نوالہ کے لیے بھی جگہ نہ ہو بلکہ جی مٹا رہا ہو، لیکن کھانوں کے رنگ و بو اور ذائقوں پر بے چین ہو۔ جب ایسا انسان کھائے گا تو اس کا لازمی نتیجہ بد ہضمی اور ہیضہ ہوگا۔ ممکن ہے کہ اس سے موت واقع ہو جائے۔ اس طرح لذیذ کھانے زہر بن جاتے ہیں۔

یہی صورتیں جنسی جذبے اور شوق کی تیزی سے اس وقت پیدا ہوتی ہیں جب ان کو جنسی قوت کے تحت نہیں رکھا جاتا۔ فطری طور پر بھی قدرت نے جنسی جذبے اور شوق جیسی قوت سے بہت زیادہ پیدا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جذبہ اور شوق جوانی سے قبل بچپن میں پیدا ہو جاتا ہے اور جوانی کے بعد بڑھاپے تک چلا جاتا ہے اور ”بڑے میاں سے کچھتے ہیں کہ ابھی تو میں جوان ہوں“ اور اسی نوے سال کے پیر خستہ حال کو بھی یہ کہتے سنا ہے کہ بھائی! ابھی تو میں جوان ہوں۔ اگر فقدان قوت جسمانی سے کہیں اس کو یہ یقین ہو چکا ہے کہ واقعی وہ بوڑھا ہو چکا ہے تو کم از کم اپنی باتوں میں اس امر کا اظہار تو ضرور کر دیتا ہے کہ بھائی کیا ہوا کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، لیکن میرا دل تو جوان ہے۔ یہ اظہار کیا ہے؟ یہ اسی جذبہ اور شوق کی بے چینی ہے جو قبر میں جانے تک قائم رہتی ہے اور نادان انسان یہی سمجھتا رہتا ہے کہ اس میں اس قدر جنسی قوت ہے کہ وہ دوشیزہ کے ساتھ لطف و مسرور کی زندگی گزار سکتا ہے۔

اگر جنسی جذبہ اور شوق کی بے اعتدالیوں کے کرشمے اور اظہار کے نمونے دیکھنے ہوں تو شعراء خصوصاً بوڑھے شعراء میں دیکھیں۔ ان کی عقل و فکر اور زبان دانی کا چاہے ملک و قوم پر کتنا ہی گہرا اور شدید اثر کیوں نہ ہو، لیکن جہاں اپنے جذبات کا اظہار کریں گے تو پتینا کہیں گے کہ ”ابھی تو میں جوان ہوں“۔ لطف لینا ہو تو جس شاعر کا یہ مصرعہ ہے وہ زندہ ہیں ان سے مل کر دیکھ لیں۔ کئی بار جلسوں میں ان کو یہی مصرعہ پڑھتے سنا ہے جس کے ساتھ ہی ساتھ وہ اکڑ کر اپنی جوانی کا اظہار بھی کر دیتے ہیں۔ اس قسم کے جذبات کیا ہیں؟ صرف جنسی جذبہ اور شوق کا اظہار ہیں۔ اس حقیقت سے اندازہ لگائیں کہ کثرت انسانوں کی ایسی ہے کہ وہ جنسی جذبہ اور شوق کا اندازہ نہیں لگا سکتے اور نہ ہی اس کو جنسی قوت کے تحت رکھ سکتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں جنسی قوت تو رہی ایک طرف جسمانی قوت بھی برباد کر بیٹھتے ہیں۔

ان حقائق سے جنسی جذبہ اور شوق کی تیزی کا اندازہ و عوام اور خواص میں آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ اس کا اظہار کرنے والے زیادہ تر بوڑھے اور دائمی بیمار ہوتے ہیں جن کے بدن پر گوشت نہیں ہوتا۔ نہ جسم میں خون ہوتا ہے۔ پٹھے کمزور ہیں یا دل کے افعال خراب ہو چکے ہیں اور زیادہ تر وہ لوگ ہیں جن کی ہموک ختم ہوگئی ہے اور غذا ہضم نہیں ہوتی۔ مگر جنسی جذبہ اور شوق کا یہ حال ہے کہ ہر گھڑی مقوی باہ دوا اور غذا کی رٹ لگی ہوئی ہے۔ جس کسی سے ملنے ہیں اسی طلب کے لیے مجسم سوال بن گئے ہیں۔ اگر کسی سمجھ دار معالج سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے تو وہ ان کو سمجھاتا ہے کہ بھائی قوت باہ کوئی قوت نہیں جو کسی دوا یا غذا کے استعمال کرانے سے پیدا ہو جائے۔ بلکہ وہ تو ایک قوت ہے جو تمام جسم کے اعضاء کے صحیح طور پر عمل کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسے ریل گاڑی جو شیم سے چلتا ہے۔ ظاہراً تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پیٹنل (دقی) ہلانے سے چل پڑتا ہے۔ مگر اس کا ذرا نیور خوب جانتا ہے کہ اس کی سلیم آگ پر پانی اٹھنے یا تیل کے جٹلے سے پیدا ہوتی ہے جس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ انجن کے تمام پرزے صحیح حالت میں ہوں اور اپنی جگہ پر صحیح کام کر رہے ہوں۔ اس کے بعد ہی پیٹنل ہلانے سے سلیم وہاں سے گزر کر

انجن چلاتی ہے۔ لیکن مریض صرف یہی کہتا ہے کہ اس کو پہلے ایسی دوا دے دی جائے جو اس کی قوت باہ میں تیزی اور اسماک میں شدت پیدا کر دے اور پھر میں اس کے باقی اعضاء کی درستی اور تقویت کے لیے کوشش کرتا رہوں گا، وغیرہ وغیرہ۔

ان حقائق سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عوام کے ذہن میں جنسی قوت کے متعلق کیسے کیسے تصورات و معلومات اور توہمات پائے جاتے ہیں اور انہی کے تحت وہ قوت باہ، سرعت، انزال اور جریان و احتلام اور دیگر جنسی امراض کے متعلق بخریات طلب کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہزاروں سال گزر جانے کے بعد آج تک جنسی قوت اور دو چار جنسی امراض کے لیے بے خطا بخریات تیار نہیں ہو سکے۔ طب قدیم تو پھر بھی انسانی ضرورتیں پوری کر دیتی ہے۔ لیکن فرنگی طب ایسی ناکام و نامراد ہے کہ اپنی نااہلی کی وجہ سے عاجز اور در ماندہ نظر آتی ہے۔

عوام کے توہمات اور غلط تصورات سے بڑھ کر پڑھے لکھے خصوصاً انگریزی تعلیم یافتہ لوگ ہیں جو اس غلط فہمی میں گرفتار ہیں کہ انگریزی پڑھ لینے کے بعد وہ ہر قسم کے علوم و فنون کے فاضل اور کامل بن گئے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ طب قدیم تو کیا فرنگی طب کا بھی علم نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کس وقت غذا کھانی چاہیے اور مختلف حالات میں کس قسم کی افدہ یہ کھانی چاہئیں۔ ان کو بھلا جنسی قوت و جذبہ اور شوق کا کیا علم ہوگا۔ ان لوگوں کو جنسی معلومات عوامی فرنگی جنسی لٹریچر سے زیادہ نہیں ہوتیں۔ اور وہ لوگ بھی بری طرح بے معنی توہمات اور غلط تصورات میں گرفتار ہوتے ہیں۔ یہی حال ان اینگلو یونانی اطباء کا ہے، جنہوں نے انگریزی تعلیم کے بعد اینگلو یونانی طبہ کا بھوک میں تعلیم حاصل کی ہے۔ پھر انھوں نے عوامی فرنگی جنسی قسم کے لٹریچر کو اردو زبان میں منتقل کر کے لکھا ہے، جس سے ملک اور قوم میں غلط عقائد و گمراہ کن خیالات کے ساتھ بری قسم کی بے راہ روی پیدا ہو گئی ہے۔ ایسے لوگ خود جنسی قوت سے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ بھلا عوام کی راہنمائی کیا کریں گے۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ ملک میں صحیح جنسی قوت کی تعلیم حاصل ہونے کے بجائے جنسی جذبہ اور شوق اس قدر بڑھ رہا ہے کہ ہر طرف جنسی بھوک کا دیوہشت ناک شکل میں ہر راہ گزرمرد و عورت کو گھور رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابھی اس حسن و خوبصورتی کے جسم کو دبوچ لے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کل زندگی کی راہوں میں گزرنے والا مشکل ہو گیا ہے۔

جنسی قوت

جنسی قوت و تکمیل اور جذبہ و شوق کی تشریح بہت مشکل امر ہے۔ ذرا بھی تفصیل سے کام لیا جائے تو اس میں عربی اور یونانی پندہا ہو جاتا ہے جو اخلاقاً بری بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ قوت ہر مرد و عورت میں پائی جاتی ہے۔ اس کے جذبہ و شوق کے ساتھ تکمیل بھی ہر انسان بلکہ ولی اللہ کو بھی کرنا پڑتی ہے۔ اس دنیا میں یہی ایک قوت ہے جس کے لطف اور فرحت کے لئے وہ زندہ ہے۔ جیسا کہ ابتدائی مضمون میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ اسی قوت کی خرابی اور کمزوری اکثر پیدا ہوتی رہتی ہے جس کا ذہن نشین کرنا ضروری اور اہم ہے۔ لیکن اس کا بیان نہایت احسن طریقہ سے ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس قوت کی تسکین اور زندگی کی تکمیل کے لئے اقتصادی، معاشی اور معاشرتی قدر میں بھی ضروری ہیں اور سب علم اخلاق اور مذہب کی روشنی اور انوار کے تحت ہونا چاہئے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو حاصل زندگی، یہی جنسی ضرورت رہ جائے گی۔ خصوصاً بچوں و نوجوانوں میں تو اس قوت کو اس انداز میں پیش کرنا چاہئے کہ اگر اس قوت کو بلا ضرورت کے استعمال کیا گیا تو لطف و شوق اور ضرورت کے وقت یہ ساتھ نہیں دے گی اور اسی قوت سے وہ محروم ہو جائیں گے جس کے طفیل دنیا کی یہ زندگی گزاری جا سکتی ہے۔ اور اسی طرح عمر رفتہ لوگوں کو تاکید کر دینی چاہیے کہ جنسی جذبہ و شوق اور جوانی کی رنگینیوں اور وارداتوں کو سامنے نہ رکھیں۔ کیونکہ بڑھاپا کمزوری کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ اگرچہ اس عمر میں گزشتہ تجربات و واقعات اور عشق و محبت کی داستا نوں نے ذہن کو زخیر بنایا ہوتا ہے۔ بلکہ جوانوں کو بھی اعتدال کی تعلیم دینی چاہئے۔ جن کے لیے یہ کتاب لکھی جا رہی ہے۔ یہی سچے و جوان اور بوڑھے صحیح معنوں میں قوم ہوتے ہیں۔ سچے جدید اور صحیح

معنوں میں قومی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں۔ جوانوں پر قوموں کے قیام کا بوجھ ہوتا ہے اور بوجھوں کے ہاتھ میں قوم کی باگ ڈور ہوتی ہے۔ اگر یہ تمام جنسی قوت کی بے راہ روی میں گرفتار ہو گئے تو قوم نہ کمال کو پہنچے گی اور نہ اپنی ذمہ داریوں کو نبھائے گی۔ جس سے نہ صرف آزادی و معاشرت کی حفاظت مشکل ہو جاتی ہے بلکہ اقتصادی اور معاشی ترقی بھی رک جاتی ہے۔ اس لئے جنسی جذبہ و شوق اور قوت کا بیان اس انداز میں ہونا چاہیے کہ اس کی اہمیت و ضرورت اور علاج و تکمیل کا ذکر تو ہو جائے۔ مگر اس میں عربیائی و سنگاپور اور بے راہ روی پیدا نہ ہونے پائے۔

قرآن میں جنسی الفاظ

قرآن حکیم میں جنسی جذبہ اور شوق کے لئے بھی الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے۔ مگر اس میں انتہائی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ مثلاً *رفہ الی لسانکم* (رغبت کرنا اپنی بیویوں کی طرف)، *باشروہن* (عورتوں سے ملنا)، *عاشروہن* (بالمعروف و مقررہ طریق پر بیویوں سے ملنا)۔ بعض جگہ تشریح و افعال الاعضاء کے بیان میں ذرا زیادہ تشریح اور ترنا کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن ہر جگہ تہذیب و تمدن اور ثقافت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ کہیں بھی بے راہ روی سے کام نہیں لیا گیا ہے اور نہ ہی عورت و مستور کا دامن چاک کر کے عربیائی کی جھلک ظاہر کی گئی ہے۔ پھر بھی کوئی ماں باپ اپنی نوجوان اولاد کو یہ مقام خود نہ پڑھا سکتا ہے اور نہ پوری تشریح کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ نوحہ باللہ ان مقامات میں کوئی برائی بیان نہیں کی گئی۔ بلکہ ان اذکار میں توجہ اور دھیان یقیناً جنسی اعضاء و قوتوں اور جذبات و لطائف کی طرف چلا جاتا ہے۔ اس جنسی تذکرہ کو الفاظ میں بند کرنا بے حد مشکل ہے۔ خود جنسی الفاظ چاہے وہ اعضاء و قوتوں کے متعلق ہوں یا جذبہ اور شوق کا اظہار کریں۔ بہر حال توجہ اور تکمیل کی دنیا پر پابندی نہیں لگائی جاسکتی۔ اس لئے قرآن حکیم نے ایسے الفاظ کو استعمال کیا ہے جو زیادہ مہذب اور بااخلاق ہیں جس کے ساتھ علمی و فنی حیثیت سے وہ نہ صرف جنسیات پر دلالت کرتے ہیں، بلکہ ان کی تشریح اور تفسیر کے اندر بے شمار اسرار و رموز بھی بند ہیں جو کہ اپنے مقام پر بتایا جائے گا۔ جس کے نتیجہ میں صحیح اور حقیقی جنسی تعلیم و فن حاصل ہو سکتا ہے۔

جنسی جذبات کی ضرورت اور تکمیل

جنسی جذبات کی ضرورت تو ہر تندرست مرد و عورت میں لازماً پائی جاتی ہے اور اس کی صحیح یا غلط طور پر تکمیل بھی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن اس کی ضرورت کا احساس اس طرح کریں جیسے انسان پانی کی پیاس میں کرتا ہے۔ یعنی پیاس کم و بیش ضرور لگتی ہے۔ مگر کبھی بھی بغیر ضرورت کے پانی نہیں پیا گیا۔ اول تو بغیر ضرورت کوئی پیتا ہی نہیں، اگر پی بھی لے تو یقیناً نقصان دیتا ہے۔ جی ملتا تا ہے اور طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ یہی ضرورت دیگر ضروریات زندگی کے متعلق بھی ہے۔ اگر ان کو بغیر ضرورت کے استعمال کیا جائے تو نقصان دے جاتے ہیں۔

یہ تو ہے پانی اور ضروریات زندگی کا حال جو ہم تکمیل بدن کے لیے اپنے جسم میں لے جاتے ہیں جن سے ہمارا خون بنتا اور پیدا ہوتا ہے۔ وہ بغیر ضرورت نہ صرف اندر جذب نہیں ہوتی بلکہ صحت بگاڑ دیتی ہیں۔ اب اس شے کا اندازہ لگائیں جو جسم کے اندر سے خارج ہو اور وہ بھی اس خون کا جوہر (رس) ہو جس پر نہ صرف انسانی زندگی کا دار و مدار ہے بلکہ جسم انسان اسی سے بنتا ہے اور صاف ہوتا رہتا ہے۔ یہ وہ جوہر ہے جس کو مٹی یا سمن (Semen) کا نام دیا گیا ہے۔ بغیر ضرورت و وقت اور مقام کے اس کا اخراج کرنا خود جان بوجھ کر کمزوری و بیماری اور موت و کدورت دینا ہے اور وہ لوگ انتہائی غلط نہیں ہیں جتنا ہیں جو اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے قوی طور پر اغذیہ و ادویہ اور جذبات انگیز اشیاء کا سہارا لیتے ہیں۔ یعنی ننگے و عریاں مناظر و تصاویر دیکھتے ہیں۔ عریاں اور بے حیائی سے بھر پور کہانیاں سنتے ہیں۔ عریاں اور ننگی عورتوں میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔ کم عمر اور دوشیزہ لڑکیوں کو اپنے قبضہ میں رکھتے ہیں اور مقصد برآری کے لیے کبھت شراب استعمال کرتے ہیں۔

بعض امراء کے متعلق تو یہاں تک سنا گیا ہے کہ ان کے لیے روزانہ ایک دو شیڑہ اور شراب کی بوتل ہونی چاہئے، اور ایسے نوابی قسم کے امراء تو اکثر پائے جاتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ کم از کم ہر مہینے ایک دو شیڑہ ہونی چاہیے اور یہ کیا بات کہ ہر سال کے سال کینڈر نہ بدلا جائے۔ یہ باتیں صرف اس لیے کی جاتی ہیں کہ جنسی جذبہ و شوق اور قوت کو بہلا یا جائے۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اعضاء جو تحریک جذبہ و شوق پیدا کرتے ہیں جن سے مٹی بنتی ہے وہ کمزور ہو جاتے ہیں اور تحریک شباب رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے۔ پھر انہی کمزور اعضاء کا اثر دیگر اعضائے جسم اور خون پر پڑتا ہے جس سے اول شباب ختم ہو جاتا ہے۔ پھر صحت تباہ ہو جاتی ہے اور آخر انسان قبل از وقت موت کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے۔

جنسی قوت کا صحیح استعمال

جنسی قوت کا استعمال ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے۔ لیکن اس کے لیے آج تک کوئی فیصلہ کن بات نہیں کہی گئی۔ طب قدیم نے اس سلسلہ میں کسی قسم کے قوانین اور قاعدے بیان نہیں کئے۔ موجودہ دور کا سب سے بڑا فلاسفر مسز فرائڈ شروع سے لے کر آخر تک جذبہ چاہئے وہاں جنسی جذبہ اور شوق بیدار اور اس کے تحت انسانی اخلاق و کردار اور رجحان کا غلط صحیح کچھ نہ کچھ تو پتہ چلتا ہے۔ مگر اس کی تکمیل و تنہیم اور تسکین کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس سے زیادہ تو پاک و ہند کے مشہور ادیب میراجی نے جنسی تکمیل و تنہیم اور تسکین کے لیے لکھ دیا ہے۔ اگرچہ ہم اس تین گلوں اور صابن کی تکیے کے قائل نہیں بلکہ اس کے معاشرہ و اخلاق اور قوم و نسل کے لیے سخت مضر خیال کرتے ہیں۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں کرتے کہ بھر پور اور نسل نشی کی عمر میں جنسی رجحان کی تکمیل و تنہیم اور تسکین ہونی چاہیے اور اس کا صحیح ذریعہ نکاح اور عقد شرعی ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے جو اس سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

اس امر سے ثابت ہے کہ جنسی قوت و جذبہ کی تکمیل و تنہیم اور تسکین انسانیت و آدمیت اور بشریت کے لیے نہایت ضروری ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ میرے رب مجھے بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک بخش دے اور مجھے متقیوں کا امام بنا دے۔ گویا بیوی اور بچے کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک ہی سے ایک شخص متقیوں کا امام بن سکتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مسرت اور نیکی دونوں باتیں بغیر جنسی قوت و جذبہ کو صحیح طور پر تکمیل و تنہیم اور تسکین کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔

جو لوگ یہ طاقت نہیں رکھتے یعنی وہ اپنے بیوی بچوں کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے یا ان کو ایسے مواقع میسر نہیں ہیں کہ کوئی عورت بصورت بیوی حاصل ہو جائے یا حسب منشا بیوی مل سکے۔ یعنی ایسی عورت جو ذہنی طور پر بہت قریب ہو تو اس شخص کے لیے اسلام کا حکم ہے کہ وہ مسلسل روزے رکھے، لیکن اس کا یہ عمل نہیں ہے جو فرنگی نے اپنے قانون میں بنا رکھا ہے کہ قحبہ خانے، چپکے اور ہیرا منڈیاں کھول دی جائیں۔ جہاں پر ہر کس و نا کس جا کر اپنے جنسی جذبہ اور شوق کی تکمیل اور تسکین کرے۔ لیکن یاد رکھیں اس اس طریق پر نہ جنسی جذبہ کی تکمیل ہوتی ہے اور نہ شوق کی تسکین ہوتی ہے۔ یہ ایک بہت طویل بحث ہے جس کو کسی اور وقت شروع کریں گے۔ البتہ یہ یاد رکھیں کہ مٹی کی پیدائش و اخراج جس ماحول میں ہونا چاہیے وہ ایسے مقامات پر ناممکن ہے اور اس طرح بغیر نکاح کے رشتہ سے بھی مشکل ہے۔

اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے مختلف حکما اور فلاسفروں نے بہت سے نظریات پیش کئے ہیں۔ انہی نظریات میں میراجی کا بھی ایک غلط قسم کا نظریہ ہے۔ اسلام نے بھی اس کے حل کرنے کے لئے چار نکاح، لاتعداد باندیاں اور فوری طلاق اور نکاح میں آسانیاں پیدا کی ہیں۔ لیکن یہ سب سہولتیں مردوں کے لیے ہیں۔ البتہ عورتوں کے لیے یہ ہے کہ طلع اور طلاق کے چار ماہ بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہیں۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ مرد کو فوری ضرورت پیدا ہو کر نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن عورت کو کم از کم چار ماہ سے قبل کوئی نقصان اور تکلیف پیدا نہیں ہو

سکتیں۔ جن کی نگاہ جنسی قوت و جذبہ اور شوق کی حقیقی تکمیل و تنہیم اور تسکین پر ہے، وہی ان مسائل کو سمجھ سکتے ہیں۔

طب یونانی میں مزاج و اخلاط اور کیفیات کی کسی بیشی اور عدم طاقت اور ماحول کو جنسی قوت کے استعمال میں خاص طور پر مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح آپوریدیک نے دوش و رکت عمر و ماحول اور جسمانی اور روحانی قوت کے مطابق جنسی قوت کے استعمال کی اجازت دی ہے۔ مثلاً طب یونانی میں تاکید ہے کہ گرم خشک مزاج کے انسان روزانہ اپنے جنسی جذبہ کی تسکین کر سکتے ہیں۔ گرم تر مزاج والے دو روز بعد۔ سرد خشک مزاج والے چار روز بعد اور سرد مزاج والے پورے ایک ہفتے بعد اس قابل ہوتے ہیں کہ ان میں جنسی جذبہ میں پوری قوت پیدا ہو۔ بعض حکماء نے اپنے حکیمانہ انداز اور دانشوری کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں جنسی جذبہ سے دور رکھنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے گرم خشک مزاج والوں کے لیے ایک ہفتہ میں ایک بار، گرم تر مزاج والوں کے لیے دو ہفتے کا وقفہ، اور سرد خشک مزاج والوں کے لیے تین ہفتے، اور سرد تر مزاج والوں کو تاکید کی ہے کہ کم از کم ایک ماہ سے پہلے ان کے اندر جنسی جذبہ میں تحریک دینے کی قوت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اگر ان کو زیادہ وقت بھی صرف کرنا پڑے تو بہتر ہے۔

آپوریدیک نے ازل جنسی جذبہ کی تسکین اور تکمیل کو روکنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس کو باکمال کہا ہے جو ساری عمر یہ قوت اور جذبہ رکھتے ہوئے بھی اس کی تکمیل اور تسکین نہ کرے اور ”جتنی جتنی“ رہے ایسے سادھوں کو بڑی عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ایسے مرد اور عورتیں اپنی زندگیوں کو دیوی و پوتاؤں کی خدمت میں گزار دیتے ہیں۔ اور ان کو دیو داس اور دیو داسیاں کہتے ہیں۔ لیکن اگر کسی کے لیے ایسا کرنا ناممکن ہو تو زیادہ سے زیادہ بڑی عمر میں نکاح کرنا چاہیے۔ ویڈوں کی تعلیم سے یہ عمر چالیس اور ساٹھ سال کے درمیان معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ازل عمر تعلیم کے لیے دوسری عمر روحانی قوت بڑھانے کے لیے تیسری عمر سیر و سیاحت کے لیے اور چوتھی عمر غربت و تنگی کے لیے ہر عمر کو بیس سال رکھا جائے تو ساٹھ سال کی عمر میں غربت و تنگی کی ابتداء ہونی چاہئے اور اس وقت تک جنسی قوت و جذبہ کی تکمیل و تسکین نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ آپوریدیک اصولوں کے مطابق ویرج کی جس قدر حفاظت کی جائے اسی قدر عمر اور عقل بڑھتی ہے۔

ان تمام تعلیمات میں حقائق تو ہیں لیکن افراط و تفریط زیادہ ہے۔ دوسرے معنوں میں فطری قوانین نہیں ہیں جن سے انسان افراط و تفریط اور نقصانات سے بچ جائے اور زیادہ سے زیادہ خوشگوار زندگی گزار سکے۔ ذیل میں چند حقائق لکھے جاتے ہیں جن سے قوانین فطرت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

(۱) انسانی زندگی کی تکمیل چونکہ ۲۱ سے ۲۵ سال تک ہوتی ہے، اس لیے نکاح ہمیشہ ۲۱ سے ۲۵ سال تک حسب طاقت و ضرورت اور ماحول ہونا چاہئے۔ یہ صرف مردوں کے لیے ہے۔ عورتوں کے لیے ماہواری شروع ہونے کے بعد تین سال تک حد چھ سال تک نکاح کر دینا چاہیے۔ ماہواری اس بات کی شہادت ہے کہ بچے کی پیدائش ہو سکتی ہے۔

یاد رکھیں کہ جن عورتوں کی بہت دیر کے بعد شادی کی جاتی ہے ان کے عضلات میں سختی پیدا ہو کر نسوانیت ختم ہو جاتی ہے۔ ایسی عورتیں نہ زنانہ زندگی کے قابل ہوتی ہیں اور نہ ان میں شرم و حیا قائم رہتا ہے۔ کیونکہ ان میں مردانہ اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اکثر باؤ گولہ اور اختناق الرحم (ہسٹریا) کی مریض رہتی ہیں۔

(۲) نکاح و عقد اور شادی کے بعد ابتدائی چند روز گزارنے کے بعد کیونکہ ابتدائی دنوں میں چند روز چند وجوہات سے اعتدال قائم رکھنا مشکل ہے۔ ہمیشہ مرد و عورت کو الگ بستر پر سونا چاہیے اور جنسی جذبہ اور قوت کی شدت کا جب احساس ہو جو اکثر مرد کی طرف سے ہوتا ہے اس کی تکمیل و تسکین کر لینی چاہیے۔ اگر شدت روز معلوم ہو یا جنسی بارش و روز میں معلوم ہو مگر بیوی کے پاس جا کر اس میں شدت اور

تیزی پیدا نہ کرے بلکہ فطرت اس جذبہ وقت میں شدت اور تیزی بھڑک اٹھے اگر یہ صورت دو چار روز یا چار ہفتوں تک پیدا نہ ہو تو غذا اور دوا سے جذبہ نکالے، وہ غیر فطری صورت ہوگی۔ اگر ضرورت محسوس ہو تو علاج کرایا جائے۔

جنسی قوت کا تصرف

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ جنسی قوت جو انسان میں پیدا ہوتی ہے یہ واقعی خرچ کرنے کے لیے ہے اور اس کی حیثیت سے تو اس کا خرچ کرنا نہایت ضروری ہے کہ اگر اس کو خرچ نہ کیا گیا تو نہ صرف اس کے مفید اثرات سے محروم رہیں گے بلکہ یہ بے حد نقصان رسا عادت ہوگی۔ اس قوت کا مفید ہونا ان معنوں میں ہے کہ (۱) اسی پر آئندہ نسل انسانی کا دارومدار ہے۔ (۲) جسم انسان سے ایک خاص قسم کے فضلات کا اخراج ہو کر ان کی جگہ اعلیٰ درجہ کا مقوی بدن مادہ جسم کو ملتا ہے بلکہ اس طرح جیسے ہر سانس کے ساتھ اندر سے ایک ہوا خارج ہوتی ہے، اس کی جگہ باہر سے ایک ہوا داخل ہوتی ہے۔ ظاہری صورت میں دونوں ہوائیں گیس ہیں، لیکن دونوں میں تین فرق ہونے والی ہوائیں (آکسیجن) کہلاتی ہے۔ اگر تھوڑی مدت وہ ہوا خارج نہ ہو تو نسیم جسم میں داخل نہ ہو تو جسم کو جو تکلیف یا کمزوری پیدا ہوتی ہے اس کا اندازہ ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق لگا سکتا ہے۔ یہی صورت اس مفید مواد کی ہے جو جسم انسان سے پیدا ہو کر خون میں شامل ہوتا رہتا ہے اور تمام جسم کو غذا اور تقویت کا کام دیتا ہے۔

اس امر کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ مادہ منویہ صرف اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان جنسی قوت کو خرچ کرتا ہے۔ انسان کے اندر جس قدر بھی جنسی جذبہ اور قوت موجود ہو وہ اس وقت تک نامکمل اور غیر مفید ہے جب تک اس کو خرچ نہ کیا جائے۔ کیونکہ اس کے خرچ کرنے پر ہی مادہ منویہ پیدا ہوگا اور اس کے ساتھ اسی قسم کے دیگر مواد بھی پیدا ہوتے ہیں جن سے نہ صرف ان مادوں کو پیدا کرنے والے اعضاء کو قوت اور غذا ملتی ہے بلکہ انہی مادوں کا ایک حصہ خون میں شامل ہو کر اس میں تقویت اور توازن قائم رکھتا ہے۔ ہر شخص خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ جب تک جنسی قوت عمل میں نہ آئے مادہ منویہ اور اسی قسم کے جوہر کیسے پیدا ہوں اور جب پیدا نہ ہوں گے تو خون میں کیسے شریک ہوں گے۔ اور ان کے شریک نہ ہونے سے جو نقصان قوت اور قوا میں خون میں ہوگا تو ظاہر ہے کہ انسان ایک مفید قوت سے محروم رہے گا۔ یہی قوت جس قدر زائد پیدا ہوگی انسان ذہنی اور روحانی طور پر اتنا ہی بلند مقام حاصل کرے گا۔ اس کی لطافت کا اندازہ صرف وہی لگا سکتا ہے جو ایک عقل مند اور بیوقوف کے متعلق لگا سکتا ہے۔

ہم نے ایک ایسی قوت اور مسئلہ کا ذکر کیا ہے جس کی طرف حکماء اور علماء فلسفہ اور سائنسدانوں نے ذکر تک نہیں کیا اور ہر ایک نے جنسی قوت خرچ کرنے سے انتہائی طور پر روکا ہے اور اس کو قابو میں رکھنا ہی اس قوت سے فوائد حاصل کرنا ہے۔ اسلام کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو قرآن حکیم اور حدیث شریف میں جنسی قوت روکنے کی کہیں تاکید نہیں کی گئی اور نہ کہا گیا ہے کہ اس جنسی قوت اور جذبہ کو روکا جائے، کیونکہ اس سے انسان کے اندر مفید اثرات اور طاقت پیدا ہوتی ہے بلکہ اس کے برعکس یہ کہا گیا ہے کہ جو نکاح نہ کرے گا اس کا آپ نالایق ہے۔ کوئی تعلق نہیں ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے قریب قابل عزت وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے اور پرہیزگاروں میں امامت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب انسان کی آنکھیں اپنی بیوی بچوں سے ٹھنڈی ہوں۔

البتہ اسلام میں نہیں چاہتا کہ ناجائز بیویاں اور اولادیں پیدا کی جائیں اور جگہ جگہ اپنے نطفہ کو نکھیر کر غیر حقیقی اولادیں پیدا کی جائیں۔ اگر ضرورت شدید ہے، یعنی قوت و جذبہ غیر معمولی یا موجودہ بیویاں مرلیش میں تو چار بیویوں تک کی اجازت ہے۔ اگر جذبات میں ایمانداری اور شوق میں تقویٰ ہے تو لاتعداد بانیاں بھی حاضر ہیں۔ بے دھڑک جنسی قوت کو استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن خواہشات نفسانی اگر

نہ ہوں اور ضرورت فطری اور رضائے الہی مد نظر ہو تو پھر جنسی قوت کا عمل میں لانا قانون خداوندی ہے۔

اسلام کے جنسی نظام میں ایک طرف اجازت میں اس قدر وسعت اور دوسری طرف ناجائز ذرائع سے بچنے کی اس قدر تاکید اور دردناک موت کی سزا کو مد نظر رکھیں اور پھر اس مسئلہ کی طرف غور کریں کہ جنسی قوت کے صحیح خرچ میں بجائے کمزوری کے ایک خاص قسم کی قوت پیدا ہوتی ہے جس سے عقل و روح، علم و روح، علم و حکمت اور تقویٰ و ایمان میں بلندی اور ارتقاء پیدا ہوتا ہے۔

جنسی قوت کا بے ضرورت استعمال

جنسی قوت کے مقوی اور مفید ہونے کے ساتھ ساتھ اس امر کو مد نظر رکھیں کہ بے ضرورت اور بے اصولاً تصرف بھی انتہائی ضعیف اور مضر ہے۔ اس کی مثال صفراء (بالک Bile) سے دی جاسکتی ہے کہ صفراء ایک انتہائی مفید حرارت اور طاقت ہے، اس سے ایک طرف جسم انسان میں مقوی اور مرغن انڈیہ ہضم ہوتی ہیں اور دوسری طرف یہ جسم کو سوزش سے محفوظ رکھتا ہے۔ جب اس کی پیدائش کم ہو تو جسم امراض کا گھر بن جاتا ہے اور روز بروز خون کی کمی اور بلا پین پیدا ہوتا ہے۔ بعض لوگ صفراء کے نام سے اس قدر گھبراتے ہیں کہ اوڈل تو ایسی انڈیہ سے بھاگتے ہیں جو صفراء پیدا کرتی ہے، اگر اس کو کھانے کا اتفاق بھی ہوتا ہے تو فوراً دافع صفراء اور حرارت انڈیہ مثلاً لسی، شربت کا استعمال کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگ مستقل طور پر تجزیہ معدہ میں مبتلا رہتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں میں صفراء ضرورت سے زیادہ بڑھ جائے یا اس کا اخراج رُک جائے تو پھر جسم میں ضعف و تحلیل شروع ہو جاتی ہے۔ یہی صورت جنسی قوت کی پیدائش میں زیادتی اور اخراج پر واقع ہوتی ہے۔

جاننا چاہئے کہ نسیم اور صفراء دونوں جسم میں حرارت پیدا کرتے ہیں، دونوں زندگی اور قوت ہیں۔ اسی طرح زندگی جنسی قوت کے صحیح خرچ کرنے پر پیدا ہوتی ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ جب جسم کی قوت و حرارت اور زندگی میں تحریک پیدا ہوتی ہے تو اس وقت لطف و لذت اور فرحت کا پیدا ہونا ضروری ہے اور جب تک یہ صورتیں قائم رہیں صحت اور طاقت میں ترقی ہے۔ لیکن جب قوت و حرارت اور زندگی میں تفریح کی بے وجہ کوشش بڑھادی جائے تو غیر معمولی ضعف و تحلیل پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ضعف زیادہ تر اعضائے ریسرول و دماغ اور جگر میں پیدا ہوتا ہے جس کا نتیجہ خوفناک امراض مثلاً فالج و حذر اور ہارٹ فیلیور و نروس بریک ڈاؤن ہیں گویا جو قوت و حرارت کی فرحت باعث حیات و تقویت اور لطف و لذت ہے وہی اپنی غیر معمولی اور مصنوعی زیادتی کے باعث تحلیل و ضعف اور مرض و موت کی دعوت بن جاتی ہے۔ ان حقائق سے ہمیں سمجھ آتی ہے کہ ہمارے مذہبی رہنما اور ہادی کیوں خالی پیٹ رہتے ہیں اور معمولی قسم کی انڈیہ بھی قلیل مقدار میں کھاتے تھے۔ وہ مصنوعی قسم کی جنسی قوت و جذبہ اور لذت سے دور رہتے تھے۔ جس سے صحیح قسم کے جنسی افعال و اعمال کو رضائے الہی کے تحت انجام دیتے تھے۔

جنسی قوت کے قیام و تصرف اور اس کے نتائج کی حقیقت پر جس انداز بیان سے قرآن حکیم روشنی ڈالتا ہے، دنیا کی کوئی طبی و غیر طبی کتاب اور قانون نہیں ڈالتا۔ اگر دنیا کی کوئی سائنس اور قانون اس کے برابر تو کیا اس کے عشر مشیر بھی بیان کر دے تو ہم چیلنج کرتے ہیں۔ اس سے بہتر کہ تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہی قرآن حکیم کی عظمت اور کمال کا راز ہے۔ اس میں زندگی اور کائنات کے دیگر تمام قوانین کے حقائق کے ساتھ جنسی قوت کی اصلیت و استفادہ اور راز و رموز کے قوانین میں قطعاً خلل واقع نہیں ہوتا اور نہ الجھن پڑتی ہے۔

قرآن حکیم بیان کرتا ہے کہ ازواجاً لتسکنا (جوڑے بنائے گئے تاکہ ان کی طرف سے تسکین حاصل ہو) تسکین کے متعلق ہم اپنی کتب اور رسائل میں بار بار وضاحت کر چکے ہیں، جس کو ممبران تحریک تجدید طب خوب سمجھتے ہیں۔ یہ وہی تسکین ہے جس کو ہم تحریک و تحلیل اور تسکین اپنے نظریہ مفرد اعضاء کے افعال میں لکھتے ہیں۔ گویا تسکین اعضاء کے افعال کی وہ علامت ہے جو تحلیل کے بالمقابل آتی ہے۔ تحلیل

اگر گرمی و حرارت کی شدت کے بعد پیدا ہوتی ہے تو لازمی امر ہے کہ تسکین اس گرمی و حرارت کی شدت کے بچھ جانے کے بعد پیدا ہوگی۔ گرمی و حرارت کو بچھانا رطوبت کا کام ہے۔ یعنی گرمی و حرارت اگر آگ سے پیدا ہوتی ہے تو یقینی امر ہے کہ رطوبت و بلغم پانی کی پیدا آتش ہیں۔ گویا جہاں پر بھی تسکین پیدا ہوگی، وہاں رطوبت اور بلغم پیدا ہو جائے گی اور تحلیل ختم ہو جائے گی۔ گویا جوڑے اس لئے بنائے گئے ہیں کہ جسم انسان میں جو تحلیل جاری ہے جو جوانی سے بڑھاپے کی طرف لے جا رہی ہے، اسے ختم کیا جائے۔ یا کم سے کم کر دیا جائے۔

اس تشریح سے اندازہ لگائیں کہ قرآن حکیم نے انسانی زندگی و جوانی اور صحت کے قیام کو کس انداز سے نہ صرف بیان کیا ہے بلکہ اس کا حل واضح کر دیا ہے۔ یہ اس امر کا ثبوت ہے بلکہ اس حدیث شریف کی حقیقت ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ نکاح سنت ہے اور جو اس سنت پر عمل نہیں کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ گویا انسان میں جوانی کے بعد اعتدال نکاح ہی سے قائم رہتا ہے۔

تحلیل کو سمجھنے کی ایک صورت تو موم بتی کا جلنا اور موم کا پگھلنا ہے۔ اسی طرح انسان کا کوئی ایک عضو اندرونی حرارت سے پگھلتا ہے۔ دوسرے برف کا دھوپ میں پگھلنا ہے۔ اسی طرح انسانی جسم پر تحلیل واقعہ ہوتی ہے۔ جیسے عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جن مردوں اور عورتوں کو عقدہ و نکاح کی حد تک شادی کرنے کا اتفاق نہیں ہوتا ان کے جسم میں بعض دیگر امراض کے ساتھ چہرے پر ایک قسم کا خیر آئینہ آتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اگر شادی کا اتفاق نہ ہو تو اول تو وہ بہت جلد مر جاتے ہیں اور اگر زندہ بچ رہیں تو دائمی امراض اور دیگر عجیب و غریب قسم کی تکالیف میں گرفتار رہتے ہیں۔

ایک طرف تو جسم انسان میں دائمی تحلیل ہے جس کو روکنے کے لیے فطرت نے جنسی جذبہ پیدا کیا ہے تاکہ اس کے جائز استعمال کے ساتھ ساتھ جسم میں تسکین پیدا ہو کر اعتدال قائم رہ سکے۔ لیکن جہاں جنسی جذبہ کے جائز استعمال سے تسکین پیدا ہو کر جسم میں اعتدال قائم رہتا ہے، وہاں جنسی جذبہ میں اس وقت لذت پیدا کر دی ہے کہ اس کا شعور و شہ شعور اور غیر شعوری احساس اس قدر شدید ہوتا ہے کہ ہر نوجوان بلکہ بوڑھا بھی کسی قسم کے نقصان کو سمجھے بغیر اس لذت اور لطف کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے طاقتور اخذ یہ اور ادویہ سے گزر کر لطف و لذت کے نظاروں کے بعد مشینی ہینٹیوں کے استعمال کرنے میں نہ فرق رکھتا ہے اور نہ اپنی اس کمزوری پر شرماتا ہے۔ پس موت کی حد تک لذت چاہتا ہے۔

لیکن قرآن حکیم نے جہاں اس جنسی جذبہ کی تکمیل کے لیے حسب ضرورت چار شادیوں اور بے شمار باندیوں کی اجازت دی ہے، تاکہ معاشرہ میں نقصان اور خرابی پیدا ہوئے بغیر انسان پورے طور پر جنسی جذبہ میں تسکین پیدا کر لے وہاں ایسی شرانگہ بھی مقرر کر دی ہیں کہ وہ اعتدال سے تجاوز نہ کر سکے اور تحلیل کی حرارت جس میں نشو و ارتقاء اور ربوبیت کی قوت بھی شریک ہے انتہائی تسکین سے ختم ہو کر زیوں کی حالت پیدا نہ کر دے جس میں جسم سوجھ و سکڑ کر خشک ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ بھوک و دہم کی پائی جاتی ہے: ایک پیٹ کی بھوک اور دوسری جنسی بھوک۔ یہ حقیقت ہے کہ پیٹ کی بھوک عام ہے اور ہر گھڑی لوگ اس کے چنگل میں گرفتار ہیں۔ مگر جنسی بھوک ایک خاص بھوک ہے جو خاص وقت اور ماحول میں پیدا ہوتی ہے۔ جو دعا بھوک ہے اس کے لیے قرآن پاک میں بیان ہے:

﴿كَلُوا وَشربُوا ولا تسرفوا ان الله لا يحب المرففين﴾

”بے لکھف آزادانہ طور پر کھاؤ پیو (مگر مقررہ) حد سے مت بڑھو۔ تاکہ اے اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتے۔“

تو خاص بھوک میں کب اجازت ہے جس کا نقصان جوہر انسانی کے ضائع ہونے سے واضح ہے اور مشاہدہ ہے کہ پیٹ کی تسکین

کے لیے کچھ نہ کچھ جسم میں داخل کرنا پڑتا ہے اور جنسی بھوک کو تسکین دینے کے لیے جسم سے جو ہر خون خارج کرنا پڑتا ہے۔ پھر حد سے بڑھنے والے کے لیے کتنی بڑی سزا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتے جب وہی دوست نہیں رہا تو پالین ہارکون ہے۔

قرآن اپنے متعلق فرماتا ہے: ﴿ذَلِكِ الْكِتَابِ لَارِيبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾ یہ ایسی کتاب ہے کسی قسم کا شک اس میں نہیں ہے۔ زندگی اور کائنات کا ہر صغیر و کبیر اور خشک و تر قانون اس میں پایا جاتا ہے لیکن اس کی ہدایت صرف متقین کے لیے ہے۔ قرآن حکیم پھر بیان کرتا ہے کہ انسان متقی کیسے بنتا ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ یعنی روزے تم پر فرض ہیں جیسے تم سے پہلوں پر فرض تھے، تاکہ متقی بن جاؤ۔ روزہ کم و بیش پندرہ سولہ گھنٹے کا ہوتا ہے۔ یعنی اتنے عرصہ تک اللہ کی مرضی کے لیے کھانا پینا بند رکھتا ہے۔ گویا روزے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق پیٹ کی بھوک اور دیگر جنسی خواہشات سے دور رہنا ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور پرہیزگاری کی تربیت کرتا ہے۔ اس طرح ایک شخص متقی بنتا ہے اور جب قرآن حکیم یہ کہتا ہے کہ اگر تم ﴿إِن آكُرْمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ اتَّقَانَكُمْ﴾ یعنی تم میں اللہ کے نزدیک زیادہ قابل عزت وہ ہے جو زیادہ متقی ہے۔ خیال کریں کہ ایسے شخص کا پیٹ کی بھوک اور جنسی بھوک پر کتنا قبضہ ہوگا اور جب ایک مؤمن یہ دعا مانگتا ہے کہ ﴿رَبِّ اجْعَلْنَا لِمَنْتَقِينَ﴾ یعنی اے رب ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔ اس کے متعلق کیا خیال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری کے ساتھ پیٹ کی بھوک اور جنسی بھوک پر کتنا قابو رکھتا ہوگا۔ ایسے شخص کا تصور وہی کر سکتا ہے جو خود روزہ دار ہے۔

ایک طرف قرآن حکیم اس قدر اجازت دیتا ہے کہ انسان جنسی جذبہ کی تسکین کے لیے چار عورتوں سے عقد اور بے شمار باندھیوں سے مستفید ہو سکتا ہے، تاکہ اس کے جنسی جذبہ میں تسکین کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولتیں ملیں بلکہ حاصل ہوں اور دوسری طرف تقویٰ و پرہیزگاری اور فرمانبرداری کی ایسی سخت اور بڑی بندشیں ہیں کہ خواہشات نفسانی کی تکمیل کا کہیں دخل نظر نہیں آتا۔ بلکہ شدید بھوک اور ضرورت کے لیے بھی اس کی اجازت نہیں ہے۔ جس کے لیے حکم فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنی حلال کمائی سے شدید بھوک کے وقت ایک گھنٹہ بلکہ ایک منٹ قبل بھی روزہ نہیں کھول سکتا۔ اسی طرح روزہ کی حالت میں شدید ضرورت پر بھی جنسی جذبہ کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ فرمان اور وقت کا بھی انتظار ہے۔ اسلام جنسی جذبہ کی اجازت بھی پوری حد تک دیتا ہے اور ان پر قدرے بندش اور پابندی بھی نہایت شدید لگا تا ہے۔ کسی شے کی اجازت دینا اور بات ہے۔ اور اس کا استعمال اور عمل میں لانا اور بات ہے۔ صرف اجازت سے نہ تو جائز فائدہ اٹھانا چاہئے اور نہ ہی گھبرانا چاہئے۔ البتہ اعتدال قائم رکھنا انتہائی ضروری ہے جو بغیر تقویٰ کے ممکن نہیں ہے جب کہ قرآن حکیم کی تاکید ہے یعنی اپنے رب کا خوف جو لوگ رکھتے ہیں اور اپنے نفس کی خواہشات سے روکتے ہیں ان کا مقام جنت ہے۔ اس تاکید کے تحت جس قدر دل چاہے جنسی جذبہ کی تسکین کی جاسکتی ہے۔

جنسی بھوک کی تکمیل کے لیے جذبہ میں شدت شرط ہے تاکہ انتشار اور اخراج مکمل طور پر ہو سکے جیسے پیٹ کی بھوک میں شدت اشتہا کا ہونا لازم ہے، ورنہ غذا جسم میں جا کر باعث فساد ہوگی بلکہ جو تکلیف اور امراض کا باعث ہوگی۔ اغلب ہے کہ موت کا باعث بن جائے۔ جنسی بھوک میں شدت جذبہ اور پیٹ کی بھوک میں اشتہا شدید سے مراد انتہائی ضرورت ہے۔ صرف نفسانی خواہش نہیں ہے کیونکہ نفسانی خواہش سے نہ جنسی جذبہ میں شدت ہوگی اور نہ پیٹ میں بھوک کی شدت ہوگی اور دونوں خواہشات مصنوعی طور پر لطف و لذت اور غذا سے پیدا کی جاتی ہیں۔ گویا اعضائے جسمانی نہ ضرورت کا احساس ہے اور نہ تکمیل بھوک کی ضرورت ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ غیر ضروری جذبہ و اشتہا پیدا کر کے اس کو پورا کرنا اعضائے انسانی کے لیے بے حد نقصان رساں اور کمزوری کا باعث ہوگا اور اگر یہ عمل کچھ عرصہ قائم رہا تو اس کا

نتیجہ دائمی امراض ہوں گے جو انسان کی صحت کو دھوت دیتے ہیں۔ اس لیے خواہشات کی بجائے ضرورت کو مد نظر رکھنا انتہائی لازم ہے، تاکہ انسان اپنی لمبی زندگی کو صحت اور خوشحالی سے گزار سکے۔ یہی اعتدال ہے۔

جنسی بھوک کی شدت کے لیے تین امور انتہائی ضروری ہیں: اول صحت ہر اعتبار سے درست ہے۔ دوم پیٹ کی بھوک میں شدت۔ سوم مقابل جنس کا دل پسند ہونا خصوصاً مردوں کے لیے انتہائی ضروری ہے۔

اول جہاں تک صحت کے ہر اعتبار سے درست ہونے کا تعلق ہے اس میں صحت مندی کے ساتھ جنسی قوت اور جذبہ کی شدت کا اپنے پورے عروج پر ہونا ضروری ہے۔

دوسرے پیٹ کی بھوک کی شدت کا جہاں تک تعلق ہے یہ امر بھی عام صحت میں داخل ہے۔ یہاں اس کی طرف اشارہ اس لیے ہے کہ اشتہا پیٹ کی شدت جنسی جذبہ میں یقیناً شدت پیدا کر دیتی ہے۔ جن لوگوں میں مدت تک پیٹ کی اشتہا میں شدت پیدا نہیں ہوتی ان میں جنسی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے غریب طبقہ میں اولاد زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی غذا بھی ان کی اکثر جسمانی ضرورت پوری نہیں کرتی اور اکثر ان کو پیٹ کی اشتہا تک کرتی رہتی ہے۔

سوم مقابل جنس کے دل پسند ہونے کا جہاں تک تعلق ہے، خصوصاً مردوں کے لئے، اس کا اندازہ اس امر سے لگا لیں کہ کوئی مرد جب تک جنسی جذبہ کی شدت سے بالکل ہی مغلوب نہ ہو جائے کبھی بھی انتہائی بدصورت و بڑھیا اور غیر دل پسند عورت کے قریب نہیں جائے گا۔ کیونکہ اس کے لیے اس میں لطف و لذت اور کشش کی صورت نہیں ہے۔ اس لیے وہ اس کے جنسی جذبہ میں انتہائی قوت و صحت کے باوجود شدت پیدا نہیں کر سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مرد باوجود ہر اعتبار سے صحت مند ہونے کے اس قسم کی عورتوں کے لیے اپنے اندر کوئی جنسی قوت اور جذبہ نہیں پاتے اور اپنے آپ کو جنسی طور پر کمزور یا ناکارہ خیال کر لیتے ہیں۔ ایسے اتفاق کے بعد وہ ہر عورت کے مقابلے میں ایسا یقین کرتے ہوئے اپنے آپ کو جنسی قوت کی خرابی کا مریض خیال کر لیتے ہیں۔

اس غیر دل پسند کی ایک صورت یہ بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ شادی سے قبل ظاہری شکل و صورت میں لڑکی اور لڑکے میں کشش ہوتی ہے لیکن شادی کے بعد ذہنی طور پر کوئی مناسب نہیں ہوتی اور دونوں میں سے کسی ایک کو نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ دو تہذیبوں کا تصادم ہے، چاہے وہ اعلیٰ طبقہ کی تہذیبیں ہوں یا ان کا تعلق مختلف اقوام اور ممالک سے ہو، ہر حال میں اختلاف کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے بھی زیادہ خوفناک صورت یہ ہوتی ہے کہ بعض مرد کی معاشی و معاشرتی تہذیبی و تمدنی علمی و فنی اور سیاسی و عمرانی زندگی میں درجہ بدرجہ ترقی ہو جاتی ہے یا سزئی ہو جاتی ہے، پہلی صورت میں مرد پریشان ہوتا ہے اور دوسری صورت میں عورت مشکل میں پڑ جاتی ہے۔ اس سے زیادہ دردناک صورت یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ شادی کے بعد مرد یا عورت کسی خوفناک جسمانی مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جذام و آفتک، ماس خورہ اور سل و ذق و غیرہ۔ ایسی صورت میں دونوں میں جنسی جذبہ کی تسکین کی بجائے ایک دوسرے سے جدا ہونے کی کوشش پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی روح و نفس پر خوف کی صورت میں غالب ہو جائے تو جنسی جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔

جناب منٹونے ایک اسی قسم کا افسانہ لکھا ہے کہ ایک لڑکے نے ایک لڑکی کو گھر کی کھڑکی سے دیکھا۔ محبت بڑھ گئی۔ راز و نیاز خط و کتابت سے ہوتے رہے۔ اسی طرح فیصلہ کر کے کسی دوسرے شہر میں بھاگ گئے۔ جب وہ دونوں کسی تسکین کی جگہ مل کر بیٹھے اور جب منہ ایک دوسرے کے قریب ہوئے تو لڑکے پر ایک خوفناک لٹفن کے بھبھوکے کا حملہ ہوا۔ یہ ہلکا سا بھبھوکا لڑکی کے منہ سے نکلا تھا جو ماس خورہ کی شدید علامت ہے۔ اس کے بعد لڑکے نے اس سے کوئی بات نہیں کی بلکہ اس کو وہیں چھوڑ کر اپنے گھر واپس بھاگ گیا اور لڑکی دیکھتی رہ گئی۔

ایسی صورت میں جنسی جذبہ کی تسکین کا سوال ہی پیدا نہیں۔ گویا جنسی جذبہ میں دل پسندی انتہائی اہم شے ہے۔ لیکن اسلام ایسے ظلم کی اجازت بھی نہیں دیتا کہ غیر دل پسندی اصلاح نہ کی جائے اور اسے فوراً چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ حق المقدور اس کی خدمت کرے اور اگر مرد کو دوسری بیوی کی ضرورت ہو تو کر لے اور پہلی کی نگرانی بھی اپنے ذمہ سمجھے۔ اگر وہ اس کی نگرانی میں رہنا پسند کرے۔ اس اہم مسئلہ کو قرآن حکیم نے اس طرح بیان کیا ہے: ﴿فانكحوا ما طاب لکم من النساء ثلثی وثلث وربع﴾ پس نکاح ان عورتوں سے کرو جو تم کو دل پسند ہوں، (ضرورت کے مطابق) دو، دو، تین اور چار بھی رکھ سکتے ہو۔

چار نکاح پر وہی لوگ اعتراض کرتے ہیں جو قرآن حکیم کی نکاحی بندشوں کو نظر انداز کرنا نہیں جانتے۔ جب انسان کے عدل اور اس کی ضرورت کا سوال سامنے آتا ہے تو ایک بیوی کے صحیح حقوق ادا کرنا ہر آدمی کا کام نہیں ہے۔ اس میں سب سے بڑی بات تو انین خداوندی کے خوف و جرات اور استقامت کی ضرورت ہے۔

یہاں ایک اہم نکتہ ذہن نشین ہونا چاہیے کہ جہاں تک بشری ضروریات کا تعلق ہے، وہاں پر عورت اور مرد کے حقوق برابر ہیں۔ لیکن جہاں تک تنظیمی معاملات کا تعلق ہے مرد کو عورت پر فوقیت حاصل ہے ﴿الرجال قوامون علی النساء﴾ ”مرد عورتوں پر ناظم ہیں“۔ مرد کی طاقت عورتوں سے چار گنا ہے۔ شہادت کے لیے جہاں پر ایک مرد کافی ہے وہاں دو عورتوں کا ہونا لازم ہے۔ دو اپنی عورتوں کا نان و نفقہ اور مہر ادا کرتا ہے۔ یہ ملکیت کی علامت ہے۔ اولاد ہمیشہ مرد کی تسلیم ہوتی ہے۔ عورت میں قوت مفعولہ اور مرد میں فاعلہ ہوتی ہے۔ مرد جب چاہے طلاق دے دے اور دوسرا نکاح کر لے، مگر عورت طلاق نہیں دے سکتی طلع کر سکتی ہے۔ پھر دوسرا نکاح بھی چار ماہ سے قبل نہیں کر سکتی۔ مرد کی جائیداد سے عورت نصف کی مالک نہیں ہے بلکہ اسے آٹھواں حصہ ملتا ہے۔ عورت پر مرد کی فرمانبرداری اور اس کے مال کی حفاظت لازم ہے۔ عورت پر شرعی طور پر مرد کی نسبت سے پابندیاں ہیں۔ تنہا حج پر نہیں جاسکتی۔ اذان نہیں دے سکتی۔

ان حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ مرد کا مقام عورت سے بہر حال جدا ہے۔ کیونکہ دونوں کی تخلیق بالکل مختلف ہے۔ اس لیے جنسی تعلقات اور ضروریات میں ان امور کو مد نظر رکھنا انتہائی اہم ہے۔

زندگی کے لازمی اسباب

ہر زندگی کے لیے وہ انسانی ہو یا حیوانی اس میں اسباب زندگی لازمی ہیں جن میں: (۱) ہوا اور روشنی (۲) کھانا پینا (۳) حرکت و سکون جسمانی (۴) خواہشات نفسانی (۵) نیند اور بیداری (۶) استفرغ و احتیاس ضروری امور ہیں۔ یہ ایسے قوائیم اور صورتیں ہیں جن سے زندگی کا تعلق کائنات سے بھی پیدا ہو گیا ہے۔ انہی کو اسباب زندگی کہا جاتا ہے۔ طبی اصطلاح میں ان کو اسباب ست ضرور کہتے ہیں۔ ان میں جب کمی بیشی واقعہ ہوتی ہے تو اس کی وجہ سے بدن انسانی میں جو حالت پیدا ہوتی ہے اس کو مرض کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ چھ اسباب ضرور یہ دراصل عملی حیثیت میں تین صورتیں اختیار کر لیتے ہیں: اول جسم کے لیے غذائیت مہیا کرنا جیسے ہوا اور روشنی اور ماکولات (مشروبات) ہیں۔ دوسرے جسم میں غذائیت کو ہضم کر کے جزو بدن بناتے ہیں، جیسے نیند اور بیداری۔ تیسرے جسم کے اندر غذائیت ایک مقررہ وقت تک قائم رکھتے ہیں، تاکہ جزو بدن بن جائے اور جب ان کی ضرورت نہ ہو تو اس کو خارج کر دے۔ ان کو احتیاس اور استفرغ کہتے ہیں۔

غذائیت زندگی

غذائیت میں ہوا اور روشنی کے ساتھ ہر قسم کی وہ اشیاء شامل ہیں جو کھانے پینے میں استعمال ہو سکتی ہیں۔ جن میں ادویہ اور زہر مہنی شامل ہیں۔ ان کے متعلق یہ امور ذہن نشین کر لیں کہ وہ سب جسم میں صرف غذائیت نہیں کرتیں بلکہ جسم بھی بناتی ہیں اور جسم کو متاثر بھی کرتی ہیں اور اس کے ساتھ بدل تھمیل کی تحمیل بھی ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ غذا حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کی مدد کرتی ہے۔

ان حقائق سے ثابت ہوا کہ غذائیت کی ضرورت ذیل کی صورتوں میں لازم ہے: ① غذائیت سے اخلاط خصوصاً خون پیدا ہوتا ہے۔ ② غذائیت سے کیفیات بنتی ہیں۔ ③ غذائیت سے جسم کی تعمیر ہوتی ہے۔ ④ جو کچھ جسم انسانی میں کسی حیثیت میں خرچ ہوتا ہے وہ پھر مکمل ہوتا ہے۔ ⑤ غذائیت سے حرارت غریزی کو مدد ملتی ہے۔ ⑥ غذائیت سے رطوبت غریزی قائم رہتی ہے۔ غذا کی ضرورت کی ایک دلیل یہ ہے کہ جس طرح تیل چراغ کی بتی میں خرچ ہوتا ہے اور جلتا ہے اسی طرح انسان اور حیوان کے بدن کی حرارت اور رطوبت بھی خرچ ہوتی ہے۔ بالکل چراغ کے تیل اور بتی کی طرح جب وہ دونوں خرچ ہو جائیں تو وہ بجھ کر رہ جاتا ہے۔ اسی طرح حرارت اور رطوبت کے فنا ہو جانے سے انسانی زندگی کا چراغ بھی گل ہو جاتا ہے۔ پس حرارت اور رطوبت انسانی جو انتہائی ضروری اور لابدی اشیاء ہیں ان کا بدل اور معاوضہ ہونا لازمی امر ہے تاکہ حرارت غریزی اور رطوبت غریزی فوراً جل کر فنا نہ ہو جائیں۔ اس لیے غذائیت ایک انتہائی ضروری اور لابدی شے ہے۔ اس لیے اس کی طلب اور تقاضا ایک ضروری اور غیر شعوری حالت ہے۔

انسان کے جسم کی حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کی مثالیں چراغ کی بتی اور تیل کی سی ہیں جو چراغ کے جلنے کو قائم رکھتے ہیں۔ کبھی بتی جل جانے سے چراغ بجھ جاتا ہے اور کبھی تیل خرچ ہو جانے سے دیا گل ہو جاتا ہے۔ یہی صورت جسم انسان میں پائی جاتی ہے حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کی حفاظت کی جائے تو نہ صرف انسان اپنی طبعی عمر کو پھینچتا ہے بلکہ امراض سے بھی محفوظ رہتا ہے اور اس کے قوی اور طاقتیں قائم رہتی ہیں۔

اس حقیقت سے اکثر انسان ناواقف ہیں کہ حرارت کیسے پیدا ہوتی ہے اور رطوبت کیسے قائم رہتی ہے۔ عام طور پر یہی ذہن نشین کر لیا گیا ہے کہ جو غذا بے وقت کھائی جائے اور وہ ضرور خون اور طاقت بن جاتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ گرم یا مرغن غذا یہ کھالینا کافی ہیں۔ لیکن ایسا باتیں حقیقت سے بہت دور ہیں۔ اگر اتنا کچھ لینا کافی ہوتا تو ہر آدمی انتہائی صحت مند ہوتا اور ان میں کوئی مریض نظر نہ آتا۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو امیروں میں مریض زیادہ ہوتے ہیں اور بھوکے فقہروں میں مریضوں کوئی مریض خصوصاً پیچیدہ امراض کے مریض مشکل سے نظر آتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ صرف غذا کا کھالینا ہی صحت اور طاقت کے لیے کافی نہیں بلکہ اس کے لیے کچھ اصول بھی مقرر ہیں تاکہ وہ غذا جسم میں جا کر مناسب طور پر حرارت اور رطوبت کی صورت و شکل اختیار کرے اور خرچ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ بجائے مفید و معاون اثرات کے مضر اور غیر معاون ثابت ہو کر مرض یا فنا کا باعث بن جائے۔ یہی صحیح غذا کے استعمال اور غذائیت سے مفید اثرات حاصل کرنے کا راز ہے۔

طاقت غذا میں ہے

جاننا چاہئے کہ انسانی جسم میں طاقت خصوصاً مردانہ کے کمال کا پیدا کرنا صرف مقوی اور اکسیر ادویات پر منحصر نہیں ہے۔ کیونکہ صرف

ادویات تو ہمارے جسم کے اعضاء کے افعال میں تحریک و تقویت اور تیزی پیدا کر سکتی ہیں، لیکن وہ جسم میں بذات خود خون و گوشت اور چربی نہیں بن سکتیں۔ کیونکہ یہ کام اغذیہ کا ہے۔ پس جب تک صحیح اغذیہ کے استعمال کو اصولی طور پر مد نظر نہ رکھا جائے تو اکسیر سے اکسیر مقوی ادویہ بے سود ثابت ہوتی ہیں۔ اگر ان کے مفید اثرات ظاہر بھی ہوں تو غلط اغذیہ سے بہت جلد ان کے اثرات ضائع ہو جاتے ہیں۔

حصول قوت میں اغذیہ کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگائیں کہ حکماء اور اطباء نے تقویت کے لیے جو ادویات تجویز کی ہیں ان میں عام طور پر اغذیہ کو زیادہ سے زیادہ شامل کیا ہے۔ مثلاً حلوہ جات و حریرہ جات اور مرہہ جات وغیرہ وغیرہ۔ ان سے بھی زیادہ تیز قسم کی اغذیہ کو ادویہ میں تبدیل کرنے کی صورت میں ماہ اللہم دو آتھ اور قسم قسم کی شرابیں شامل کر لی گئی ہیں اور کسی جگہ بھی اغذیہ کے اثرات کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ یہی فن طب قدیم کا کمال ہے۔

ہم روزانہ زندگی میں بھی جو پلاؤ، زردہ اور تفنن و فرنی وغیرہ چاول کی شکل میں استعمال کرتے ہیں، یہ سب کچھ اغذیہ کی ادویات سے ترتیب دے کر ان میں تقویت پیدا کی گئی ہے۔ اسی طرح سوئی کی بنی ہوئی سویاں، ڈبل روٹی، حلوہ حریرہ اور پراٹھے یہ سب کچھ طاقت کو مد نظر رکھ کر اطباء اور حکماء نے ترتیب دیئے ہیں۔ البتہ ان کے صحیح مقام استعمال کو جاننے اور مد نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ فرنگی طب میں یہ خزانے اور کمال کہاں ہیں۔ وہاں طاقت کی ادویہ میں اغذیہ کا تصور تک نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک ہمارے ملک میں طاقت کے لیے فرنگی ادویات کا تصور تک نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں طاقت کے لیے فرنگی ادویات کی طرف رجوع ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کی ادویات کو خشک سمجھ کر نقصان رساں سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ فرنگی طب کی اکثر ادویات تیزابیت اور زہر ہوتی ہیں۔ اس سے انسانی اعضائے ریبرہ کو غداہیت کے بجائے نقصان پہنچتا ہے اور اکثر ضعف و نقاہت اور کمی خون کے امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور انسان ہمیشہ کے لیے مریض بن کر رہ جاتا ہے۔

غدا سے طاقت کی پیدائش

صرف غذا لینے سے طاقت پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ حقیقی طاقت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب غذا کھا لینے کے بعد صالح اور مقوی خون بن جائے۔ صالح اور مقوی خون میں حرارت اور رطوبت ہوتی ہے جو حرارت غریزی اور رطوبت کی مدد کرتی ہے۔ حرارت غریزی اور رطوبت غریزی کا صحیح تصور و پیدائش، افعال و اثرات اور خواص و فوائد کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنہوں نے قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر ربوبیت اور رحمت کی حقیقت و اہمیت و اثرات اور خواص کو ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ انسان میں یہ شوق و جذبہ پیدا ہوا کہ وہ بھی ایک ربانی شخصیت بن جائے۔ بہر حال یہ اگر کسی کے لیے سہل کام نہیں ہے تو کم از کم اس قدر ہی سمجھ لے کہ صحت اور طاقت کا دار و مدار صالح اور مقوی خون پر ہے اور اس خون سے بدن انسان کو ہر قسم کی غذائیت اور قوت مل سکتی ہے اور ہماری غذا میں وہ تمام اجزا شامل ہوتے ہیں جن سے صحت مند اور صالح خون پیدا ہو سکتا ہے جو انسان میں غیر معمولی طاقت پیدا کر دے بلکہ وہ طاقت اس کو شیر کے مقابلے میں کھڑا کر سکتی ہے۔ اس کے مقابلے میں ہم پہلوان کو دیکھ سکتے ہیں جو کبھی کوئی دوا کھا کر پہلوان نہیں بنتے بلکہ صرف غذا کھا کر ہی پہلوان بنتے ہیں۔ البتہ اس کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ وہ کیسی غذا کھائیں اور اس کو کس طرح ہضم کریں۔

غذا اور طاقت

یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ دنیا میں کوئی غذا بلکہ کوئی دوا ایسی نہیں ہے جو انسان کو بلاوجہ اور بلا ضرورت طاقت بخشنے۔ مثلاً:

دودھ ایک مسلمہ طور پر مقوی غذا سمجھی جاتی ہے لیکن جس کے جسم میں ریشہ اور باغلم اور رطوبات کی زیادتی ہو اس کے لیے سخت مضر ہے۔ گویا جن لوگوں کے اعصاب میں تحریک اور تیزی و سوزش ہو وہ اگر دودھ کو طاقت کے لئے استعمال کریں گے تو ان کا مرض روز بروز بڑھتا جائے گا اور وہ طاقتور ہونے کی بجائے کمزور ہوتے جائیں گے۔ اسی طرح مقوی اور مشہور غذا گوشت ہے۔ ہر مزاج کے لوگ اس سے طاقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ایک فاضل حکیم جانتا ہے کہ گوشت کا ایک خاص مزاج ہے جس کسی کا وہ مزاج نہ ہو اس کے لئے وہ مفید ہونے کی بجائے مضر ہے۔ مثلاً: لوگوں کے جسم میں جوش خون یا خون کا دباؤ (ہائی بلڈ پریشر) بڑھا ہوا ہو۔ ان کو اگر گوشت خصوصاً بھنا ہوا گوشت کھلایا جائے تو ان کو الٹا کر مارے گا۔ گویا جن لوگوں کے گردوں میں سوزش ہو اس میں گوشت کا استعمال بجائے طاقت دینے کے سخت نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ تیسری مقوی اور مشہور غذا اگھی ہے جو اس قدر ضروری ہے کہ تقریباً ہر قسم کی غذا تیار کرنے میں استعمال ہوتی ہے لیکن جن لوگوں کو ضعف جگر ہو وہ اگر اگھی کا استعمال کریں گے تو ان کے ہاتھ پاؤں بلکہ تمام جسم پھول جائے گا اور سانس کی تنگی پیدا ہو جائے گی اور ایسا انسان بہت جلد مر جاتا ہے۔

یہی صورتیں ادویات میں بھی پائی جاتی ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسی دوا مفرد یا مرکب نہیں ہے جس کو بلا وجہ اور بلا ضرورت استعمال کریں اور وہ طاقت پیدا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ آج جبکہ فن علاج کو دنیا میں پیدا ہوئے ہزاروں سال گزر چکے ہیں کوئی حاذق اور فاضل حکیم بلا وجہ اور بغیر ضرورت کسی ایک دوا یا غذا کو عام طور پر مقوی (جنرل ٹانک) قرار نہیں دے سکتا، لیکن فرنگی ڈاکٹر اور ان کے دیکھا دیکھی اہل باہمی عام مقوی (جنرل ٹانک) یا خاص مقوی (سپیشل ٹانک) کے نام سے فروخت کر رہے ہیں۔ یورپ کی پیٹنٹ مقوی ادویات نہ صرف ہمارے ملک کے کروڑوں روپوں کو برباد کر رہی ہیں بلکہ بہت ہی خطرناک امراض پیدا کر رہی ہیں جن کا استعمال فوراً بند کر دینا چاہئے۔ ہمارے ملک میں ٹی بی (چپ دق و سل)، ڈائیبیٹس اور جوش خون (ہائی بلڈ پریشر) وغیرہ امراض اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق لاکھوں افراد ہر سال ان میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور مر جاتے ہیں لیکن کوئی فرنگی ڈاکٹر حکومت کو ان مقوی پیٹنٹ ادویات سے روکنے کا مشورہ نہیں دیتا۔ اس طرح دولت کے ساتھ ساتھ قوم اور ملک کا نقصان ہو رہا ہے۔

غذا کھانے کا صحیح طریقہ

میں نے تقریباً ساہمہ سال کے طبی مطالعہ اور تجربات میں کوئی ایسی کتاب نہیں دیکھی جو صحیح اور عوامی طریق پر انسان کو غذا کھانے کے اصول بتائے۔ اس میں طب یونانی کے ساتھ ویدک کتب اور فرنگی طب کے ساتھ ماڈرن میڈیکل سائنس کی ومان تھیوری تک شریک ہیں لیکن قرآن حکیم ہی ایک ایسی کتاب ہے جو صحیح اور عوامی طریق پر غذا کھانے کا انسان کو صحیح طریقہ بتاتی ہے۔ میں یہ بات اپنے مذہب، ایمان اور عقیدہ کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ علم و فن اور سائنس کو مد نظر رکھ کر کہتا ہوں جس کو میری اس بات میں مبالغہ معلوم ہو اس کو چیلنج ہے کہ قرآن حکیم کے سیدھے سادے اور یقینی طریق طریق غذا کے استعمال کو دنیا کی کسی طبی یا سائنسی کتاب سے نکال کر دکھائے۔ میں اس شخص کی عظمت کو تسلیم کر لوں گا۔ ایک بات میں یہاں اور بیان کروں کہ میں نے گزشتہ تیس سالوں میں کسی اسلامی قانون کو اس وقت تک تسلیم نہیں کیا جب تک اس کی حکمت و سائنس اور نفسیات کے قانون کو پرکھ نہیں لیا۔ البتہ بعض مقامات پر دنیا کی حکمت و سائنس اور نفسیات کے اصول غلط ہو جاتے ہیں لیکن قرآن حکیم کے قوانین اور سنت النبی ﷺ میں کوئی فرق نہیں آتا۔ حقیقت ہی قانون ہے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے: ﴿كُلُوا وَشَرِبُوا وَلَا تَسْرِفُوا﴾ ﴿کھاؤ پو کر پیو بغیر ضرورت کے صرف نہ کرو﴾۔ کئی سادگی سے تین باتیں کہہ دی ہیں اور اس میں کھانے پینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے جس قدر جس کا دل چاہے کھائے پئے کوئی کمی بیشی کی مقدمہ مقرر نہیں کی گی۔ زیادہ

کھانے والے بھی ہوتے ہیں اور کم کھانے والے بھی۔ ہر ایک کو کھلی اجازت ہے، مگر تاکید ہے کہ بغیر ضرورت کے کھانا پینا منع ہے۔ اس ضرورت کا اندازہ کون لائے۔ اس کے لئے پیٹ کی طلب ہمارے سامنے ہے۔ یعنی وہ جو کچھ مانگ رہا ہے وہ اس کی ضرورت ہے۔ اس کو بھوک ہے یا جو کچھ کھایا پینا جا رہا ہے وہ صرف ایک خواہش کے تحت کھایا جا رہا ہے۔ اگر بھوک پیاس کے بغیر صرف خواہش اور لذت کے لئے کھایا پینا جا رہا ہے تو پھر یہ اصراف ہے۔ اس کو قرآن منع کرتا ہے۔ بھوک اور پیاس کا اندازہ کون لگائے، اس کا آسانی سے اندازہ روزوں سے لگایا جا سکتا ہے کہ بھوک اور پیاس کیا ہوتی ہے اور اس وقت کتنا کھایا پینا جا سکتا ہے۔ گویا صحیح بھوک اور پیاس کے انداز کے مطابق بھوک ہے اور کھایا پینا جا سکتا ہے تو کھاؤ ورنہ اس سے کم بھوک اور مقدار میں کھاؤ پیو گے تو یہ خواہش اور لذت ہوگی ضرورت نہیں۔

مقدار غذا کا اندازہ

مقدار غذا جو ایک وقت کھانی چاہئے اور شدید بھوک پر بھوک کا اندازہ چاہے وہ تیسرے روز ہی کیوں نہ لگے پیٹ بھرنے سے کر سکتا ہے۔ مثلاً شدید بھوک میں انسان اپنے علاقہ و مقام اور معمول کے مطابق تین عدد روئیاں یا چپا تیاں یا تھالیاں بھر کر غذا کھا سکتا ہے تو پھر انسان کو لازم ہے کہ جب تک اس قدر کھانے کی ضرورت نہ ہو غذا کو ہاتھ نہ لگائے۔ جو لوگ کم غذا کھاتے ہیں ان کے پیٹ میں پہلے ہی غذا پڑی ہوئی خمیر بن رہی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ تھوڑی غذا کھاتے ہیں اور وہ بھی پیٹ میں اس غذا سے مل کر خمیر بن جاتی ہے۔ اس طرح خمیر کے ساتھ تخمیر کا سلسلہ جاری رہتا ہے جو بڑھ کر زہری صورت اختیار کر لیتا ہے جس کا نتیجہ مرض اور ضعف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

بلا ضرورت غذا ضعف پیدا کرتی ہے

عام طور پر اس قول و فعل اور بات و عمل پر سو فیصد یقین پایا جاتا ہے کہ ضرورت و بلا ضرورت غذا کھائی جائے تو وہ جسم انسان کے اندر جا کر یقیناً طاقت پیدا کرے گی اور خون بنائے گی۔ اسی یقین کے ساتھ کمزوری اور مرض کی حالت میں بھی یہی کوشش کی جاتی ہے اور مریض کو مقوی غذا دی جاتی ہے لیکن یہ نظریہ اور یقین حقیقت میں غلط ہے کیونکہ بلا ضرورت غذا ہمیشہ ضعف اور مرض پیدا کرتی ہے۔ جو لوگ صحت اور طاقت کے متلاشی ہیں ان کو بلا ضرورت کھانا تو ہر ایک طرف اس کو ہاتھ لگانے اور دیکھنے سے بھی دور رہنا چاہیے کیونکہ ہر غذا کے چھونے اور دیکھنے سے بھی جسم میں لطف و لذت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا بھی جسم پر اثر ہوتا ہے جیسے ترشی کو دیکھ کر منہ میں پانی آ جاتا ہے۔

ہضم غذا

جو غذا ہم کھاتے ہیں اس کا ہضم منہ سے شروع ہو جاتا ہے۔ لعاب دہن اور منہ اور دانتوں کی حرکات و دباؤ اس کی شکل و کیفیت کو بدل کر اس کو ہضم کرنے کی ابتدا شروع کر دیتے ہیں۔ جب غذا معدہ میں آ جاتی ہے تو اس میں ضرورت کے مطابق رطوبت معدی اپنا اثر کر کے اس کو ایک خاص قسم کا کیمیائی محلول بنا دیتی ہے اور اس کا اکثر حصہ ہضم ہو کر خون میں شامل ہو جاتا ہے اور باقی غذا چھوٹی آنتوں میں آ جاتی ہے۔ معدہ کے فعل و عمل میں تقریباً تین گھنٹے خرچ ہوتے ہیں۔ چھوٹی آنتوں میں پھر اس کی رطوبت اور لہجہ کی رطوبت اور جگر کا صفرا باری باری اور وقتاً فوقتاً شریک ہو کر اس میں ہضم ہونے کی قوت پیدا کرتے ہیں۔ اس عمل و فعل میں تقریباً چار گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔ پھر یہ غذا بڑی آنتوں میں آ جاتی ہے جہاں اس کے ہضم میں تقریباً چار پانچ گھنٹے صرف ہو جاتے ہیں۔ پھر کہیں جا کر غذا پورے طور پر جگر کے

ذریعے پختہ ہو کر خون میں شریک ہوتی ہے اور خون بنتی ہے۔ لیکن حقیقی معنوں میں غذا پورے طور پر ہضم نہیں ہوتی۔
ظاہر میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غذا ہضم ہو گئی ہے کیونکہ وہ خون بن جاتی ہے لیکن طب قدیم میں صحیح معنوں میں غذا اس وقت تک ہضم نہیں ہوتی جب تک وہ خون سے جدا ہو کر جسم پر متزش ہو اور پھر طبیعت اس کو جذب کر کے جزو بدن بنا دے۔ غذا کو خون بننے تک اگر گیارہ گھنٹے صرف ہوتے ہیں تو جزو بدن ہونے تک تین چار گھنٹے اور خرچ ہو جاتے ہیں۔

غذا کا درمیانی وقفہ

بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک ایک وقت کی کھائی ہوئی غذا خون بن کر جزو بدن نہ ہو اس وقت تک دوسری غذا نہیں کھائی چاہئے کیونکہ جو غذا ہضم ہو رہی ہے اس کی طرف پورے جسم و روح اور خون و رطوبت کی توجہ ہے۔ جب بھی اس ہضم کے دوران میں غذا کھائی جائے گی تو جو توجہ اڈل غذا کی طرف ہے وہ یقیناً نئی غذا کی طرف لگ جائے گی۔ اس طرح اڈل غذا پوری طرح ہضم ہونے سے رہ جائے گی اور جہاں پر رہ گئی ہے وہاں پڑی رہنے سے متعفن ہو جائے گی اور یہ تعفن باعث امراض ہوگا اور یقیناً طاقت دینے کی بجائے ضعف پیدا کرے گی۔ اگر طبیعت دوسری غذا کی طرف متوجہ نہیں ہوگی تو یقیناً وہ بغیر ہضم ہوئے پڑی رہے گی اور متعفن ہو جائے گی۔ اب اصولاً اور فطرتاً پندرہ سولہ گھنٹے اس پر عمل کرنا انتہائی مشکل ہے۔ اس لئے اطباء اور کھانہ نے اس وقت کو زیادہ اہمیت دی ہے جس وقت ہضم میں تیزی اور طبیعت کی توجہ زیادہ ہو یہ صورت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک غذا چھوٹی آنتوں سے بڑی آنتوں میں نہ اتر جائے۔ اس عرصہ میں تقریباً پانچ سات گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ دوسرے معنوں میں اس طرح سمجھ لیں کہ جب تک غذا کے ہضم میں خون کی مختلف رطوبات شامل ہوتی رہتی ہیں اس وقت تک دوسری غذا نہیں کھائی چاہئے کیونکہ اس طرح وہ رطوبات جو ہضم غذا میں شامل ہوتی ہیں رُک جاتی ہیں اور اس طرح وہ خراب اور ناکمل رہ جاتی ہے۔ گویا چھ سات گھنٹے وقفہ ہر غذا کے درمیان لازمی اور یقینی امر ہے ورنہ صحت کا قائم رہنا ناممکن ہے۔

روزہ اور وقفہ غذا

اسلام میں روزہ فرض ہے۔ ہر سال پورے ایک ماہ کے روزے ہر بالغ اور صحیح الدماغ انسان پر فرض ہیں۔ ہر روزہ صبح سورج نکلنے سے تقریباً بڑھ گھنٹہ پہلے شروع ہوتا ہے اور سورج غروب ہونے کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے۔ اس حساب سے روزے کا وقفہ تیرہ چودہ گھنٹے سے پندرہ سولہ گھنٹے بن جاتا ہے۔ اس وقفہ پر اگر غمور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ہر سال میں ایک ماہ کے روزے رکھنا ہضم غذا کے مکمل نظام کو چلانا اور قائم کرنا ہے۔ اس طرح سارے جسم کی مکمل صفائی ہو جاتی ہے اور خون کی زیادتی اور پرکمل ہو جاتا ہے اور تمام اعضاء کے افعال اور انسجہ درست ہو جاتے ہیں۔

روزہ اور کنٹرول غذا

روزے میں سب سے زیادہ اہمیت یہ ہے کہ وقت مقررہ کے بعد نہ روزہ رکھا جا سکتا ہے اور نہ وقت مقررہ سے پہلے کھولا جا سکتا ہے۔ گویا روزہ رکھ لینے کے بعد ہر قسم کا کھانا پینا بالکل بند بلکہ کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھنا بھی اچھا خیال نہیں کیا جاتا۔ اس لئے دوسروں کو تاکید ہے کہ روزہ دار کے سامنے کھانا اور پینا نہیں چاہئے۔ گویا ماہ رمضان میں غذا پورے طر پر کنٹرول ہو جاتا ہے البتہ مسافر اور مریض کو غذا کی اجازت ہے اور ان کو تاکید ہے کہ وہ اپنے روزوں کی گنتی سکون اور صحت کے زمانے میں پوری کر سکتے ہیں۔
اگر اس حقیقت کو سامنے رکھا جائے کہ قرآن حکیم کا نزول ماہ رمضان میں ہوا تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسلام کی ابتداء کنٹرول غذا سے

ہوتی ہے اور جو لوگ کنٹرول غذا کرتے ہیں ان کو متقی اور پرہیزگار کہتے ہیں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”روزے تم پر فرض ہیں جیسے پہلے لوگوں پر فرض تھے تاکہ تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ۔“ جو لوگ جائز اور اپنی حلال کی کمانی اللہ تعالیٰ کی مرضی (کنٹرول) کے بغیر نہیں کھاتے وہ دوسروں کی دولت کی طرف کیسے آنکھ اٹھا کر دیکھ سکتے ہیں۔ بس یہی تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔

اس تقویٰ اور پرہیزگاری اور اطاعت و رضائے الہی کو مد نظر رکھیں اور اس طرح غور کریں کہ ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾ بے شک اللہ تعالیٰ بلا ضرورت خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ جو تمام طاقتوں کا خالق ہے جس سے ان کی محبت نہ رہے گی تو پھر اس کو طاقت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لئے غذا میں ضرورت کا احساس اور تصور انتہائی ضروری بات ہے اور بین حقیقت و فطرت ہے۔ باقی رہا غذا کا توازن یعنی کس قسم کی غذا کھانی چاہئے۔ اس کے لئے مزاج و ماحول اور قوت کو مد نظر رکھنا پڑتا ہے۔ یہ سب کچھ بالا اعضا ہی تسلی بخش طریق پر عمل میں آ سکتا ہے جس کی تحقیقات علم بالغذا میں بیان کی جا چکی ہے۔

اس حقیقت کو ضرور مد نظر رکھیں کہ کسی قسم کی غذا ہو اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ حلال اور طیب ہو جیسے قرآن حکیم میں لکھا ہوا ہے: ﴿كُلُوا حَلٰلًا حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ حلال سے مراد ہے جس شے پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو یا اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق حاصل کی گئی ہو۔ طیب سے مراد ہے کہ اس شے میں نہ صرف خوشبو ہو بلکہ اس میں تازگی بھی ہو۔ یہاں پر یہ مقام قابل غور ہے کہ طیب شے کو حلال کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یعنی اگر وہ شے طیب نہیں ہے تو یقیناً نجس ہے جس کا درجہ حرام کے بالکل قریب ہے۔

لازمی اسباب

زندگی کے لازمی اسباب جن کو اسباب مستزور یہ کہا جاتا ان کی عملی حیثیت تین ہیں جیسا کہ لکھا گیا ہے اس کی اڈل صورت جسم کے لئے غذا حاصل کرنا ہے جیسے ہوا، روشنی اور ماکولات و مشروبات وغیرہ۔ ان کا بیان ہو چکا ہے۔ ان کی دوسری عملی صورت جسم میں غذا کو ہضم کر کے جزو بدن بنانے کے لوازم زندگی ہیں۔ یہ اسباب ضروری ہضم غذا میں اس لئے لازمی ہیں کہ اگر حرکت و سکون جسمانی، حرکت و سکون نفسانی اور نیند و بیداری اعتماد پر نہ رہیں تو نہ صرف ہضم غذا میں فرق پڑ جاتا ہے بلکہ صحت میں بھی خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔

حرکت و سکون جسمانی اور ہضم غذا

حرکت ایک ایسی صفت کا نام ہے جس سے کوئی جسم یا شے کسی خاص وضع (قیام یا سکون) سے فعل میں آئے۔ درحقیقت اس دنیا میں سکون مطلق کا وجود نہیں ہے، البتہ جب اس کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے مراد حرکت و سکون نسبی ہوتا ہے، یعنی جب کوئی جسم بلحاظ دوسرے جسم کے کسی خاص وضع یا حالت میں فعل میں آ جاتا ہے تو اس کو حرکت کہتے ہیں۔ بہر حال یہ نسبی حرکت و سکون اپنے اندر خواص و اثرات رکھتے ہیں۔ جب کوئی جسم حرکت میں آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی جسم کا خون حرکت میں آتا ہے اور جسم کے جس حصے کی طرف سے حرکت کی ابتدا ہوتی ہے اس طرف روانہ ہوتا ہے۔ پھر طبیعت اس کو تمام جسم میں پھیلا دیتی ہے۔ اس طرح خون کی تیزی اور شدت بدن کو گرم کر دیتی ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حرکت جسم میں گرمی پیدا کرتی ہے اور اس کی زیادتی جسم کو تحلیل کر دیتی ہے۔ اس کے مقابلے میں سکون سردی پیدا کرتا ہے۔ اس سے خون کی حرکت میں سستی اور رطوبات میں زیادتی ہو جاتی ہے گویا نسبتاً ہر حرکت، ہر سکون کے مقابلے میں گرمی و خشکی اور تیزی کا باعث ہوا کرتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی خون جسم کے جس حصہ میں پہنچتا ہے، وہاں پر اپنی حرارت سے وہاں کے اعضا میں تیزی اور گرمی پیدا کر کے وہاں کی غذا کو ہضم کرتا ہے اور مواد کو تحلیل کر کے خارج کرتا ہے اور اپنی تیزی سے وہاں کی رطوبات خشک کر دیتا ہے۔

حرکت کا تعلق عضلات سے ہے

اس امر کو بھی ذہن نشین کر لیں کہ جسم انسان میں ہر قسم کے احساسات اعصاب کے ذمہ ہیں جن کا مرکز دماغ ہے اور ہر قسم کی حرکات جو جسم میں پیدا ہوتی ہیں ان کا تعلق عضلات سے ہے جن کا مرض قلب ہے۔ اسی طرح جسم کو جو غذا ملتی ہے اس کا تعلق غدود سے ہے جن کا مرکز جگر ہے، یہی جسم کے اعضائے ربیعہ ہیں۔ جب جسم میں یا اس کے کسی عضو میں حرکت ہوتی ہے تو اس کے ساتھ ہی قلب کے فعل میں تیزی آ جاتی ہے۔ اس کے فعل میں تیزی کے ساتھ ہی وہ جسم کے خون کو جسم میں تیزی کے ساتھ روانہ کرنا شروع کر دیتا ہے جس کے ساتھ ہی جسم میں حرارت بڑھنا شروع ہو جاتی ہے، جس کے نتیجہ میں ریاح کا اخراج شروع ہو جاتا ہے اور جہاں جہاں پر غیر ضروری رطوبات اور مواد جمع ہوتے ہیں، طبیعت ان کو تحلیل کرنا شروع کر دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی دوران خون کی تیزی کے ساتھ اس کا دباؤ غدود کی طرف بڑھ جاتا ہے اور وہ جسم کو زیادہ سے زیادہ غذا حرارت کی صورت میں دینا شروع کر دیتے ہیں، جو اس میں شریک ہوتی ہے۔ ساتھ ہی بھوک بڑھ جاتی ہے اور غذا زیادہ سے زیادہ ہضم ہوتی ہے جس کا لازمی نتیجہ خون کی زیادتی و صفائی اور طاقت میں ظاہر ہوتا ہے۔

ان حقائق سے ثابت ہوا کہ حرکت جسم میں حرارت و خون اور قوت و صفائی پیدا کرتی ہے۔ اس کے برعکس سکون سے جسم میں سردی اور کمی خون اور کمی قوت اور زیادتی مواد کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ بس یہی دونوں صورتوں کا بین فرق ہے۔

حرکت اور حرارت عزیز

جاننا چاہئے کہ بدن انسان کا یہ کام ہے کہ جو چیز بدن انسان میں از قسم افذیہ اثر بہ وغیرہ خارج سے اور رطوبت و مواد اور اخلاط وغیرہ داخل بدن سے کسی بے گل جگہ یا غیر طبعی حالت سے کسی عضو بدن میں وارد ہوں اس میں حرارت عزیز یا اپنا فعل کرتی رہتی ہے چونکہ اس دوام فعل اور محنت سے حرارت غریزی میں ضعف پیدا ہو جانا یقینی امر ہے اور ضعف و کسل وغیرہ افعال کے لائق ہونے سے اس کے فضلات کی تحلیل سے عاجز و مجبور ہوتی ہے۔ اس وجہ سے تھوڑا تھوڑا مواد اور فضلہ جمع ہو کر کافی مقدار میں حرارت غریزی کو مغلوب کر دیتا ہے۔ اس لئے حرکات کی طلب ضروری ہو جاتی ہے تاکہ اس سے ایک دوسری گرمی پیدا ہو اور اس کی مدد سے طبیعت مواد اور فضلات کو تحلیل کر دے۔ اگرچہ مواد اور فضلات تے و اسہال اور پسینہ کے ذریعہ سے بھی خارج ہو سکتے ہیں مگر ان طریقوں سے ان کا اخراج ضعف جسم کا باعث ہوتا ہے۔ دوسری طرف متعلقہ اعضا میں قوت اخراج کو فطری طور پر کمزور کر دیتا ہے اور یہ مسلسل عمل ہمیشہ کے لئے انسان کو ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے اس لئے اس کا علاج حرکات جسم کو متوازن کرنا لازمی امر ہے۔ یہی حرکات کا احتیاج ہے گویا حرکت جسم حرارت غریزی کے لئے بہترین مددگار ہے جو محافظت و قوت ہے۔

تحریک قدرت کا فطری قانون

خداوند حکیم کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ضرورت بدن انسان کے لئے ایک تحریک پیدا کی گئی ہے، مثلاً غذا کے لئے بھوک، پانی کے لئے پیاس، نیند کے لئے اوجھ، چونکہ انسانی طبیعت کا اعتدال پر قائم رہنا مشکل ہے اس لئے تحریک میں اکثر کمی و بیشی ہوتی رہتی ہے، اس سے ماکولات و مشروبات اور آرام میں بے اعتدالی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس انہی ضروریات کو قائم رکھنے کے لئے یہ تحریکات پیدا کی گئی ہیں۔ بس یہ حرکات فطری طور پر قدرت کی طرف سے پیدا نہ کئے جاتے تو لازمی امر تھا کہ انسان اپنی مطلوبہ ضروریات مذکورہ سے غافل ہو جاتا جس کا نتیجہ لازمی طور پر یہ ہوتا کہ بدن انسان میں خلل واقع ہو جاتا۔ اس سے ہلاکت تک کی نوبت پہنچ سکتی تھی۔ اس لئے جب انسان کی

ان تحریکات میں خلل واقع ہو جائے تو اس کو صحت کی خرابی سمجھنا چاہئے اور ان تحریکات کو اعتدال پر لانے کی کوشش کرنی چاہئے جس سے نہ صرف صحت قائم رہتی ہے بلکہ طاقت بھی پیدا ہوتی ہے۔

حرکات کی فطری صورت

ضروریات زندگی خصوصاً ماکولات و مشروبات کے لئے انسان میں جو احتیاج پیدا کی گئی ہے اس کے لئے انسان کو لازمی طور پر بھاگ دوڑ اور جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ بس یہی کوشش اس میں فطری طور پر اس کی تحریکات کو بیدار رکھتی ہے، لیکن افراد کو اپنی ضروریات زندگی کے لئے یہ جدوجہد اور کوشش نہیں کرنا پڑی۔ بہر حال ان تحریکات کو تیز کرنے کے لئے حرکات کا کرنا لازمی امر ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حکماء نے ریاضت اور ورزش کی مختلف صورتیں پیدا کی ہیں تاکہ انسان اپنی تحریکات اور صحت کو قائم رکھ سکیں جو زندگی کے لئے لازم ہیں۔

ریاضت کی حقیقت

ریاضت انسان کے لئے ایک اختیاری حرکت کا نام ہے۔ جیسے ورزش، دوڑ، کھیل کود، سیر و گھوڑ سواری، کشتی لڑنا اور کشتی چلانا۔ اسی طرح ہاتھ پاؤں کی مختلف پے در پے حرکات سے ریاضت کی صورتیں پیدا کی جاتی ہیں۔ اگرچہ عوام و خواص بلکہ ورزش ماہر بھی اس علم سے واقف نہیں ہیں کہ مختلف اقسام کی ورزش اور ریاضت سے کس قسم کے اعضاء متاثر ہوتے ہیں، کس عضو کی تقویت کے لئے کس قسم کی ورزش اور ریاضت ضروری ہے۔ کیونکہ لوگ افعال الاعضاء اور تشریح انسانی سے واقف نہیں ہوتے۔ بہر حال عمومی طور پر ریاضت اور ورزش بے حد مفید عمل ہے۔ اگر ورزش یا ریاضت کے متعلق یہ پتہ چل جائے کہ کس قسم کے کھیل ہمارے جسم پر خاص طور پر اعصاب و دماغ، مصلحات و قلب اور جگر گردوں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں تو ایسی ریاضت اور ورزش بہت مفید ہوتی ہے۔

حرکت و سکون نفسانی

نفس کی ایسی حرکت جو ضرورت کے وقت کبھی جسم کے اندر اور کبھی جسم کے باہر ظاہر ہو جس کے ساتھ حرارت جسم بھی کبھی اندر کی طرف چلی جاتی ہے اور کبھی باہر کی طرف ظاہر ہوتی ہے۔ اس کو حرکت و سکون نفسانی کہتے ہیں۔ نفس سے مراد نفس انسان ہے جس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں جس کا تعلق اور ربط انسان کے قلب سے ہے جو اپنے معانی بڑے اور مفہومات کو بذریعہ مختلف قوتوں کے ادراک کرتا ہے۔ پھر اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) امارہ - غیر شعور - (۲) لواہم - نیم شعور - اور (۳) مطمئنہ - شعور۔

ان کی تفصیل طویل ہے صرف اشارات درج کئے جاتے ہیں۔

حرکت و سکون نفسانی کی ضرورت

یہ مجال عقلی ہے کہ کوئی نفس انسانی اس عالم میں فکر زندگی اور آخرت یا ضرورت معاش و معاشرت یا محبت اولاد یا وصل حبیب یا لطف و لذت سے رغبت یا مودعی کا خوف ڈھک یا دشمن سے خطرہ و نفرت و غیبرہ، کیفیات و عوارض کے حصول و دفع کی غرض سے باعث حرکت بدن ہوتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر عوارض مذکورہ کا عارض ہونا ضروری ہے تو ان کے رد عمل سے متاثر ہونا بھی یقینی امر ہے۔ اس سے روح قلب کو تحریک کرے گا اور قلب کی تحریک کے ساتھ خون میں گردش شروع ہو جائے گی جس سے وہ خون شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنا شوق اور دفاع

پورا کرے گا۔ پس جو عوارض یا کیفیات اس کے لئے نافع اور بہتر ہوں گے ان کا وہ طالب ہوگا اور ان کا وہ شوق کرے گا اور جو اس کے لئے مضر اور تکلیف کا باعث ہوں۔ اس سے وہ بھاگے گا اور ان کو دفع کرتا رہے گا۔ بس انسان کی ان طلب و فرار اور شوق و دفع حرکات ہی سے ہو سکتی ہے بس انہی کیفیات و عوارض کے رد عمل کا نام حرکت و سکون نفسانی ہے۔

نفس بذات خود متحرک نہیں ہے

کہا تو یہ جاتا ہے کہ حرکت و سکون نفسانی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ نفس بذات خود متحرک نہیں ہے بلکہ حرکت توئی کو ہی لاحق ہوتی ہے جو بذریعہ ارواح حرکت ظہور میں آتے ہیں۔ اس لئے توئی متحرک ہیں اور ارواح محرک ہیں۔ ان اعمال سے جن جذبات کا اظہار ہوتا ہے انہی کو ہی حرکت و سکون نفسانی کہتے ہیں مگر یہ امر بھی یہاں ذہن نشین کر لیں کہ روح سے ہماری مراد روح طیبی ہے جس کا حامل خون ہے۔ کوئی حرکت بھی بذات خود نہیں ہوتی بلکہ حسب ضرورت اور ارادہ نفس ناطقہ سے ہوتی ہے جس طرح کوئی مشین خود بخود متحرک نہیں ہوتی جب تک کہ اس کو حرکت دینے والا کوئی نہ ہو، اس لئے یہاں حرکت و سکون کا لفظ مجازاً ہی استعمال کیا جاتا ہے۔

نفس میں حرکت و سکون کی صورتیں

نفس ضرورت کے وقت کبھی جسم کے اندر کبھی جسم کے باہر حرکت کرتا ہے جس کے ساتھ خون اور اس کی حرارت بھی کبھی اندر کی طرف چلی جاتی ہے اور کبھی باہر کی طرف نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ پھر اس کی تین صورتیں ہیں: ① حرکت کا دفعتاً اور ایک ثلث اندر یا باہر کی طرف جانا۔ ② آہستہ آہستہ اندر یا باہر کی طرف جانا۔ ③ نفس کا بیک وقت کبھی اندر اور کبھی باہر حرکت کرنا۔

یہ بات یاد رکھیں کہ نفس جس طرف حرکت کرتا ہے وہاں پر دوران خون تیز ہو کر حرارت پیدا کرتا ہے جہاں سے حرکت کر کے جاتا ہے وہاں پر دوران خون کی کمی ہو کر سردی پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ امر پھر ذہن نشین کر لیں کہ حرکت و سکون نفسانی دراصل نفس کی حرکت و سکون نہیں ہے کیونکہ نفس اپنا مفاد نہیں بدلتا۔ ایسا صرف مجازاً کہا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نفس کے تاثرات اور انفعالات (رد عمل) روح طیبی اور خون میں حرکت پیدا کر دیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ تاثرات اور انفعالات صالح اور فطرت کے مطابق ہوں تو حامل قوت و صحت اور باعث نشو و ارتقائے جسم ہوتے ہیں۔ انہی کو اسلام لفظ دین سے تعبیر کرتا ہے۔

یہ حرکت سکون نفسانی بدن کے لئے ویسی ہی ضروری ہے جتنی حرکت سکون بدن کیونکہ بدنی حرکات کا دارومدار ہوا و ہوس اور خواہشات و جذبات نفسانیہ پر ہے جیسے شوق کے وقت طلب کی حرکت، نفرت کے وقت بیزاری کی صورت، غصے کے وقت چہرے کا سرخ ہو جانا، یہ سب کچھ روح اور خون کے زیر اثر ہوتے ہیں اور اس کے برعکس نفسانی سکون کی ضرورت اس لئے ہے کہ روح اور خون کو نسبتاً آرام حاصل ہو کہ ان میں کمی واقع نہ ہو اور جسم کو تحلیل ہونے سے بچایا جائے۔

جاننا چاہئے کہ نفس جب کسی مناسب یا مخالف شے کا ادراک حاصل کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مناسب کو حاصل کرنا اور مخالف سے بچنا چاہتا ہے۔ اس وقت وہ اپنی نفسانی قوتوں کو حرکت میں لاتا ہے اگر اس حرکت و سکون میں تسلسل قائم رہے تو باعث مرض و ضعف اور رفت رفتہ باعث موت ہے اور بعض اوقات ان کی یکبارگی شدت دفعتاً زندگی ختم کر دیتی ہے۔ جیسے غم مرگ اور شادی مرگ کی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ انسان کے انہی تاثرات اور انفعالات اور خواہشات و جذبات کا مطالعہ اور نتائج سے جو صورتیں پیدا ہوتی ہیں اس کو

علم نفسیات کہتے ہیں۔

نفسانی جذبات کی حقیقت

نفسانی جذبات کو سمجھانے کے لئے اور انتہائی سہولت کی خاطر جس کا ذکر قدیم و جدید بلکہ ماڈرن نفسیات میں بھی نہیں ہے ہم نے ان کو نظریہ مفرد اعضاء کے تحت اعضاء رئیسہ کے مطابق تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ہر مفرد عضو (نسیج) کے لئے دو جذبے مخصوص کر دیئے ہیں۔ ان جذبول میں ایک عضو انبساط سے پیدا ہوتا ہے اور دوسرا انقباض ہے۔ ان کی ترتیب درج ذیل ہیں:

(۱) دل: عضلات میں انبساط سے مسرت پیدا ہوتی ہے اور انقباض سے غم حاصل ہوتا ہے۔

(۲) دماغ: اعصاب میں انبساط سے لذت پیدا ہوتی ہے اور انقباض سے خوف حاصل ہوتا ہے۔

(۳) جگر: غدو میں انبساط سے ندامت محسوس ہوتی ہے اور انقباض سے غصہ حاصل ہوتا ہے۔

لیکن یہ جانتا بھی انتہائی ضروری ہے کہ جب دل، دماغ اور جگر (عضلات، اعصاب اور غدو) کے کسی ایک نسیج (ٹشو) میں کسی خاص قسم کی تحریک ہوگی تو باقی دو اعضاء میں بھی کوئی نہ کوئی حالت ضرور پائی جائے گی۔ مثلاً اگر اعصاب میں تحریک ہوگی تو یہ ضروری بات ہے کہ غدو میں تحلیل اور دل میں تسکین ہوگی۔ گویا اس امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جب کسی جذبہ کے تحت کسی عضو کا مطالعہ مقصود ہو تو باقی اعضاء کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس طرح تمام جسم کی حقیقت سامنے آجاتی ہے۔ یہ وہ علم نفسیات ہے جس کے علم سے ماڈرن سائنس اور جدید علم نفسیات بھی بے خبر ہے۔

نفسیاتی اثرات

جسم انسانی پر نفسیاتی اثرات اور انفعالات کی تین مقابل صورتوں کے کل چھ جذبات ہیں:

① مسرت ② غم ③ لذت ④ خوف ⑤ غصہ ⑥ شرمندگی۔

یہ چھ بنیادی جذبات ہیں۔ ان کے تحت ہی باقی دیگر جذبات پائے جاتے ہیں۔ ان کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے:

① مسرت میں نفس بغرض حصول شے مرغوب قلب شے خارج بدن کی طرف رفتہ رفتہ متحرک ہوتی ہے۔ بشرطیکہ بے انتہا خوشی کی کیفیت نہ ہو ورنہ یکدم متحرک ہوگی۔ خوشی کی حالت میں چہرہ سرخ ہو جائے گا۔

② غم میں نفس موذی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے رفتہ رفتہ داخل بدن یعنی دل کی طرف حرکت کرتی ہے اور چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔

③ لذت کی حالت میں بغرض قیام مرغوب شے اور لطیف نفس رفتہ رفتہ کبھی اندر اور کبھی باہر کی طرف حرکت کرتا ہے۔

④ خوف نفس موذی کے مقابلے میں نا اُمید ہو کر یکبارگی داخل جسم رجوع کرتا ہے۔ کمی خوف میں یہ عمل رفتہ رفتہ ہوتا ہے اور چہرہ سفید ہو جاتا ہے۔

احتیاس و استفرغ

اسباب ستہ ضروریہ کی جو تین صورتیں ہیں یعنی (اول) جسم کے لئے غذائیت مہیا کرنا جیسے ہوا اور روشنی اور ماکولات و مشروبات۔ (دوسرے) جسم میں غذائیت کو ہضم کر کے جزو بدن بنانا ہے، جیسے نیند و بیداری اور حرکت و سکون جسمانی و حرکت و سکون نفسانی۔ (تیسرے) جسم کے اندر غذائیت ایک مقررہ وقت تک رکے رہنا ہے تاکہ ہضم ہو کر جزو بدن بن جائے اور جب ان کی ضرورت نہ ہو تو فضلات کی

صورت میں خارج کر دینا۔ ان کو احتباس و استفراغ کہتے ہیں۔

استفراغ کے معنی ہیں مواد اور فضلات کا اخراج پانا اور طبی اصطلاح میں لفظ استفراغ سے ان چیزوں کا بدن سے خارج کرنا مراد ہے تاکہ اگر وہ چیزیں باقی رہ جائیں تو بدن میں طرح طرح کے فساد پیدا ہو کر افعال انسانی سلیم طور سے صادر نہ ہوں۔ اس کے برعکس احتباس کے معنی ہیں۔ غذائی اجزاء اور فضلات کا جسم میں زکنا اور بوقت ضرورت اخراج نہ پانا دراصل یہ ایک دوسرے فعل کی ضد کا اظہار ہے ورنہ دونوں میں سے کسی ایک لفظ کا ہونا ہی کافی ہے کیونکہ حکیم مطلق نے طبیعت کو بدن کا منتظم مقرر کر کے اس کو تدبیر کا کام سونپ دیا ہے، لہذا جب حسب طاقت وہ مناسب راستوں سے فضلات مذکورہ کے دفع پر ہمیشہ سرگرم رہتی ہے لیکن بعض اوقات ایسی رکاوٹیں پیش آ جاتی ہیں کہ اس کے دفع فضلات اور مواد میں کمی بیشی واقع ہو جاتی ہے گویا استفراغ اور احتباس کا اعتدال صحت ہے اور ان میں کمی بیشی کا ہونا مرض میں داخل ہے۔

فضلات کی حقیقت

فضلات دراصل اضافی لفظ ہے۔ حقیقت میں اس کائنات اور زندگی میں فضلات کوئی شے نہیں ہیں۔ جس مواد کی کسی جسم کے لیے ضرورت نہیں ہوتی تو وہ اس کے لیے فضلات بن جاتے ہیں۔ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ جسم کے اندر غیر ضروری غذائی اجزاء یا مفید مواد کو جب طبیعت قبول نہیں کرتی یا طبیعت کو جن کی ضرورت نہیں ہوتی وہ سب فضلات میں شامل ہیں۔ فضلات سے مراد فاضل شے ہے یعنی جو چیز زائد یا فالتو ہو۔

جو غذا کھائی جاتی ہے تندرستی کی حالت میں جسم کا ایک خاص حصہ جذب کر کے جزو بدن بنا دیتا ہے اور باقی کو فضلات کی شکل میں خارج کر دیتا ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ فضلات میں جسم انسان کے لیے غذائیت باقی نہیں رہتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس قدر اچھی صحت ہوتی ہے اور اعضا مضبوط ہوتے ہیں اس قدر زیادہ غذائی اجزاء جذب اور جوہر بدن بنتے ہیں اور فضلات کم خارج ہوتے ہیں یا بعض اعضاء میں اس قدر تیزی ہوتی ہے کہ وہ غذا کو پورے طور پر ہضم کیے بغیر خارج کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جن مریضوں کے اعضاء میں افراط و تفریط اور ضعف ہوتا ہے وہ جتنی بھی زیادہ سے زیادہ غذا کھائیں ان کے اندر طاقت اور خون کی مقدار میں زیادتی نہیں ہوتی۔ سوال غذا کی قلت اور کثرت اور اعلیٰ و ادنیٰ کا نہیں ہے بلکہ اعلیٰ درجہ کی صحت اور مضبوط اعضاء کا ہے جس سے خود بخود زیادہ غذا ہضم ہوتی ہے اور جزو بدن بنتی ہے جس کا نتیجہ خون کی کثرت اور طاقت کی زیادتی ہوتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ بدن کے وجود اور اس کی طاقت کا دار و مدار غذا پر ہے کیونکہ خون کی تعمیر اور تکمیل صرف غذا پر ہوتی ہے دوا سے نہیں ہوتی کیونکہ دوا جزو بدن نہیں ہوتی اور نہ ہی خون کا جزو ہے۔ صرف اعضاء جسم میں تحریک اور شدت کا باعث ہوتی ہے۔ جس سے اعضاء جسم اپنے مفید اجزاء خون میں شامل کر کے اس کی تعمیر اور تکمیل کرتے ہیں لیکن غذا کوئی بھی ایسی نہیں ہے جو ساری کی ساری جزو بدن بن جائے اور اس کا فضلہ نہ بنے۔ پھر اگر یہ فضلہ باقی رہے اور اس کا اخراج نہ ہو تو بدن میں فاسد مادے اکٹھے ہو جاتے ہیں اس مواد کو فضلات کی صورت میں خارج ہونا چاہئے تاکہ اس کی جگہ نیا مواد بنے یا مواد سے اس راہ گزر بجاوری کو غذائیت اور تقویت حاصل ہو۔ اس لیے استفراغ کی انتہائی ضرورت ہے اور احتباس کی ضرورت اس لیے ہے کہ غذا کچھ عرصہ جسم میں رہے تاکہ اس کا جوہر طبیعت حاصل کر لے۔

استفراغ اور احتباس کا اعتدال صحت اور طاقت کے لیے نہایت ضروری اور مفید ہے۔ استفراغ کی زیادتی بدن میں خشکی پیدا کرتی ہے۔ احتباس کی زیادتی جسم میں فضلات کی زیادتی کی وجہ سے اس کو بوجھل بنا دیتی ہے جس سے اکثر سدے اور تشن پیدا ہوتا ہے۔

استفراغ کی صورتیں

جسم انسان سے استفراغ کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں: ① طبعی فضلات ② غیر طبعی فضلات ③ مفید فضلات۔ طبعی فضلات وہ ہیں جو ہمارے مجاری اور اعضاء سے طبعی طور پر ضرورت کے مطابق خارج ہوتے ہیں جیسے نزلہ، زکام، کان کا میل، آنکھ کے آنسو، لعاب، دہن، بلغم، بول، براز، جیض اور منی وغیرہ۔ ان کے اخراج ایک طرف مجاری اور اعضاء جہاں سے وہ گزرتے ہیں ان کو نرم رکھتے ہیں۔ دوسرے وہاں کی سوزش وغیرہ کو دور کرتے ہیں۔ اگر ان کے اخراج میں کمی بیشی واقع ہو جائے تو باعث امراض ہوتے ہیں۔ جب ان میں کمی واقع ہوتی ہے تو ذیل کی صورتوں میں کوئی صورت اختیار کی جاتی ہے:

- ① مسہلات: بذریعہ دست آور ادویات ناقص اخلاط مواد اور متعفن فضلات کا انسان کے بدن سے خارج کرنا۔ اس کی دو قسمیں ہیں: اول بذریعہ ادویہ مشروب یعنی کھانے پینے کی ادویہ۔ دوسرے بذریعہ حقنہ اور عمل استحقان (بذریعہ پچپکاری)۔
- ② مدرات: پیشاب آور ادویات اور آلات وغیرہ کے ذریعے مواد اور فضلات کا اخراج۔
- ③ تصریحات: بذریعہ سینہ، تمام یا بھپکارہ اور دیگر اعمال سے براہ مسامات بدن سے رومی اخلاط و مواد اور فضلات کا خارج کرنا۔
- ④ حیات: تے آور ادویات یا دیگر اعمال کے ذریعے مواد اور فضلات کا خارج ہونا۔
- ⑤ حجامت: شگاف رگ، پچھپے اور فصد وغیرہ کے ذریعے اخلاط و رومی مواد اور فضلات بدن کا انسان کے بدن سے خارج کرنا وغیرہ۔
- ⑥ انزال: جماع کے ذریعے غیر مفید اخلاط و رومی مواد اور فضلات کا بدن سے خارج کرنا وغیرہ۔

غیر طبعی فضلات ایسے ناقص مواد ہیں جو خون سے پیدا ہو جاتے ہیں جن سے خون کا مزاج اور اخلاط یا اس کے عناصر میں کمی بیشی واقع ہو جاتی ہے یا خون رگوں کے اندر یا باہر متعفن ہو جاتا ہے۔ جب ایسے غیر طبعی فضلات رگک جاتے ہیں تو ان کے اخراج کی صورت بھی مندرجہ بالا طریق پر کی جاتی ہے، البتہ ضرورت کے مطابق ادویات بھی استعمال کی جاسکتی ہیں۔

مفید فضلات دراصل یہ فضلات نہیں ہوتے۔ چونکہ جسم سے اخراج پاتے ہیں یا ان کو اخراج پانا چاہیے۔ اس لیے ان کو فضلات کہہ دیا گیا ہے۔ مثلاً جسم میں غیر معمولی کیفیاتی و نفسیاتی اور مادی تحریکات ہو کر مفید رطوبات و خون اور منی کا اخراج پانا جس میں مڈی اور ودی بھی شریک ہیں رطوبات کی صورت میں لعاب، دہن، آنسو، مڈی اور ودی ہیں۔ خون کی صورت میں نقف الدم، قے الدم، بکسیر، خونری زہر اور یواسیر وغیرہ ہیں۔ منی کی صورت میں جریان و احتلام اور سرعت انزال ہیں۔ کبھی مفید رطوبات و خون اور منی کے اخراج کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ طبیعت کا رجحان اس طرف زیادہ ہو۔ ان چیزوں کی پیدائش رہے۔ اس مقصد کے لیے کیفیاتی و نفسیاتی اور مادی تحریکات لطف و لذت اور صبح و بصر نوازی کے ساتھ ساتھ جذبہ شوق و محبت کے بھڑکانے سے بھی پیدا کی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اطباء اور حکماء نے اس کی آخری حد جماع رکھی ہے اور یہی ضرورت عقد اور نکاح ہے۔ استفراغ و احتباس میں یہ اہم مقام ہے۔ اس لیے ہم نے ستہ ضروریہ کا باب قائم کیا ہے۔ جنسی امراض میں عام طور پر یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ صرف مجربات و مرکبات کافی ہو سکتے ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ مجربات کا علاج بہت بڑا مقام رکھتا ہے، لیکن جب تک اسباب ستہ ضروریہ سے سامنے نہ ہوں خصوصاً استفراغ و احتباس کی اہمیت کو مد نظر نہ رکھا جائے جنسی امراض کا علاج کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ اگر صرف مجربات تک ہی ممکن ہوتا تو ہر قسم کے مجربات کی کتب اس قدر کثرت ہے کہ مزید مجربات کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ طبی دنیا میں جنسی مجربات کی آج پہلے سے بھی زیادہ طلب ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مرض کی تشخیص اور صحت دوا کی تجویز کی آج بھی ضرورت باقی ہے اور وہ لوگ بہت بڑی غلطی پر ہیں جو بغیر تشخیص کے اور بغیر صحت جوہز کے صرف جنسی مجربات طلب کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ہم جنسی امراض کی حقیقت اور ان کے لیے صحیح دوا اور غذا کے اصول اور مجربات پیش کریں گے۔ جس سے ایک معالج کو پوری پوری کامیابی حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔

اخراج منی میں افراط و تفریط

استفراغ اور احتیاس کے بیان میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ صحت کے لیے جہاں جسم کے ہر قسم کے فضلات اور مواد کا اخراج اعتدال کے ساتھ ضروری ہے وہاں اخراج منی میں بھی اعتدال از حد ضروری ہے۔ اگر اس اخراج میں افراط و تفریط پیدا ہو جائے تو صحت خراب ہو جاتی ہے، بلکہ بعض اوقات خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

اخراج منی کی فطری صورت

اخراج منی کی فطری صورت جائز و حلال اور معروف طریقہ پر جماع ہے۔ جائز صورت عورت کی مرضی، حلال سے مراد نکاح یعنی عقد کرنا اور معاشرہ میں اعلان کرنا ہے اور معروف سے مراد صحیح طریق قربت اور مواصلت ہے۔ اگر فطری صورت میں قائم نہ رہیں تو نفسیاتی طور پر ذہن و روح اور قوت پر بڑے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ دماغ و دل اور جگر متاثر ہوتا ہے۔ جس کے لازمی نتیجہ کے طور پر جسم متاثر ہوگا اور مختلف قسم کے اثرات پیدا ہوں گے۔ جب انسان غیر فطری حرکات کرتا ہے تو فوراً نفسیاتی طور پر روح و ذہن اور قوت متاثر ہوگی۔

فطری اخراج منی کے فوائد

یونانی اطباء منی کو چوتھے ہضم کا فضلہ کہتے ہیں۔ اگر یہ فضلہ ایک مدت تک اخراج نہ پائے تو بہت فساد کا باعث ہوتا ہے۔ اس لیے فطری طور پر اس کا اخراج موجب صحت روح و نفس اور جسم ہے۔ ساتھ ہی جسم میں ہلکا پن اور بھوک میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عشق و محبت میں گرفتار نہیں ہوتا۔ اس طرح معاشرہ بے شمار خرابیوں سے بچ جاتا ہے۔ جمہور اطباء کا اس پر اتفاق ہے کہ فطری اخراج منی سے شباب قائم اور درازی عمر نصیب ہوتی ہے۔ ماڈرن سائنس کی تحقیقات نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ غیر شادی شدہ لوگ شادی شدہ لوگوں سے جلد بوڑھے ہو جاتے ہیں اور اگر ایک سے زیادہ شادی کرنے والوں کے اعداد و شمار حاصل کیے جائیں تو یقیناً ان کا شباب اور عمر دونوں طویل ہوں گے۔ کیونکہ فطری اخراج منی میں جو لطف و لذت دماغ اور سرور و فرحت دل کو پہنچتی ہے وہ دنیا کی کسی شے سے نہیں پہنچ سکتی۔ اسی کے حصول کے لیے لوگ محنت کرتے ہیں اور دولت کماتے ہیں جس سے وہ اس دنیا میں جنت نما باغ و محلات قائم کر کے اس سے دماغ میں لطف و لذت اور دل میں سرور و فرحت حاصل کرتے ہیں لیکن اگر اس فطری اخراج منی میں افراط و تفریط پیدا ہو جائے تو دونوں صورتوں میں نقصان اور امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

منی میں رکاوٹ کی خرابیاں

آیور ویدک میں منی کے اخراج کو کبھی بھی اچھا نہیں سمجھا گیا۔ وید صاحبان اور یوگی اس کے اخراج کی کمی کی اجازت بھی نہیں دیتے۔ کیونکہ وہ اس کو ضروری خیال نہیں کرتے۔ ان کا خیال ہے کہ منی دوبارہ جسم میں خرچ ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسا خیال کرنا غلط ہے۔ کیونکہ منی بظ فضلہ کی صورت اختیار کر لے تو وہ کبھی جزو بدن نہیں بن سکتی۔

یاد رہے کہ فضلہ کبھی بھی جزو بدن نہیں بن سکتا۔ باوجودیکہ وید، یوگی اور مادیوں، رشی منی کے اخراج کی اجازت نہیں دیتے لیکن مادیوں

لکھتے ہیں کہ منی کے زور کو روکنے سے مثانہ میں سوجن، مقعد اور پتالوں میں درد ہوتا ہے۔ پیشاب تکلیف سے آتا ہے اور ساتھ ہی جریان منی اور اسی قسم کے بے شمار امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض ویڈیوں نے تشریح کی ہے کہ مادہ ورثی منی کے زور کو روکنا کچھ اور مانتے ہیں۔ فرض کریں کہ ایک شخص مواصلت کر رہا ہے اور انزال ہوتے ہی اس کو روک لیتا ہے یا رات کو احتلام ہوتے ہوئے منی روک لیتا ہے اور اس طرح امراض کا باعث بنتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ منی کے اخراج کو روکنے سے چاہے وہ کسی مقام اور اخراج پر روکی جائے، یقینی امر ہے کہ خوفناک امراض پیدا ہوں گے۔ اس سے مردوں میں پاگل پن اور عورتوں میں سوزش اور دم رتم کے ساتھ چپ دق اور سمل پیدا ہو جاتا ہے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ منی غذا کا عطر اور جسم کا جوہر ہے۔ اس میں تمام اعضائے جسم کا اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے آئندہ نسل کا قیام عمل میں آتا ہے اور خلقت قائم رہتی ہے۔ اس لیے جو لوگ جوش شہوت کے وقت جو قدرتی بات سے اخراج کو روکتے ہیں وہ طرح طرح کے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس میں ایک قسم کا تعفن پیدا ہو جاتا ہے جس کے اثرات دل و دماغ اور منہ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جن سے درد، ضعف، بصارت، خفقان، کمی، بھوک، مانگیو لیا، بے خوابی، اختناق الرحم اور ذیابیطس جیسے خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

مجرد زندگی

آج کل یورپ و امریکہ میں مردوں اور عورتوں میں مجرد زندگی کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ اس کا سبب عورتوں میں خود مختارانہ زندگی ہے۔ کیونکہ عورتیں گھریلو زندگی سے نکل کر کاروباری زندگی میں داخل ہو گئی ہیں۔ بلکہ حکومت کے اعلیٰ عہدوں، ممبران اسمبلی و پارلیمنٹ اور وزارت تک کے عہدوں پر پہنچ گئی ہیں۔ ان کی آمدنی اس حد تک معقول ہے کہ ان کو ضروریات زندگی میں مردوں کی محتاجی نہیں رہی۔ اس لیے ان میں مجرد زندگی کی بیماری پھیل رہی ہے۔ ایسی عورتوں کے مقابلے میں مردوں میں مجرد رہنے کا مرض اس لیے زور پکڑ رہا ہے کہ وہ اس قسم کی مادر پدر اور مذہب و معاشرے سے آزاد اور خود مختار عورتوں سے تنگ ہیں اور ان کی قید اور سختی میں رہنا پسند نہیں کرتے۔ اس لیے مجرد زندگی کی تحریک تیزی سے چل رہی ہے۔ اب تو یورپ و امریکہ میں مجرد لوگوں کے کلب اور سوسائٹیاں بن رہی ہیں۔

اس مجرد زندگی کے نتیجے میں آزادانہ طور پر بدکاری پھیل رہی ہے اور یہ بدکاری عوامی زندگی سے زیادہ کاروباری زندگی میں پھیل رہی ہے جہاں پر عورت مجبور اور پابند ہے۔ شہرت و ترقی اور دولت بلکہ ہر نفع بخش کام کی خاطر ہر قسم کے جذبات سے گزر جاتی ہے۔ وہ اس میں کامیاب ہو یا نہ ہو لیکن حرامی بچوں کی تکثیر ہو رہی ہے۔ جس کا اس قدر بوجھ پیدا ہو گیا ہے کہ حکومت کو تہی وزارت قائم کرنا پڑی ہے۔ لیکن حکومت نے نہ مجرد زندگی پر پابندی عائد کی ہے اور نہ ہی عورتوں کو کاروباری زندگی سے دور رکھنے کی کوشش کی ہے۔ جس سے بے راہ روی اور حرامی بچوں کے مسائل حل ہوتے نظر نہیں آتے۔ اس سے ایک نئی تہذیب پیدا ہو رہی ہے جس سے اخلاقی قدریں بدل گئی ہیں اور شرافت اور خودداری کو جہالت اور وحشت کہا جا رہا ہے۔

توجہ ہے کہ قانون قدرت کے معیار کو تسلیم کر کے بھی بعض ممالک کی حکومتیں مجرد کو خلاف فطرت نہیں سمجھتیں اور مجرد زندگی کو مقابل زندگی سے اعلیٰ اور قابل تعریف خیال کرتی ہیں۔ مگر یہ نہ صرف فحش غلطی ہے بلکہ قانون فطرت کے بھی خلاف ہے جس کے متعلق مندرجہ ذیل دلائل دیئے جاسکتے ہیں۔

① عورت اور مرد کے اعضائے تناسل کا ایک دوسرے کے لیے موزوں و مناسب اور مطابق ہونا۔ گویا وہ ایک دوسرے کے لیے بنائے

- گئے ہیں۔ جن کے تعلق سے کچھ نتیجہ حاصل ہونا لازمی ہے۔
- ② فرانس کے نامی طبیب ڈاکٹر برٹن نے نقشہ ہائے اسوات سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ متاثرین فی ہزار فی سال دس سے بھی کم مرتے ہیں اور مجرد سولہ سے انیس تک مرتے ہیں۔ گویا دو گنا فرق ہے۔
- ③ حال ہی کی نئی تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ بیس سے پچیس برسوں تک کے مجرد مرد مقابلوں سے دو چند مرتے ہیں اور پچیس سے ساٹھ سال کے تین گنا۔
- ④ عورتوں پر بھی دوامی مجرد اثر کرتا ہے۔ ۷۳ فیصد متاثر عورتیں ۵۳ سال کی عمر تک پہنچتی ہیں۔ گویا مجرد عورتیں صرف ۲۵ سال کی عمر تک پہنچتی ہیں۔
- ⑤ مجرد زندگی میں لازمی صورت یہ سامنے آتی ہے کہ انسانی نسل رفتہ رفتہ منقطع ہو جائے گی۔
- ⑥ اگر آزادانہ مواصلت سے اولاد ہو بھی گئی تو وہ حرامی بچے، بد کردار، بد اخلاق اور غیر تربیت یافتہ ہوں گے۔ جس معاشرہ میں ایسے افراد کثرت سے پیدا ہو جائیں، اس کی خوبی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

غیر فطری اخراج منی کے نقصانات

منی کے غیر فطری اخراج کو آہر ویدک کتب میں دیگر صورتوں کے علاوہ کثرت جماعت ہی خیال کیا جاتا ہے۔ رشی اور ویدک کثرت جماعت کو کمزوری کا سب سے بڑا سبب بتاتے ہیں۔ کتب آہر ویدک میں منی کے جائز اور ناجائز اخراج کو سختی سے روکا گیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ رشی و منی اور جوگی و یوگی وغیرہ ساری عمر جماع نہیں کرتے۔ وہ نکلنے والی منی کو اپنے جسم میں خرچ کیا کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ دماغی و جسمانی محنت سے منی خرچ ہوتی ہے۔ اس لیے ایک ویدک رسالہ ”قواعد معاشرت“ کی رائے لفظ بہ لفظ درج ذیل ہے، اس طرح منی کے اخراج کی افراط و تفریط سے اعتدال ذہن نشین ہو سکتا ہے:

”یہ ج کہ اپنی عورت سے صحبت کر کے اولاد پیدا کرنا ہمارا فرض ہے۔ مگر یہ بات دل میں نقش کر لینی چاہیے کہ کثرت جماع سے دس بیس نہیں بلکہ سیکڑوں امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور آدمی کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بعض شخص بڑے پرہیز گار ہوتے ہیں، کبھی دوسری عورت کی طرف بد نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ کوئی اور خرابی بھی نہیں کرتے۔ مگر جو بی شادی ہوتی ہے اور جماع کی کثرت شروع ہو جاتی ہے۔ ان کے خیال میں اپنی عورت سے چاہے کیسے ہی جماع کیا جائے گناہ نہیں ہے۔ میں ایسے اصحاب کو بتانا چاہتا ہوں کہ اپنی صحت کو بگاڑنا، عمر کو گھٹانا، خودکشی کرنے کے برابر ہے اور یہ ایک مظاہم عظیم ہے۔ بیمار اور کاہل، کمزور اور ضعیف آدمی کبھی خدا کی یاد نہیں کر سکتا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ نظام عصبی کسی طرح بھی کثرت جماع کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ کثرت سے اعضائے تناسل کمزور ہو جاتے ہیں اور انزال خود بخود بغیر ارادہ کے ہونے لگتا ہے۔ حلق زندگی میں جس قدر نقصانات ہیں وہ سب کثرت جماع میں موجود ہیں۔“

ڈاکٹر ایکٹن کا قول ہے کہ کثرت جماع مراکز عصبی میں بار بار خراش (سوزش) پیدا کرتا ہے اور یہ خراش (سوزش) بہت سی نامعلوم بیماریوں کا باعث ہوتی ہے۔ جن کی اب تک کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ کمزور دل انسان کثرت جماع سے مر جاتا ہے۔ ڈاکٹر ایکٹن صاحب کہتے ہیں کہ ہم نے پولیس کی لاشوں پر سرگرم تحقیقات پایا ہے جو فحشہ عورتوں کے مکانوں سے برآمد ہوئی ہیں۔ کوئی نشان بدسلوکی یا زہر خوانی کا ان کے بدن پر نمایاں نہیں ہوتا۔ موت کا سبب ان حالات میں وہ قوی صدمہ اعصابی ہوتا ہے جو کمزور بدنوں پر غالب آ جاتا ہے۔ ایک ویدک قول ہے کہ ایک ایک قطرہ منی ایسا گوہر ہے بہا ہے کہ اس سے روح اور جان پیدا ہوتی ہے۔ پس اس کو بردار کرنا نادانوں

اور حیوانوں کا کام ہے۔ غذا جو کھائی جاتی ہے پہلے معدہ میں اس کا رس بنتا ہے۔ پھر اس رس سے خون بنتا ہے۔ خون سے گوشت، گوشت سے میدہ، میدہ سے ہڈی، ہڈی سے ہجا اور ہجاسے پھر مٹی ساتویں درجہ پر ۲۹ دنوں میں بنتی ہے جو کل غذا کا جوہر ہوتی ہے۔ اس کا بے فائدہ ضائع کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ کثرت جماع سے کمزوری اعصاب، ضعف جسامت، جریان، احتلام، سرعت انزال، مدرد پشت، دھڑکا، دماغ کمزوری، درد جگر، سخت درجے کی بد بھمی، ذیابیطس، جسم کا دبلا ہونا، اولاد کا نہ ہونا، مٹی کا مثل پانی کے رقیق ہو جانا، بد صورتی چہرہ، پڑمردہ پن، آنکھوں میں بے رونقی، ہر ایک کام سے دل اکتانا، کسی سے بات تک کرنے کو جی نہ چاہنا، آنکھوں سے پانی بہنا، دوسرا دیکھی، نزلہ و زکام، ضعف مثانہ، ضعف معدہ، ضعف گردہ، ضعف جگر، ضعف دل اور کمزوری حافظہ وغیرہ امراض لاحق ہو جاتے ہیں اور آدمی زندہ در گور ہو جاتا ہے۔ صاحبان مٹی قوت ہے۔ قوت ہی زندگی ہے۔ قوت کی ہی کمی بڑھا پاتا ہے اور قوت کا ہی ختم ہو جانا موت ہے۔

اخراج مٹی میں اعتدال

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جماع میں اعتدال کے کیا معنی ہیں؟ اور کس قدر مدت کے بعد جماع جائز ہے؟ جاہلیوں نے ایک جماع سے دوسرے جماع تک چھ ماہ کا عرصہ قرار دیا ہے۔ بوعلی سینا سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ جماع کتنی مدت کے بعد کرنا چاہیے۔ اس نے جواب دیا ایک سال کے بعد۔ اس نے پوچھا جو ایک سال نہ رہ سکے؟ کہا پھر چھ ماہ بعد۔ اس شخص نے پھر سوال کیا کہ جو چھ ماہ بھی نہ ٹھہر سکے؟ تو جواب دیا کہ پھر تین ماہ بعد کرے۔ جو ان کی ابھی تسلی نہ ہوئی۔ پھر وہی سوال کر دیا۔ جب بوعلی سینا نے کہا کہ ماہواری جماع اس کے واسطے جائز ہے۔ جو ان کو پھر بھی یقین نہ آیا۔ اس نے پھر وہی سوال دہرایا۔ جس پر بوعلی سینا نے فرمایا کہ جو اس کے دل میں ہو کرے، مگر قبر کے واسطے کن بھی تیار رکھے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوی سے قوی آدمی کے واسطے جماع کے لیے ایک ہفتہ کا عرصہ مقرر کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر ایکنین صاحب کا قول ہے کہ ہفتہ میں ایک بار یا دن میں ایک مرتبہ سے زائد جماع نہ کرنا چاہیے۔ یہ صرف ایسے جوان اور تندرست آدمی کے لیے ہے۔ بعض دیدوں کی رائے ہے کہ تندرست و مضبوط اور توند مند و مضبوط اشخاص ہر چوتھے روز جماع کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت میں لکھا ہے: ”گرمی کے دنوں میں ہر پندرہویں دن اور باقی مہینوں میں ہر چوتھے روز جماع کر سکتے ہیں۔“ مہینوں کی ترتیب میں اس طرح لکھا ہے: بیساکھ، جیٹھ، ہاڑھ میں پندرہ دن سے قبل مباشرت سخت نقصان کا باعث ہے۔ کاتک، مکھڑ، پوہ اور ماگھ میں جب خواہش ہوا کرے۔ بھادوں، اسوج، چھاگن اور چیت میں ہر چوتھے دن جماعت کرنی چاہئے۔ یہ قواعد صرف ان آدمیوں کے لیے ہیں جن کی خواہش نفسانی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ وہ پورے جوان اور تندرست ہوں۔ دراصل ویدک کی کتابوں میں مہینے میں ایک بار جماع کرنا لکھا ہے اور وہ بھی جب حمل نہ ہو اور جب حمل ہو جائے تو اس وقت سے لے کر بچے کے دودھ چھرانے تک مباشرت کو ممنوع لکھا ہے۔

لیکن جب جماع کا مقصد تندرستی کو برقرار رکھنا اور خواہشات نفسانی سے دور رہنا ہو تو پھر وقت کا تعین خود کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ دوسرے تیسرے روز ہی جماع کر کے تندرست رہ سکتے ہیں۔ لیکن ان کے برعکس بعض لوگ ایک ایک ماہ میں ایک بار جماع کر کے بھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ان کے لیے دن کا تعین صحیح نہیں ہے، بلکہ اپنی ضرورت مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔

اعتدال مباشرت کا صحیح اندازہ

(۱) جماع کے لیے جذبات اور طبیعت میں تیزی ہو۔ (۲) جماع کے لیے انتشار میں زرا دیر نہ لگے۔ (۳) جماع کے بعد روح میں فرحت پیدا ہو۔ بدن میں چستی اور ہلکا پن محسوس ہو۔ (۴) جماع کے بعد دل و دماغ میں کام کرنے کا میلان پایا جائے۔ (۵) تھوڑی دیر

بعد ہی اعضائے تناسل اپنے اعتدال پر آجائیں۔ (۶) جماع کی ضرورت سے اختتام تک انتہائی لذت اور خوشی حاصل ہونی چاہئے۔ جماع ایک قسم کی ایسی ضرورت ہے جس کے ساتھ صحت کا قیام لازم ہے۔ اس کو جنسی بھوک نہیں کہنا چاہئے۔ کیونکہ بھوک میں خواہشات پنہاں ہوتی ہیں۔ لیکن صحیح جماع ایک صادق ضرورت ہے۔ اس میں عورت کے پاس جا کر لذت و لطف حاصل کرنے یا ہنسنے کھیلنے اور ہوس و کنارے سے امتیاز کی ضرورت پوری نہیں ہوتی، سب کچھ خود بخود ہو جاتا ہے۔

فطری اخراج منی کے لیے عمر

یہ حقیقت تو ثابت ہو گئی ہے کہ منی ضرور قابل اخراج شے ہے اور اس کا خارج کرنا منشاء قدرت کے مطابق ہے اور اس کے لیے جو شرائط پیش کی گئی ہیں وہ بیان کر دی گئی ہیں۔ لیکن شرائط کے ساتھ عمر کا تعین بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اگر جماع کی شرائط قبل از عمر پوری ہو جائیں تو وہ بھی مفید ہونے کی بجائے مضرت ثابت ہوں گی۔

یاد رکھیں دوامی تجرد کی تائید میں اور متبادل لوگوں کی تردید میں جو جماع کے نقصانات پیش کئے گئے ہیں وہ کثرت جماع کے نقصانات ہیں۔ فطرت کے مطابق مباشرت میں سراسر فائدہ ہے۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ نوع انسانی کی پیدائش جو قدرت کی سب سے بڑی غرض ہے اس میں ذرا بھی فرق نہیں آئے گا۔ یہاں یہ بھی حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ اعمال نیک اور مقصد قدرت میں کبھی مخالفت نہیں ہو سکتی اور وہ فعل کبھی نیک عمل نہیں کہلا سکتا جو مقصد قدرت کے خلاف ہو۔ البتہ فعل میں کمی بیشی نیک اعمال اور نیک منشاء قدرت کے ضرور خلاف ہو سکتی ہے۔ مثلاً اگر اسی کلیہ کو لے کر ہم فرض کر لیں کہ تمام دنیا تجرد کی پابند ہو گئی ہے اور انسان اس نیک عمل پر کمر بستہ ہو گیا ہے، کیا ایسا زمانہ مبارک ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ ظاہر ہے کہ انسانی نسل منقطع ہو جائے گی۔ اگر کوئی مذہب اس کو اپنے فرائض میں داخل کر لے تو ایک منٹ کے لیے بھی ہم اس کو خدا کی طرف سے قانون تسلیم نہیں کر سکتے۔ پس اس کلیہ سے یہ حقیقت ثابت ہو گئی ہے کہ دوامی تجرد یقیناً منشاء قدرت کے خلاف ہے اور نوع انسان کے لیے بے حد مضرت ہے۔

نکاح کا تعین

جس طرح ہم کسی ایسے نیک عمل کو تسلیم کرنے کے خلاف ہیں جو منشاء قدرت اور قانون فطرت کے خلاف ہو، اسی طرح ہم کسی سائنسی تحقیق کے بھی خلاف ہیں جو ان کے خلاف ہے۔ یہی ہماری تحقیقات کی بنیاد ہے۔ ماڈرن میڈیکل سائنس کے تقریباً ہر مسئلے میں ڈاکٹروں کی رائے اکثر مختلف ہوتی ہے۔ جد بلوغ کا مسئلہ بھی صرف منشاء قدرت اور قانون فطرت ہی سے حل ہو سکتا ہے۔ فرنگی ڈاکٹر ہراس تحقیق پر سو فی صد یقین کر لیتے ہیں جو ان کے ماحول اور موسم میں کی گئی ہو اور مختلف ممالک و ماحول اور موسموں میں جو اختلافات امور طبعی پائے جاتے ہیں ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اس لیے تحقیقات میں ان باتوں کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

جاننا چاہئے کہ جب تک انسان ایک خاص عمر تک نہیں پہنچ جاتا مجامعت اور احتلام میں منی خارج نہیں ہوتی اور اعضائے تناسل خون کی منی نہیں بنا سکتے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ قدرت کا منشاء یہی ہے کہ ابھی خون کے جزو بدن ہونے اور اعضائے جماع کے پرورش پانے کی ضرورت ہے اور یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ اس کا کام قدرت نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے، انسان کی رائے پر نہیں چھوڑا۔ یہ بھی ایک قانون فطرت ہے۔

اسی طرح اس قانون فطرت کا ایک پہلو یہ ہے کہ انسان میں ایک عمر ایسی بھی آتی ہے کہ جب اس کی جسمانی نشوونما رک جاتی ہے

جو عام طور پر اکیس سال سے پچیس سال تک ہوتی ہے اور بعض میں کچھ بڑھ بھی جاتی ہے اور کبھی زیادہ بھی ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ ملک و موسم اور ماحول کے اثرات ہوتے ہیں۔

اسی طرح ایک تیسرا قانون بھی ہے کہ انسان کے دانتوں کی تکمیل خصوصاً عقل داڑھ کا نکلنا بھی ضروری جزو ہے اور اس کو تکمیل نمونہ کا ایک نمونہ رکھا گیا ہے۔ جو عام طور پر پچیس تیس سال تک ہے۔ لیکن بعض لوگوں میں یہ داڑھ اور بعض میں بہت دیر کے بعد نکلتی ہے۔ یہاں تک کہ ستر اسی برس کی عمر میں بھی نکلتی ہے۔ یہ اثرات یقیناً انسانی طاقت کی کمی و بیشی کے اثرات ہیں۔

ایک چوتھے قانون پر غور کریں کہ عورت کے لیے حمل کا زمانہ کم و بیش نو ماہ کا ہے اور دودھ پلانے کا وقت پورے دو سال مقرر ہے۔ اس طرح عورت کو ایک بچہ کے لیے پونے تین سال اور بعض حکماء کے مطابق تین سال۔ لیکن کم از کم اڑھائی سال اس کو ضرور خالی رہنا چاہیے۔ کیونکہ عورتوں اور بچوں کی صحت و طاقت اور خوبصورتی کے لیے یہ نہایت ہی ضروری اور اہم ہے۔

اب اگر نمونہ کی عمر پر غور کریں تو اکیس سے پچیس سال تک مقرر کی گئی ہے۔ اس کے بعد بھی ہم تین دور کریں تو وہ ساڑھے سات، پندرہ سال اور ساڑھے بائیس سال بنتے ہیں۔ انسانی نشوونما میں یہی تین دور ہیں۔ اگر پہلے دور کے ساڑھے سات برسوں کو تین حصوں پر تقسیم کریں تو وہ بی ڈھائی سال بنتے ہیں۔ اس طرح کم و بیش اڑھائی اور تین برسوں کے چکر کی گردان پر غور کریں جس میں تین گنا ہونا ایک تکمیل کا زمانہ ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ نمونہ جو اکیس سال سے پچیس سال تک مقرر کیا گیا ہے درست ہے اور یہی بلوغت کا زمانہ ہے۔ لیکن اگر کسی انسان میں اس زمانے سے قبل یا بعد میں بلوغت کا زمانہ آئے گا تو یقیناً تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ اس ملک و موسم اور ماحول کا اثر ہے۔ ماحول میں عقائد و خیالات اور تعلیم و تربیت بھی شامل ہیں۔

اب عورت اور مرد کے فرق کو سمجھیں اور ذیل کے قوانین اور حقائق پر غور کریں تو حقیقت سامنے آ جائے گی۔ لڑکی کی مدت حمل لڑکے کی مدت حمل سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑکی کے جسم میں کوئی کمی رہ جاتی ہے جس کی تکمیل کے لیے اس کو مزید کچھ عرصہ ماں کے پیٹ میں رہنا پڑتا ہے۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ عورت کا مزاج غدی ہے، کیونکہ اس کا تعلق تقریباً ساری زندگی رحم اور نصیہ الزم کے ساتھ ہوتا ہے اور اس نے اپنی زندگی میں ایک بڑا عرصہ اپنے رحم میں بچوں کی پرورش کرنا ہوتی ہے اور پرورش کا تعلق نصیہ الزم کے ساتھ ہے۔ غدی مزاج جسم میں ہمیشہ حرارت پیدا کرتا ہے۔ یہاں پر یہ غلط فہمی دور کر لیں کہ طاقت کا تصور حرارت میں نہیں ہے بلکہ کثرت حرارت تحلیل اور ضعف کا باعث ہوتی ہے۔ طاقت عضلات و قلب اور ریاخ میں تیزی کا نام ہے۔ البتہ ان میں حرارت کی زیادتی ہو تو انتہائی قوت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ غدی میں تیزی جس طرح حرارت پیدا کرتی ہے اسی طرح حرارت کی زیادتی غدی میں تیزی پیدا کر دیتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ گرم ممالک، گرم موسم اور گرم ماحول میں رہنے والی عورتوں میں نشوونما و ارتقاء جلد واقع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نشوونما و ارتقاء اور پرورش حرارت سے ہوتی ہے اور حرارت ربوبیت کا مظہر ہے۔

ان حقائق سے ثابت ہوا کہ عورت کے مزاج میں حرارت وحدت اور گرمی کی زیادتی ہے اور ساتھ ہی وہ دوران حمل میں زیادہ وقت گزار کر مزید اپنے غدی کی تکمیل کر کے حرارت حاصل کرتی ہے۔ ان حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت یقیناً مرد سے بہت پہلے جوان اور بالغ ہو جاتی ہے۔ حرارت کی زیادتی کا اندازہ عورت کے مزاج میں حرارت کی شدت کے علاوہ حمل کے دوران میں تقریباً ایک ماہ زیادہ رہنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس حرارت کی شدت کے تحت عورت کی خواہر پرورش کے ہر چکر میں تین گنا کے بجائے دو گنا کرنا چاہیے۔ جس کی صورت یہ

ہوگی کہ ایک مرد اگر صوم کے تین دور میں ساڑھے سات و پندرہ اور ساڑھے بائیس برسوں میں پہنچے گا تو یقیناً عورت دو گنا کے حساب سے پانچ و دس اور پندرہ سالوں میں پہنچ جائے گی اور اس وقت وہ نہ صرف بالغ کہلائے گی، بلکہ بچہ پیدا کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ یہی اس کے نکاح کا زمانہ ہوتا ہے۔

ایک اور اندازہ اس سے بھی آسان طریق سے سمجھا جا سکتا ہے کہ لڑکی کو جب ماہواری آئے تو مزید دو برسوں میں اس کا جسم نکاح کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور لڑکے کو جب احتلام شروع ہو تو مزید تین سالوں میں وہ نکاح کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہ ہیں وہ حقائق جن کا فرنگی طب اور ماڈرن سائنس کو علم نہیں ہے۔

مباشرت کے لیے صحیح وقت

مباشرت ایک اہم فرض ہے جس میں ایک طرف مسرت و انبساط شامل ہے اور دوسری طرف صحت کا نقصان مد نظر ہوتا ہے اور سب سے بڑی اہمیت نسل انسانی کے سلسلہ کو قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ و ارفع اور مثالی صحت مند ہونا بھی ضروری مد نظر ہوتا ہے۔ مباشرت کو صحیح مسرت و انبساط اور لذت و شوق میں اس طرح گزار دینا کہ اپنی اور اپنی نسل کی صحت کو تباہ کر دینا کسی طرح ایک باشعور انسان کے لیے اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ چونکہ مباشرت کے ساتھ ذاتی لذت اور اپنی اور اپنی نسل کی صحتیں لازم و ملزوم ہیں۔ اس لیے یہ ایک اہم فریضہ ہے اس کو صرف لذت و شوق پر قربان کر دینا عقل کے منافی ہے۔ اس لیے اس کے صحیح وقت کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

آیور ویدک کی کتب میں لکھا ہے کہ رات کے پہلے پہر میں کھانے وغیرہ سے فارغ ہوں۔ سردی زیادہ نہ ہو۔ چاندنی رات میں عمدہ جگہ میں خوبصورت و جوان عورت کے ساتھ اپنی طاقت کے مطابق جماع کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ مگر صبح کے وقت جماع کرنا جان کو تلف کرنا ہے اور سرشام بھی جماع کرنا بہتر نہیں ہے۔ آیور ویدک میں صبح و شام اور سردی میں روکا ہے اور رات کو کھانے سے فراغت کے بعد چاندنی یا عمدہ جگہ اور خوبصورت عورت کے ساتھ مباشرت کو لازم قرار دیا ہے۔ اس تاکید میں مسرت کے ساتھ اپنی اور اپنی نسل دونوں کی صحت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔

طب یونانی میں مندرجہ بالا تاکید کے ساتھ یہ تاکید بھی ہے کہ پیٹ خالی نہ ہو اور پیٹ بھرا ہوا بھی نہ ہو۔ کیونکہ مباشرت کے بعد طبیعت اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے کچھ غذا کو جسم میں نفوذ کرا دیتی ہے جس سے جوڑوں میں درد اور دیگر خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لیے بعض بزرگوں کے اقوال یہ ہیں کہ آغاشب میں جماعت کرنے میں فالج، لقوہ، نفوس، وجع المفاصل، درد پشت، قویج، عرق النساء اور ضعف لہر کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس لیے انہوں نے جماع کے لیے رات کا آخری وقت تجویز کیا ہے۔ اس تاکید کی وجہ یہی ہے کہ پیٹ میں غیر منظم غذا ہو تو جماع ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔

مباشرت میں احتیاط

مباشرت کے لیے مندرجہ ذیل احتیاطیں انتہائی اہم اور ضروری ہیں:

- (۱) خالی پیٹ مباشرت نہ کی جائے، اس سے ضعف پیدا ہوتا ہے۔
- (۲) پیٹ پر ہی کے بعد مباشرت کرنے سے خوفناک امراض پیدا ہوتے ہیں۔
- (۳) مرض کی حالت میں مباشرت کرنے سے امراض میں شدت پیدا ہوتی ہے۔

- (۴) جسم میں اگر کسی کیفیت کی زیادتی کا شدید احساس ہو تو جماع کرنے میں نامکمل لذت کے ساتھ اعضاء پر برا اثر پڑتا ہے۔
- (۵) اسی طرح اگر کسی نفسیاتی اثرات غم و غصہ اور خوف کا شدید اثر ہو تو مباشرت سے دور رہنا چاہئے۔ اس طرح اچانک موت واقع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ مکمل تنہائی ہونی چاہیے۔ دوسرے کا خوف ضعف قلب پیدا کرتا ہے۔
- (۶) بغیر کسی بیرونی تحریک کے جب تک شہوت کا غلبہ نہ ہو، مباشرت نہیں کرنی چاہیے۔
- (۷) اسی طرح جب تک جسم میں فرحت و انبساط اور سرور کی کیفیت نہ پائی جائے مباشرت سے دور رہنا چاہئے۔
- (۸) عورت کی مرضی اور خوشی کے بغیر مباشرت کرنا اس پر ظلم ہے۔ بعض لوگ اس امر کی پروا نہیں کرتے کہ عورت حاملہ و مرضہ اور مریضہ ہے۔ مگر وہ عورت سے مجامعت کرتے ہیں۔ چونکہ عورت کے حمل کے بعد بیچے کو دودھ پلانے کے زمانے میں اور بیماری کی حالت میں جماع کی طبی خواہش نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جن مادہ جانوروں کو حمل ہو جاتا ہے وہ کبھی بھی نر جانوروں کے قریب نہیں آتے۔ اگر نر قریب آ جائے تو وہ دور دور جاتے ہیں۔

(۹) ایام رضاعت (بیچے کو دودھ پلانے کا زمانہ) میں مباشرت کرنا تین جانوں کا خطرہ ہے۔ اول دودھ پیتے بیچے کی جان کا، دوسرے ماں کی صحت کا، تیسرے پیٹ میں دوسرے حمل کی زندگی کا۔ مباشرت سے عورت کا دودھ خراب ہو جاتا ہے۔ جب بچہ وہ دودھ پیتا ہے تو فوراً اس کے معدہ و امعاء میں شدید سوزش ہو جاتی ہے جس سے اس کو تھکے و اسہال اور پیاس شروع ہو جاتی ہے۔ جس کا علاج مشکل ہے۔ اکثر بیچے اس حالت میں جان نہیں ہو سکتے۔ دوسرا حمل ہو جائے تو پہلے بیچے کے لیے ماں کا دودھ زہری شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ماں کا یہ حال ہوتا ہے کہ ایک بچہ دودھ پر ہے اور دوسرا پیٹ میں ہے۔ نتیجہ کے طور پر اس کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور جان خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اگر بچہ دودھ پیتا ہے تو اس کی جان خطرے میں ہوتی ہے اور چھوڑتا ہے تو ساری عمر کے لیے کرور ہو جاتا ہے۔ اس لیے قرآن حکیم کی تاکید ہے کہ بیچے کو مکمل دو سال تک دودھ دینا چاہیے۔ اگر خاندان پر بیہوشی رہ سکتا تو مسلسل روزے رکھے اور اگر ہمت ہے تو اور نکاح کر لے۔ مگر دودھ پلانے کی حالت میں تین جانوں پر ظلم نہ کرے۔ بعض لوگ یہ کوشش کرتے ہیں کہ بیچے کے لیے دودھ پلائی رکھ لیتے ہیں۔ یہ بھی کسی حد تک درست ہے مگر جب کسی عورت کا دودھ پنے گا اس کے اطوار و اخلاق اور کردار پر اس کا گہرا اثر ہوگا۔ اب یورپ اس امر کا قائل ہو گیا ہے کہ ماں ہی اپنے بیچے کو دودھ پلائے۔

(۱۰) بڑھیا اور بد صورت و بد کردار عورتوں سے بھی مباشرت نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ جماع میں لذت اور مسرت لازمی فطری جذبات ہیں جو اس صورت میں مٹی کی تمکھیل اور اخراج میں رکاوٹ کا باعث بن کر نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ اکثر جنون پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

(۱۱) ہمیشہ کنواری لڑکیوں سے مباشرت کرنے سے کثرت انزال کی وجہ سے ضعف اعضاء رکبہ واقع ہو جاتا ہے۔ اس طرح صحت اور زندگی کے لیے بے پناہ خطرات پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۱۲) کثرت مباشرت بغیر اندرونی فطری تحریک کے خود عورتوں کے پاس جا کر شہوت پیدا کرنے سے جماع کرنا سخت نقصان دہ اور خطرناک ہے۔ اس سے ذیابیطس و قحار اور عشو و تنج جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

جب اپنے اندر شہوت کا غلبہ دیکھے اور کیف سے بھر پور ہو تو اپنی بیوی کو مباشرت کے لیے اطلاع دے۔ اس روز نہا کر عمدہ کپڑے پہنے، خوشبو لگائے، متعفن اور گندی پروالی اغذیہ سے دور رہے۔ خوشی اور محبت کی باتوں سے قریب ہو۔ اگر ضرورت کے مطابق کی جائے تو جسم

ہا کہ چھلکا محسوس ہوتا ہے، محسوس دور ہو جاتی ہے، اس کے بعد تسلی بخش نیند آ جاتی ہے، بھوک زیادہ لگتی ہے، دماغ اور جسمانی کام کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اگر جماع کے بعد یہ صورتیں پیدا نہ ہوں اور جسم و دماغ میں سستی و کمزوری معلوم ہو تو سمجھ لو کہ مباشرت ضرورت کے مطابق نہیں لگی، بلکہ لذت و شوق کے تحت عمل میں آئی ہے۔ یہ صورت انتہائی نقصان رساں ہے۔

مباشرت کے بعد تھوڑی دیر تک لیٹنا اور آرام کرنا ضروری ہے۔ اس طرح دوران خون جلد درست ہو جاتا ہے۔ البتہ جماع کے فوراً بعد بعض لوگ دودھ یا حلوہ کوئی اور مقوی غذا یا دوا کھاتے ہیں تاکہ مٹی کا جو نقصان ہوا ہے وہ پورا ہو جائے۔ یہ عادت نہ صرف خراب ہے بلکہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ اس صورت دوران خون میں تیزی ہوتی ہے اور وہ اپنے فضلات کا اخراج کر رہا ہوتا ہے۔ اس طرح نہ صرف وہ فضلات رُک جاتے ہیں بلکہ جو کچھ کھایا گیا جاتا ہے وہ باعث نقصان بن جاتا ہے۔ کھانے پینے کے لیے کم از کم دو گھنٹے انتظار کرنا چاہیے۔ البتہ عمدہ قسم کا پان کھا سکتے ہیں۔ کھانا پینا غسل کے بغیر نہیں کرنا چاہیے۔ غسل کے بعد دوران خون درست ہو جاتا ہے۔ امساک کے لیے ادویات نہیں کھانی جائیں۔ اگر امساک نہ ہو تو پہلے اس کا علاج کرنا چاہیے، پھر جماع کرنا چاہیے۔

نا قابل مباشرت عورتیں

کون کون سی عورتیں ناقابل جماع ہیں۔ رسالہ ”حرز جان“ میں ذیل کے شعری تشریح بیان کی گئی ہے۔

جماع با بیع زن ممنوع باشد نہ گرد و گرد ایشان مرد ہشیار
کے آن بازن بیز است دیگر صغیر و حائض و بد شکل و بیمار

زن بیبی: جن عورتوں سے اولاد کی امید نہ ہو تو ان سے ازدواج کرنا نہ صرف فضول ہے بلکہ مضر بھی ہے۔ زن بجز وہ یعنی بوزھی عورت سے جماع کرنا اول تو محض فضول ہے، کیونکہ شرمہ جماع یعنی اولاد کے پیدا ہونے کی امید نہیں ہے۔ عورتوں میں بالعموم قابلیت القاح اسی وقت رہتی ہے جب تک کہ اس کا حیض جاری رہتا ہے۔ پس جس عورت کی میعاد حیض ختم ہو چکی ہے، اس سے ازدواج کرنا مناسب نہیں ہے۔

اطباء کا مقولہ ہے کہ عورت پیر اند سال سے جماع کرنا ضعیف پایہ پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ بوجہ اخراج رطوبت کثیر اعضاء سے اور ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اندام نہانی کی لذت مرد کو کم ملتی ہے اور فقدان لذت سے مرد کو خوشی اور ذوق و شوق کم ہو جاتا ہے۔ پھر ضعیف پایہ عارض ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ سبب بیز اندام نہانی کے اندام سردی زیادہ ہو جاتی ہے اور یہ سردی دافع جوش شہوت مرد ہوتی ہے۔ یہ بھی لکھا گیا ہے بوجہ کبریٰ کے رحم جذب منعی بہت کرتا ہے۔ چنانچہ اس وجہ سے مرد کے چہرہ کی رونق دن بدن کم ہوتی چلی جاتی ہے، اس کے قوائے بدنی مضطرب ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے کسی شاعر نے لکھا ہے۔

صحبت دختر کے کہ جان بختند زہر قاتل بود چوں بیز شود

زن صغیر: اس سے ہماری مراد ان لڑکیوں سے ہے جو اپنے سن بلوغ کو نہیں پہنچتیں۔ جن کی عمر اپنی صحیح عمر کی وجہ سے مرد کی خواہش ابھی پوری نہیں ہوتی۔ جن کے اعضاءے ناسل ابھی پوری طرح نشوونما نہیں پا چکے ہوتے۔ ایسی عورتوں کو زنان مراحقہ کہتے ہیں۔ چونکہ ان کے دلوں میں ابھی جذبات شہوانیہ پیدا نہیں ہوتے۔ وہ مرد کی صحبت سے نفرت کرتی ہیں اور جماع کے وقت مرد سے رغبت سے پیش نہیں آتیں بلکہ بڑی کراہت اور نفرت ظاہر کرتی ہیں۔ چونکہ جماع کے وقت فریق ثانی مرد کے ساتھ رغبت سے پیش نہیں آتا۔ بوس و کنار اور دیگر سبیل جہول میں بدل و جان شریک ہونا اس کی خوشی اور محبت کو بڑھاتا ہے اور اس کے ذوق و شوق کو ترقی دیتا ہے اور نفرت و کراہت برعکس اس کے

رج و ملال کا باعث ہوتا ہے۔ بلکہ ضعف باہ کا باعث ہوتا ہے۔ اس لیے زن نابالغ کے ساتھ جماع کرنا بھی سخت ضعف باہ اور بطلان باہ کا موجب ہوتا ہے۔ ایک اور وجہ صغیر لڑکیوں کے ساتھ جماع کے مضر ہونے کی یہ بھی ہے کہ ایسے جماع میں مرد کو غیر معمولی طاقت خرچ کرنا پڑتی ہے جو بجائے خود ایک مضر امر ہے اور نیز اگر حمل قائم ہو جائے تو اولاد جو اس حمل سے پیدا ہوگی لامحالہ بڑی کمزور ہوگی۔

زن حائضہ: جن عورتوں کو حیض آتا ہو یا نفاس، ان کے ساتھ بھی جماع مضر ہے۔ حیض کے ایام میں جماع کرنا زن اور مرد ہر دو کے لیے نقصان دہ ہے۔ عورت کو ان دنوں میں جماع کرنے سے درد ہوتا ہے اور ساتھ ہی اعضاء کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور لذت و سرور جو جماع کا خاصہ ہے وہ نام کو نہیں پہنچتا۔ اور مرد کی طبیعت میں ایک قسم کی نفرت اور کراہت پیدا ہوتی ہے۔

زن بدصورت: حسن کا فلسفہ و لفظوں میں بیان ہو سکتا ہے جس کے معنی ہیں دل پسند۔ جو عورت آدمی کو نہایت بد شکل، بد وضع معلوم ہوتی ہے ممکن ہے کہ وہی دوسرے کو نہایت مرغوب اور محبوب نظر آئے۔ لیکن رانجشم جنموں باید دیدہ۔ جماع کے لئے ضروری ہے کہ فریق ثانی مرغوب و محبوب ہو۔ کیونکہ عدم رغبت لذت جماع کو پھیکا اور بے مزہ کر دیتی ہے اور ضعف باہ کا باعث ہوتی ہے۔

زن بیمار: جس عورت کے دم کو کوئی بیماری یا رسولی ہو اور سرطان یا التهاب رحم ہو جس سے کسی قسم کی رطوبت آتی ہو۔ کوئی متعدی بیماری ازہم آتھک سوزاک وغیرہ ہو، بلکہ جسم کے دیگر دردناک امراض ہوں، تو ایسی عورت کے ساتھ جماع کرنا دونوں کے لیے نہایت مضر اور معیوب ہے۔ مندرجہ بالا قسم کی عورتوں کے علاوہ ذیل کی عورتیں بھی روح و نفس اور جسم کے لیے مضر اور قوت باہ کے لیے نقصان دہ ہیں۔

زنان فاحشہ: بازار کی کشتیاں جو جماع کرانے کی تجارت کرتی ہیں، ان سے متعدی امراض کے پیدا ہونے کا ہر قسم کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے ان کی صحبت سے کوسوں دور بھاگنا چاہیے۔ ان کے علاوہ دوسری عورتیں بھی جو اپنے خاندان کے سوا دوسروں کے پاس جاتی ہیں، ان سے بھی مردوں کو جسمانی اور اخلاقی خرابیوں کے پیدا ہونے کا وہی اندیشہ ہے جو رنڈیوں کے ساتھ جماع کرنے سے ہے۔ بلکہ انسانی روح فنا ہو جاتی ہے۔ پس ان کی صحبت سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔

زنان باردار: جماع کا اصل مدعا استقرار حمل ہے۔ جب حمل قائم ہو گیا تو پھر انصاف یہ ہے کہ جماع کی حاجت نہ رہے۔ چنانچہ ایام حمل میں عورت کو جماع کی مطلق رغبت نہیں رہتی۔ اس سبب سے ان دنوں میں اس کو جماع کی تکلیف نہ دی جائے تو اچھا ہے۔ بالخصوص ساتویں مہینے کے بعد جماع کرنے سے احتاط حاصل کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے اس وقت جماع سے پرہیز کیا جائے۔

زنان بازماندہ: طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو عورتیں ایک عرصہ دراز سے مرد کے پاس نہ گئی ہوں ان سے بھی جماع کرنا اچھا نہیں ہے، کیونکہ ایسی عورت میں مواد مقصد اور فضلت جمع ہو گئے ہوتے ہیں جن سے مردوں کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

زنان حنافہ: وہ عورتیں جو مطلقہ ہوں یا بیوہ مگر ہمیشہ اپنے خاندان کو یاد کرتی ہیں اور اس کے فراق میں بے قرار و سہماب وارتر پتی ہوں ان سے بھی شادی کرنے میں بے لطفی رہتی ہے۔

زنان خانہ: جو عورتیں اپنے شوہر سے زیادہ مال رکھتی ہوں، ان سے بھی شادی مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ ہر وقت اپنے احسانات خاندانوں پر ظاہر کرتی رہتی ہیں اور ان کے عیش کو خراب کرتی رہتی ہیں۔

زنان اناہ: جو عورتیں خاندان کو دیکھ کر بیمار ہو جائیں خواہ یہ بیماری صحیح ہو یا بناوٹی ہو۔ ان کے قریب جا کر درد و کراہ کا دل پر غیر معمولی اثر ہوتا ہے جو صحت و باہ دونوں کے لیے نقصان دہ ہے۔

زنان عقیقہ: زنان عقیقہ سے مراد ایسی عورتیں ہیں جن کو اطباء فہم و تجربہ کار تفتیش کے بعد کامل عقیقہ ٹھہرا چکے ہیں اور جن سے اولاد کا پیدا ہونا نامکن ہے جس کا دل و دماغ پر گہرا اثر ہوتا ہے۔

فعل مباشرت کا حقیقی مقصد

ظاہری حقیقت تو یہ ہے کہ فعل مباشرت کا مقصد نسل کا جاری رکھنا ہے۔ لیکن باطنی طور پر اس کے اور بھی فوائد ہیں جن کی طرف حکماء نے اشارے کئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے باطنی فوائد بھی ظاہری مقصد سے کم اہم نہیں ہیں۔ کیونکہ فعل مباشرت سے اگر ایک طرف جسم کی صحت قائم رہتی ہے تو دوسری طرف نفس انسانی اور روح میں نشو و ارتقاء اور بلندی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب جائز اور ضرورت کے مطابق ہو۔ جائز کا مقصد نکاح ہے اور ضرورت اس حالت کا نام ہے جنسی بھوک میں شدت۔ جب تک یہ دونوں صورتیں پیدا نہ ہوں فعل مباشرت میں لذت تو ہو سکتی ہے مگر اس سے نہ صحت جسم قائم رہ سکتی ہے اور نہ ہی اس سے نفس اور روح میں نشو و ارتقاء اور بلندی پیدا ہوتی ہے۔

نکاح کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگائیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے، جو اس سے روگردانی کرے وہ آپ ﷺ کی امت سے نہیں ہے۔ اور قرآن کریم تو بیویوں کو آنکھوں کی ٹھنڈک اور تقویٰ کے لئے بہت اہم قرار دیتا ہے۔ جن لوگوں کی ان حقائق پر نگاہ ہے وہ اسلام کی جنسی تعلیم کے دور رس اثرات اور نتائج سے واقف ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے جنسی تعلیم پر جس قدر روشنی ڈالی ہے اس کا شعرا و شاعر بھی یورپ و امریکہ اور ماڈرن سائنس کو علم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور میں غلط قسم کی آزادی و عمریانی اور خواہشات بروستی چلی جاتی ہیں۔ مگر حقیقی معنوں میں جنسی بھوک کی تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ یہ حقیقت ہے کہ بغیر اسلامی تعلیم کے کبھی جنسی بھوک کو تسکین حاصل نہیں ہوتی۔ یہ کسی مذہب کا احترام مقصود نہیں ہے۔ بلکہ ان حقائق کا اظہار ہے جو اسلام جنسی تعلیم میں پیش کرتا ہے۔ یاد رکھیں جب تک جنسی بھوک کو تسکین نہیں ہوتی نہ ہی صحت قائم رہ سکتی ہے اور نہ ہی نفس و روح میں نشو و ارتقاء اور بلندی پیدا ہو سکتی ہے۔

اسلام میں رہبانیت منع ہے کیونکہ اس سے نہ تو جسم کے تقاضوں کو پورا کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی نفسانی جذبات کی تسکین ہو سکتی ہے اور نہ ہی روح میں وہ فرحت پیدا ہو سکتی ہے جو انسانی زندگی کا کمال ہے۔ بلکہ رہبانیت کے خلاف اسلام میں چار بیویوں اور بے شمار باندیوں کی اجازت ہے لیکن ان کی ضرورت اور ان کا جائز ہونا شرط ہے۔ ضرورت کا اندازہ خواہش کے مقابلہ میں کیا جاسکتا ہے۔ کئی سال گزرے میں نے ایک کتابچہ جنسیات کا نفسیاتی تجزیہ کے نام سے لکھا تھا۔ جس کا اکثر حصہ ایک رسالہ میں شائع ہو بھی گیا تھا۔ بعد میں اس کی کتابت بھی کراوی گئی تھی۔ مگر کثرت کاری وجہ سے اب تک شائع نہ کیا جاسکا۔ اس میں جنسی ضرورت اور خواہش کو اسلامی تعلیم کے تحت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

ان حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ مباشرت کا مقصد صرف اولاد پیدا کرنا نہیں ہے۔ اس سے مختلف اعضاء کو کئی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ صحیح و فطری اور ضرورت کے مطابق جائز مباشرت بدن کی فضول رطوبات کا اخراج کرتی ہے۔ فاسد مادہ کی پیدائش نہیں ہوتی۔ اور اگر فاسد مادہ پیدا ہو چکا ہو تو خارج ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر دخانی مواد کو خون سے نکال دیتا ہے۔ اس فاسد مادہ میں شیطانی جذبات کی تیزی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ایک اچھے صوفی اور زاہد شب بیدار کی درگت بن جاتی ہے اور عوام نوجوان تو رہے ایک طرف فیر تھیر بھی اپنی زندگی مشکلات میں ڈال دیتا ہے۔ جو مرد اور عورت جوانی میں اپنے وقت پر نکاح نہیں کرتے ان کے اندر خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہسٹری یا

(انتقال الرحم) خاص طور پر اسی فاسد مادہ کی خرابی سے پیدا ہوتا ہے۔ غیر شادی شدہ مرد و عورتوں کے منہ پر دانے نکل آتے ہیں جن کو جوانی کے دانے کہتے ہیں۔ وہ اسی فاسد مادہ کے خون کے اندر برے اثرات ہوتے ہیں۔ ان سے جہاں جسم میں برے اثرات ظاہر ہوتے ہیں وہاں جذبات میں بیجان اور روح میں تاریکی غالب آنا شروع ہو جاتی ہے۔ پھر انسان ایسی حرکتیں کر بیٹھتا ہے کہ اخلاقی قدریں افسوس کرتی ہیں۔ مباشرت کو پورا کرنے کے بعد دل و دماغ میں راحت و سکون اور جسم میں چستی، بھوک میں زیادتی، عقل میں تیزی اور طبیعت میں فرحت پیدا ہو جاتی ہے۔ اکثر معمولی امراض اور بعض اوقات خوفناک امراض جیسے مسیریا، سیلان الرحم، سرعت انزال، جریان و احتلام بلکہ بعض اقسام ضعف باہ، جنون، مانیچو لیا اور مشق وغیرہ دور ہو جاتے ہیں۔ گویا ضرورت کے مطابق مباشرت انسان کے لئے نہایت ضروری اور بے حد مفید ہے۔ لیکن بغیر ضرورت اس میں نشاط و انبساط اور فرحت و راحت کی بجائے کمزوری و امراض اور پر مدگی و کسل مندی پیدا ہوتی ہے۔ گویا بغیر ضرورت مباشرت انتہائی نقصان دہ ہے۔

دخانی فاسد مادہ

خون روح طبعی کا حامل ہے جو خون ہی سے پیدا ہوتی رہتی ہے۔ خون اگر صالح ہو تو روح طبعی بھی صالح پیدا ہوتی رہتی ہے۔ لیکن جب خون میں نقص و خرابی اور اس کے اجزاء میں کمی بیشی واقع ہو جائے تو روح طبعی میں صحیح و صالح پیدا نہیں ہوتی۔ پھر ظاہر ہے کہ غیر صحت مند اور غیر صالح روح جسم کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔ جو یقیناً انسان کے لئے نقصان رساں ہے۔

روح اور ریح

حکماء اور اطباء نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ خون میں دو قسم کے بخارات ہوتے ہیں جن میں ایک کو نسیم اور دوسرے کو دخان کہا گیا ہے۔ ماڈرن سائنس بھی ان کو تسلیم کرتی ہے جس کو آکسیجن (نسیم) اور کاربن (دخان) کہتی ہے۔ ان کے افعال طبعی اور سائنسی کتب میں بھرے پڑے ہیں جن کی تفصیل طویل ہے۔ ان کے نام روح اور ریح بھی ہیں۔ جن سے ان کے افعال و اثرات پر اچھی روشنی پڑتی ہے۔ گویا روح خون کے ایسے اجزاء ہیں جن میں دخان کی کمی ہے۔ گویا دخان ایسے اجزاء ہیں جن میں لطافت ہے اور جس اجزاء میں دخان کی زیادتی یا ارضی مادے ہوتے ہیں ہم ان کو ریح کہتے ہیں۔ اور جوں جوں ریح میں دخانی اور ارضی مادے بڑھتے جاتے ہیں ان میں فساد بڑھتا جاتا ہے۔ بس یہی فساد باعث نقصان ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ خون ہی سے جسم کو غذا ملتی ہے اور ان اجزاء ہی سے (چاہے اس میں روح کی زیادتی ہو یا ریح کی زیادتی) جسم انسان کو تحریک و تقویت حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح کہ خون اور روح ہوتی ہے۔ اسی قسم کی جسم میں تحریکات اور تقویت پیدا ہوتی رہی ہے۔ چونکہ جسم میں خون اور روح کی زیادہ ضرورت ہے، اس لئے ان کا صالح اور صحت مند ہونا ضروری ہے۔ بس یہی ذہن نشین کرانا ہمارا مقصد ہے۔

جاننا چاہئے کہ صالح اور صحت مند خون اور روح کی جسم کو ضرورت رہتی ہے اس لئے قدرت نے ان کو عمدہ اور درست رکھنے کے لئے جسم میں مختلف اعضاء بنائے ہیں جن سے خون اور روح پاک اور صاف ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں پھینچے ہوئے و گردے اور امعاء و مسامات خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ انہی میں مردانہ اور زنانہ مخصوص اعضاء بھی شریک ہیں جن کے راستے سے مادہ منویہ اور حیض اخراج پاتے ہیں۔ جب ان میں نقص واقع ہو جائے یا ان راستوں میں رکاوٹ پیدا کر دی جائے تو خون اور روح میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

ان تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ مباشرت کا مقصد صرف اولاد پیدا کرنا ہی نہیں ہے بلکہ ان ریاضی و دخانی اور ارضی مادوں کا اخراج بھی ضروری ہے جو اس راستے کے بغیر اخراج نہیں پاسکتے۔ اس کے ثبوت میں ہم پھر وہی مندرجہ بالا امراض پیش کرتے ہیں جو صرف مردانہ اور زنانہ مخصوص اعضاء کی خرابی سے پیدا ہوتے ہیں۔ بس ضرورت کے مطابق اور جائز مباشرت اپنے اندر انتہائی اہمیت رکھتی ہے۔ پر لطف بات یہ ہے کہ بعض شادی شدہ مردوں اور عورتوں میں بھی ایسے امراض دیکھے گئے ہیں جو فعل مباشرت کے فقدان سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شادی کے بعد بھی ان کے مواد فاسد کا پورے طور پر اخراج نہیں ہو سکتا۔ خواہ ان کو جنسی بھوک نہ ہو۔ مگر ان کے اندر ایسے فاسد مادے اور اس کے اثرات سے انکار نہیں کیا جاسکتا جو فعل مباشرت سے مادے اور اس کے اثرات سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ جو فعل مباشرت سے اخراج پاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ بہت سے ایسے مریضوں کی جانیں بچ گئی ہیں جن کے فاسد مواد فعل مباشرت سے اخراج پائے گئے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ دخانی مادے ہی منی کی پیدائش اور اس کے اخراج کا باعث ہوتے ہیں اور اسی مادے کی زیادتی خون اور مخصوص اعضاء میں خرابی اور فساد کا باعث بن جاتی ہے جن سے دل و دماغ پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے۔

منی کے فاسد مادے

یہ مسلک حقیقت ہے کہ دوران خون جب خصلوں کی طرف آتا ہے اور اس میں ریاح اور دخانی مادے شریک ہوتے ہیں۔ بلوغ کے بعد منی ہر وقت خصل کی نالیوں میں بنتی رہتی ہے جو بذریعہ حمل المنی خزانہ منی میں جاتی ہے۔ یہاں سے اگر فوراً اخراج نہ ہو جائے تو آہستہ آہستہ نہایت تھوڑی مقدار میں پیشاب کے ذریعہ خارج ہوتی رہتی ہے یا قضاے حاجت کے وقت پیشاب کے ہمراہ نکل جاتی ہے۔ یا اگر محرکات کا اثر ہو تو استام ہو کر نکل جاتی ہے۔ اس کی صورت بالگی ایسی ہے جیسے عورتوں کا خون سینے کی طرف جاتا ہے اور وہ دودھ بنتا رہتا ہے اور اکٹھا ہو کر پینے لگتا ہے یا بوجھ کا باعث بنتا ہے۔ جیسے یہ ممکن نہیں ہے کہ دودھ پھر خون بن سکے اور جسم میں تقویت کا باعث ہو۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ منی بن جانے کے بعد پھر خون میں شریک ہو اور طاقت کا باعث بن جائے۔ جب منی بن چکتی ہے یا اس کے بننے کی تحریک ہو چکتی ہے تو ہر حال میں اس کا اخراج پانا ضروری ہے۔ اس صورت میں یہ جسم کو فاضلہ یا ایسا مادہ ہی ہوگا جس کا اخراج ضروری ہے۔ البتہ یہ صورت دیگر ہے کہ اندرونی یا بیرونی تحریکات کی وجہ سے اس کا اخراج ضرورت سے زیادہ بڑھ جائے اور وہ باعث کمزوری اور ضعف ثابت ہو۔ جیسے کثرت دودھ و پینہ اور بول و براز بھی کمزوری کا باعث ہوتے ہیں۔ اس لئے منی کی پیدائش اور اس کی تحریکات اور اس کے اخراج اور اس کے فاسد مادوں کی پیدائش میں اعتدال رکھنا نہایت ضروری ہی ہے۔ خون کے دخانی مادے ہی پیدائش منی کا باعث بنتے ہیں۔

منی کے متعلق حکماء میں غلط فہمی

بعض حکماء کا خیال ہے کہ منی اگر خارج نہ ہو تو بدن میں جذب ہونے لگتی ہے اور بدن کے نشوونما اور ترقی و تازگی کا باعث ہوتی ہے چنانچہ ڈاکٹر ایکنن صاحب جو اس گروہ کے پیشوا اور پیش رو ہیں، فرماتے ہیں کہ منی بجز بذریعہ شریان اور وہ یا عروق جا ذیہ کے جذب نہیں ہوا بلکہ کی تغییرات کا باعث ہوتا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر ایکنن صاحب نے فرمایا کہ منی بجز بذریعہ شریان اور وہ یا عروق جا ذیہ کے جذب نہیں ہوتا ہے۔ یہ تغییرات خالی مکر کا ہی نتیجہ نہیں کیونکہ مختلفوں میں ان کا ظہور نہیں ہوتا اور خصی ہونے کے بعد جا لورا ایسا مضبوط نہیں رہتا جیسے کہ خصی ہو۔ سے پہلے تھے۔ پس یہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ خصی ہونے کے بعد ان میں منی نہیں بنتی اور نہ جذب ہوتی ہے کہ عمدہ طاقت بخشنے۔ مگر ایک گروہ حکماء کا ایسا بھی ہے جو منی کے دوبارہ جذب ہونے کا قائل نہیں ہے مثلاً ڈاکٹر بلک لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر ایکنن کا تو

تحت تعجب انگیز ہے کہ جنسی جانوروں میں پہلی سی طاقت نہیں رہتی۔ ان کو معلوم نہیں ہے کہ غیر جنسی گھوڑے سے جنسی گھوڑے بہت زیادہ کام دیتے ہیں اور زیادہ محنت برداشت کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ البتہ شرارت کرتے ہیں۔ اسی لئے انہیں جنسی کر دیتے ہیں اور جو فرق کہ جنسی اور غیر جنسی میں دیکھا جاتا ہے اس کا سبب مٹی کا جذب ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جنسی کرنے میں نظام عصبی کو جو صدمہ پہنچتا ہے جس کا تعلق میڈولائڈ یا نیکیلیا یعنی راس نخاع سے ہے، اسی کا اثر جنسی کی حرکات میں تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ بھلا ممکن ہے کہ جو مٹی خون سے خارج ہو وہ پھر خون میں جذب ہو اور نقصان نہ پہنچائے اور اگر آواز کا مردانہ ہونا داڑھی موٹھ کا نکلنا اور دیگر ایسے امور کا پیدا ہونا جذب مٹی پر منحصر ہے تو جنسی ہونے کے بعد بھی یہ چیزیں نہ پائی جاتیں۔ اسی طرح غیر جنسی میں ان کے برعکس نہ پایا جاتا۔

ڈاکٹر بیگ فرماتے ہیں کہ جیسے صفراء وغیرہ رطوبات جذب نہیں ہوتیں ویسے ہی مٹی بھی دوبارہ جذب نہیں ہوتی اور لوگ تو خیال کرتے ہیں کہ رہبان الثبوت لوگوں میں ترنازگی اور تندرستی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ وہ جماع سے محترز اور نجس رہتے ہیں اور ان کی مٹی دوبارہ خون میں جذب ہو جاتی ہے۔ سو ان کا یہ خیال درست نہیں ہے۔ اصل حال یہ ہے کہ ایسے شخص کی قوت مٹی بنانے کی بجائے بدن کو تروتازہ اور تندرست رکھنے میں صرف ہوتی ہے۔

ایک اور ڈاکٹر پک فورڈ ہیں وہ بھی ڈاکٹر بیگ کی رائے سے اتفاق کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب مٹی خزان مٹی میں ایک بار جماع ہو جاتی ہے تو سوائے اخراج کے اور کوئی چارہ نہیں اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مٹی بدن میں دوبارہ جذب ہوتی ہے اور بدن کو تقویت اور روح کو طاقت بخشتی ہے۔ ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے۔

ڈاکٹر کالیکر کا قول ہے کہ اس بارے میں اگر مٹی بننے کے بعد دوبارہ جذب ہو آرتی تو اوعیہ و مستقر مٹی سے ہوتی۔ حالانکہ وہاں نشان جذب کا نہیں پایا جاتا اور یہ دلیل کہ جذب نہ ہونے سے امتلا لازم آتا ہے اور رتوبت درد تک پہنچتی ہے۔ جذب ہونے کا ثبوت کافی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ مٹی ہوئی مٹی کے مجاری میں چلے جانے یا خون کے خصیوں میں کم پہنچنے سے امتلا نہ ہوتا ہو۔ ان دلائل سے ذیل کے امور ثابت ہوتے ہیں:

(۱) مٹی ابتدائے بلوغ سے ہر وقت خصیوں میں بنتی رہتی ہے اور وہاں سے گزر کر اوعیہ مٹی اور مستقر مٹی میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا اور مٹی فقط تحریکات شہوانیہ کے وقت ہی بنا کرتی تو جماع اور احتلام میں ایسی جلدی انزال نہ ہو جایا کرتا بلکہ جماع کے وقت بڑی دیر اور کوشش سے انزال ہوا کرتا۔ جیسا کہ کتے میں ہوتا ہے اور یہ معلوم رہے کہ کتوں میں مستقر مٹی نہیں ہوا کرتی۔

(۲) اس امر کا کوئی ثبوت نہیں کہ مٹی دوبارہ جذب ہو جاتی ہے۔ وہاں اس کے خارج ہوتے رہنے کے ثبوت نہایت بین اور صریح پائے جاتے ہیں۔

(۳) رہبان الثبوت کا تروتازہ اور تندرست رہنا۔ مٹی نہ نلکے پر منحصر نہیں بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کی قوت بجائے مٹی بنانے کے دوسری طرف خرچ ہوتی ہے یعنی مٹی کم بنتی ہے اور قوت کا سارا زور بدن کی پرورش پر صرف ہوا کرتا ہے۔

(۴) اگرچہ زور اور بدنی قوت افزا مٹی پر منحصر نہیں ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ عالی حوصلگی اور جرات مردانہ کا انحصار اعضائے تناسلی کی صحت و چستی سے بہت زیادہ تعلق رکھتا ہے۔ جنسی جانوروں میں بدنی قوت اور محنت شاقہ برداشت کرنے کی قابلیت بہت ہوتی ہوگی۔ مگر ان میں دلیری اور دلادری بہت کم ہوتی ہے۔ محنتوں اور بھجروں میں بہادری کبھی نہیں دیکھی گئی۔

اخراج مٹی کا راستہ

مرد کی مٹی ان بیچ دار نالیوں میں پیدا ہوتی ہے جن کو انہیب مٹی (ٹیوبولائی مٹی میٹریائی) کہتے ہیں۔ اس جگہ سے سیدھی نالیوں سے گزرتی ہے۔ پھر منصف خصوصی میں جاتی ہے اور قنات الخراجہ کی راہ کدہ کلاں میں پہنچتی ہے۔ وہاں سے خضہ فوقانی کی نالی سے ہوتی ہوئی کدہ دقین میں آ جاتی ہے۔ یہاں سے اوچائے مٹی میں جاتی ہے اور مذی دووی کو شامل کر کے ساری مسافت اطمیل کی طے کر کے باہر خارج ہو جاتی ہے۔

کیا عورتوں کے بھی مٹی ہوتی ہے

عام خیال یہی ہے کہ عورتوں کی بھی مٹی ہوتی ہے اور وہ بھی مردوں کی طرح منزل ہوتی ہے۔ اس امر کا فیصلہ کرنے سے پہلے ہم کو یہ دیکھنا چاہیے کہ عورتوں میں کوئی ایسا عضو موجود ہے جس کا کام مٹی بنانا ہے۔ سواں کا جواب یہ ہے کہ عورت کے اعضائے تناسلیہ میں کوئی ایسا عضو نہیں ہے۔ اس میں کوئی ساخت ایسی نہیں ہے جو مٹی کو افزا کرے۔ اس کے سپرد ایک بڑا اہم کام بیضہ کا نکلنا ہے۔ اس مقصد کے لئے مہبل کے اوپر بے شمار باریک باریک غدود ہیں۔ جن سے ایک قسم کی لعابی رطوبت تراوش پاتی ہے اور دوران جماع میں مہبل کو تر رکھتی ہے۔ اگر کوئی اس رطوبت کو مٹی خیال کرتا ہے تو اس کو اختیار ہے۔ کیونکہ اس میں مٹی کی کوئی خاصیت نہیں پائی جاتی اور نہ ہی اس کے مشاہدہ سے اور نہ ہی کیسادی استحان سے اس کو مٹی کہا جا سکتا ہے جس کی تشریح کتب طیبہ میں درج ہے۔

حکماء اور مٹی کی حقیقت

حکماء نے لکھا ہے کہ غذا کے چار اہضم ہوتے ہیں۔ غذا پہلا اہضم معدہ میں پاتی ہے جسے اہضم کیوں کہتے ہیں۔ دوسرا اہضم جگر میں ہوتا ہے جو کبدی کہلاتا ہے۔ تیسرا اہضم عروق میں ہوتا ہے اور اسے اہضم عروقی کہتے ہیں۔ چوتھا اہضم عضوی جو اعضاء میں ہوتا ہے۔ حکیم محمد ارزانی کتاب طب اکبر میں لکھتے ہیں کہ مٹی اہضم رابع کا فضلہ ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ مٹی ہر وقت ضرورت کے مطابق عروق سے حاصل ہوتی ہے۔ یعنی غذا کے اعضاء میں تقسیم ہو جانے کے بعد اس کا فضلہ یعنی جزو لطیف قابل تغذیہ جو فاضل ہوتا ہے چپک کر مٹی پیدا کرتا ہے اور یہ مٹی وہ رطوبت غریبہ ہے جو جلد پر منعقد ہو کر صورت اعضاء قبول کرتی ہے اور جملہ اعضاء مثل عظام، غضروف، عصب، وتر، رباط، شریانیں، وریڈیں اور ششہا بناتی ہیں اور ضمیر مایہ اور جزو اعظم اس کا داغ سے بذریعہ ان دو کے جوکان کے بیچے سے نفاخ کے ساتھ ملی ہوئی اترتی ہیں نازل ہوتا ہے اور عضوریکس اور غیر ریکس سے شیعہ ان رگوں میں آ کر مل جاتے ہیں اور یہ سب اہتین میں پہنچتے ہیں۔ وہاں پر خدا کی قدرت و وضعت بالغہ سے یہ انتظام جاری ہے۔ جس وقت اہتین میں پہنچتا ہے ساتھ رگ محل کے متاثر ہو کر سفید ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ پستان میں خون اپنی رنگت چھوڑ کر دودھ بن جاتا ہے۔ اطباء نے اس کو فضلہ لکھا ہے تو اس سے ان کی مراد یہ نہیں ہے کہ مٹی کوئی شے مثل بول و براز کے واجب الدفع اور بیکار شے ہے۔ بلکہ فضلہ اس اعتبار سے ہے کہ بعد غذائے اہتین حسب رائے شیخ فاضل رہ جاتا ہے اور اس کا جسم کے اندر رہنا اعضاء ریسر کو تقویت آکھ کر روشنی اور دست و پا کو قوت دیتا ہے۔ اگر فضلہ مٹی شے قابل دفع ہوتا تو اس کے اخراج میں ضعف نہ ہوتا بلکہ اس کا اخراج باعث آسودگی طبع ہوتا۔ بقراط کا قول ہے کہ ضمیر مایہ جو داغ سے نازل ہوتا ہے بوسیلہ ہرودر گاہے پس گوش نفاخ میں جاتا ہے اور نفاخ سے کلینتیں اور پھر وہاں سے اہتین میں اترتا ہے اور عضوریکس اور غیر ریکس کا منوی مادہ ان ہی کی ششائیں لاکر ان ہی بڑی رگوں میں پہنچاتی ہیں۔ پھر وہ ضمیر کے ساتھ مل کر رگ ہائے خصیتین میں آتا ہے اور وہاں پر سفید ہونے کی قابلیت حاصل کر کے نفس خضیہ میں داخل ہوتا

جب خون سے رطوبت حاصل کرتا ہے تو وہ پہلے سے اپنے اندر کچھ وقت تک اکٹھا کرتا ہے۔ پھر اس میں خمیر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ ایک خاص قسم کے افزا میں تبدیل ہو جاتا ہے جو خون میں گر کر اس کی تکمیل اور تقویت کا باعث ہوتا ہے۔ اسی طرح یہی عدد جب خون سے رطوبت حاصل کرتے ہیں تو انہی رطوبات کو جذب کرتے ہیں جن کو انہوں نے خون سے خارج کرنا ہوتا ہے۔ گویا ایک طرف یہ عدد اپنی رطوبات و افزا سے خون کی تکمیل اور تقویت کا باعث ہوتے ہیں اور دوسری طرف خون کی صفائی اور اعتدال کو قائم کرتے ہیں۔ خون کی ترکیب و ترتیب اور ترتیب کا جو کارخانہ ہے وہ تقریباً انسانی عدد کے تحت کام کرتا ہے۔ انسانی صحت و تقویت اور جذبات و روحانیت کو بچھنے کے لئے انہی عدد کا مطالعہ نہایت ضروری اور اہم ہے۔

تیسری بات یہ بھی ذہن نشین کر لیں کہ انسانی جسم پر جو رطوبات (طل، شبنم) ترشح پاتی ہیں وہ بھی انہی عدد سے ترشح پاتی ہیں جو شریانوں اور وریدوں کے ملاپ پر لگے ہوئے ہیں اور جو رطوبات تغذیہ اعضائے جسم سے بیخ جاتی ہیں وہ عدد جاذبہ کے ذریعہ واپس خون میں شریک ہوتی ہیں۔ گویا عدد کا کام ہے کہ وہ جسم میں تغذیہ و تصفیہ، نشو و ارتقا، تکمیل و تقویت اور صفائی و اعتدال قائم رکھیں۔ اس دقیق تشریح سے عدد کی اہمیت کا پورا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

ایک چوتھی ہماری تحقیق یہ سمجھ لیں کہ قدرت نے جسم انسان کے صرف تین اعضائے ربیسہ بنائے ہیں (دل، دماغ اور جگر) دماغ اعصاب کا مرکز ہے جن کا کام احساسات کرتا ہے۔ دل عضلات کا مرکز ہے جن کا کام حرکات کرتا ہے۔ جگر عدد کا مرکز ہے جس کا کام تغذیہ و تصفیہ خون و جسم ہے۔ اب ذرا قدرت کی اس ترتیب کو دیکھیں کہ اعصاب جسم میں باہر کی طرف ہیں تاکہ ہر احساس کو سمجھیں۔ عضلات جسم کے اندر کی طرف ہیں تاکہ باعث حرکت ہوں اور عدد دونوں کے درمیان تاکہ تغذیہ و تصفیہ کا باعث بنیں۔ ایک قدم اور آگے دیکھیں کہ جسم کے اعصاب میں جب تیزی ہوتی ہے تو نالی دار عدد کی رطوبات گرتی ہیں۔ جب عضلات میں تیزی ہوتی ہے تو غیر نالی دار افزا سے خون میں شامل ہوتے ہیں اور بظاہر جسم میں خشکی ہو جاتی ہے۔ گویا عدد ایک ایسی مشین ہیں کہ جس کے ایک طرف کے پرزے کو دبانے سے رطوبات اندر کی طرف داخل ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس تشریح کو سامنے رکھ کر خضیوں کے افعال اور قوت باہ کی حقیقت کو پورے طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔

منسی کی حقیقت

منسی (سمن) جس کو جو ہر حیات، جو ہر خون، لطفہ، لحم انسان اور ویرج وغیرہ مختلف نام دیئے ہیں حکماء نے اس کو حرارت غریزی، رطوبت غریزی اور طبعی روح کا لطیف مرکب کہا ہے۔ یہ ایک گاڑھی سفید رنگ کی رطوبت ہے جو انزال کے وقت چشامب کی نالی سے پوری لذت کے بعد خارج ہوتی ہے۔ یہ خضیوں میں تیار ہوتی ہے۔ جب خون خضیوں میں جاتا ہے تو وہاں پر منسی کی صورتیں اختیار کرتا رہتا ہے۔ خضیوں کی صورت عددی ہے اور اس کی باریک نالیوں ہی میں تیار ہوتی ہے۔ جیسے پستانوں میں خون دودھ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ یاد رکھیں کہ صحت کی حالت میں یہ تمام جسم اور خون کا جو ہر ہوتا ہے۔

وقت پیدائش منسی

انسان کے بالغ ہونے کے بعد منسی خضیوں کی باریک باریک نالیوں میں ہر وقت بنتی رہتی ہے۔ لیکن شدید لذت کے وقت اس کی

پیدائش زیادہ ہو جاتی ہے۔ پھر وہاں سے خزانہ منی میں جمع ہوتی رہتی ہے۔ انزال کے وقت وہاں سے زیادہ مقدار میں خارج ہو جاتی ہے اور بعض وقت مذی و ودی اور پیشاب کے ساتھ بھی کچھ نہ کچھ خارج ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت کو مرض نہیں کہا جا سکتا کیونکہ نوجوانوں میں انسانی جذبات اکثر ماحول سے متاثر ہوتے رہتے ہیں اس کے نتیجہ میں اس کا گاہے بگاہے اخراج پایا جانا عین قانون فطرت کے مطابق ہے۔ جیسے نزلہ زکام گاہے بگاہے گرتا رہتا ہے۔ البتہ اگر یہ مستقل اور مسلسل صورت اختیار کر لے تو اس کو مرض کہا جا سکتا ہے۔

مذی اور ودی و دیگر رطوبتیں

لذت اور شہوت کے وقت منی کے اخراج سے قبل ایک رطوبت خارج ہوتی ہے جس کو مذی کہتے ہیں۔ یہ منی سے ایک جدا رطوبت ہے اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ منی کے راستے کو نرم کر دے اور اس سے منی با آسانی اخراج پاسکے یا اس کی تیزی سے وہاں سوزش پیدا نہ ہو جائے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے منی کے اخراج کو تحریک ہوتی ہے۔ کیونکہ زیادہ دیر تک منی کا خارج ہونا اس کے مزاج کو خراب کر دیتا ہے اور وہ سرد ہو جاتی ہے جس سے اکثر حمل قرار نہیں پاتا۔ اگر قرار پا جاتا ہے تو نطفہ میں سردی غالب رہتی ہے جس کا اثر پچھ پر پڑتا ہے اور تمام عرودہ نقصان اٹھاتا ہے۔ جو لوگ زیادہ اسماک کی کوشش کرتے ہیں ان کی اولاد ہمیشہ دماغی اور جسمانی طور پر اکثر ناکارہ ہوتی ہے۔ اس لئے فطری اسماک سے زیادہ کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ فطری اسماک اچھی صحت پر خود بخود قائم رہتا ہے۔

یاد رکھیں لذت کو بڑھانے کے لئے غیر فطری اسماک کی کوشش کی جاتی ہے جس کا نتیجہ خونناک نکلا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عیاش لوگوں کی اولاد اکثر ناکارہ ہوا کرتی ہے۔ مذی کے خارج ہونے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ شہوت جب شروع ہوتی ہے تو اس سے نازہ کے اجزاء میں حرکت پیدا ہوتی ہے جس سے انتشار پیدا ہوتا ہے تاکہ جماع کے لئے آدہ ہو جائے۔ اس حرکت سے وہ گھٹی (غدد) دب جاتی ہے جو گردن مثانہ میں واقع ہوتی ہے اور اس کے دباؤ سے اس کی رطوبت (مذی) پہنچتی ہے۔

دوسری رطوبت وہ ہے جو پیشاب سے قبل اس راستہ کو لیسڈار کرنے کی غرض سے بہتی ہے، کیونکہ پیشاب کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور وہ زیادہ عرصہ تک گزرتا رہتا ہے۔ نیز اس میں تیزی بھی ہوتی ہے۔ ان وجہ سے مذکورہ بالا رطوبت کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ وہ اپنے لعاب کی وجہ سے پیشاب کی تیزی سے سوزش پیدا نہ ہونے دے۔ ودی کی پیدائش ایک گھٹی (غدد) سے ہوتی ہے جو گردن مثانہ کے قریب ہوتی ہے اور پیشاب کے خارج ہونے کے وقت دب جاتی ہے جس سے یہ رطوبت پہنچتی ہے۔ جب اس کی مقدار زیادہ ہو جاتی ہے تو غلیظ ہو جاتی ہے اور پیشاب کے بعد بھی بہتی ہے۔ بعض لوگ اس کو جریان منی خیال کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔

منی کی ماہیت

منی ایک گاڑھی سفیدی مائل رطوبت ہے جس میں ایک خاص قسم کی خوشگوار بو ہوتی ہے۔ اگر کپڑے پر لگ کر سوکھ جائے تو کپڑا آکر جاتا ہے۔ ظاہرہ دیکھنے میں اس کے دو اجزاء معلوم ہوتے ہیں۔ اوّل ایک رقیق سیال و مثل سفیدی بیضہ (الہیومن) کے ہوتا ہے۔ دوسرا غلیظ کچھ جمند سامادہ ہوتا ہے جیسے انڈے کی زردی کا قوام ہوتا ہے۔ اگر اس کو خوردبین کے نیچے دیکھا جائے تو رقیق سیال میں ذرات حرکت کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے چھوٹے چھوٹے کپڑے حرکت کر رہے ہیں۔ جس طرح ہتھیروں میں چھوٹے چھوٹے کپڑے دوڑتے نظر آتے ہیں۔ ان کو کرم منی (سپرے نوڈا) کہتے ہیں۔ ان کا ایک چپٹا بیضوی شکل کا سر اور ایک نہایت لمبی و تیلی اور مخروطی شکل کی سم معلوم ہوتی ہے۔ چونکہ ان میں تیز حرکت کی طاقت ہوتی ہے اس لئے اسی حرکت کے زور پر دوڑتے ہوئے بیضہ اٹلی تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ کرم منی

بھی خضیوں میں مٹی کے ساتھ ہی تیار ہو جاتے ہیں۔ کرم مٹی تقریباً تمام جانوروں کی مٹی میں پائے جاتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرار حمل کے لئے ان کا ہونا از حد لازمی امر ہے۔ جن لوگوں میں یہ کرم مٹی نہیں ہوتے ان کی اولاد نہیں ہوتی۔ اور جن لوگوں میں کرم مٹی کمزور یا کم ہوتے ہیں اولاد تو ان کی اولاد نکلتی ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو نہایت کمزور اور بیمار ہوتی ہے۔

یاد رکھیں کہ کمزور کرم مٹی کی حرکت بھی کمزور ہوتی ہے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ایک بار میں مٹی کا اخراج دو تولہ ہوتا ہے اور اس میں تقریباً دو کروڑ کرم مٹی ہوتے ہیں جو رحم میں دو ہفتوں تک آسانی سے زندہ رہ سکتے ہیں۔ اگر مٹیاں بیوی بالکل تندرست ہوں تو صرف ایک بار کی موصلت سے ہی حمل قرار پا جاتا ہے۔ جب حمل میں دیر ہوتی ہے تو یقیناً مرد یا عورت میں نقص ہوتا ہے۔

تحقیقات مٹی

اگرچہ مٹی کے مطابق کچھ تحقیقات ہو چکی ہیں مگر ابھی تک مکمل تحقیقات نہیں ہو سکی۔ کیونکہ اس کی ماہیت کے متعلق ابھی مکمل اطمینان نہیں ہو سکا۔ یہ حقیقت ہے کہ کیسادی اور حیوانی اعمال میں بڑا فرق ہے کیونکہ کیسادی امتحان میں عمل حیوانی کی حقیقت منکشف نہیں ہو سکتی۔ کیسادی امتحان سے صرف اسی قدر معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کے تجربہ و تحلیل کے بعد اس میں کیا کیا اجزاء پائے جاتے ہیں۔

وہ بیضی سرور لمبی دم والے اجسام جن کو کرم مٹی کہا جاتا ہے ان کے متعلق ابھی شبہ پایا جاتا ہے کہ آیا ان کو حیوانات ہی سمجھنا چاہیے یا وہ صرف حتم نباتات کی طرح ایک مادی شے ہیں۔ جدید عالمان علم وظائف اعضاء تقریباً سب کے سب اس امر پر متفق نہیں ہیں۔ جو محقق ان کو حیوانات تسلیم نہیں کرتے ان کا خیال ہے کہ اگر ان کو حیوانات تسلیم کر لیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ بیضہ بشر کو یا خون کے سفید و سرخ ذرات کو بھی حیوانات تسلیم نہ کر لیا جائے۔

اگر ان کی تیز رفتاری اور ایک دوسرے سے مقابلہ دوڑنا بھاگنا اور باہم ملنے جلنے کو ان کی حیوانی صفت کہا جاسکتا ہے تو پھر خون کے ذرات کی حرکات دیکھ کر بھی ان کو حیوانی اجسام تسلیم کرنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ حرکات محض خوردبین یا انسانی آنکھ کا دھوکا ہے۔ جیسے بارش و شعلہ جوالا اور فلم کی تیز حرکت آنکھ کے لئے دھوکا ہیں ہماری تحقیق یہ ہے کہ کرم مٹی درحقیقت حیوانی ذرات ہیں۔ جو خون کے سرخ ذرات میں نشو و ارتقاء سے زندگی حاصل کر لیتے ہیں۔ جیسے سرخ ذرات سفید ذرات سے بنتے ہیں۔ جہاں تک ذرات کی دوڑ بھاگ اور تیز رفتاری و مقابلہ اور باہم ملنے کا تعلق ہے یہ خون کے دوران حرکت اور اس میں الیکٹریسیٹی کی وجہ سے ہے اور اس میں کیسادی طور پر کشش قائم ہے۔ اس کا طبعی نتیجہ ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کرم مٹی میں ذاتی حرکات پائی جاتی ہیں۔ اس کا تغذیہ اور تخمینہ اور تعریف جسم کلی طور پر آزاد ہے۔ ان کے برعکس خون کے ذرات بغیر گردش خون کے اپنی نشو و ارتقاء قائم نہیں رکھ سکتے۔ ان کے رنگوں میں سفیدی و سرخی اور زردی تبدیلیاں خود ان کی زندگی پر دلالت کرتی ہیں۔

مردانہ امراض میں اصول علاج

مردانہ امراض کا تعلق ظاہر میں اعضاء مخصوصہ مردانہ کے ساتھ ہے۔ اس لئے علاج میں ان کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ لیکن جمہور حکماء نے تمام اعضاء جسم کو مد نظر رکھنے کی تاکید کی ہے جس پر ان کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ مٹی خون سے بنتی ہے اور اعضاء مخصوصہ کا تغذیہ بھی خون سے ہوتا ہے اور خون تمام جسم کی مشترکہ کوشش سے بنتا ہے۔ اس لئے مردانہ امراض کے علاج میں اول اعضاء جسم کی صحت اور صالح خون کی پیدائش سے شروع کرنا چاہیے۔ تاکہ صحت مند مٹی تیار ہو اور اعضاء مخصوصہ مردانہ کو مکمل غذا حاصل ہو۔ گویا قوت مردانہ کا دار و مدار

صحت مند مٹی پر ہے جو صالح خون سے پیدا ہوتی ہے۔ جب صحت مند مٹی پیدا ہوگی تو لامحالہ اعضائے مخصوصہ مردانہ بھی صالح خون سے تغذیہ حاصل کر کے صحت مند ہوں گے۔

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ مٹی نہ صرف جو ہر خون ہے بلکہ جو ہر انسان ہے اس لئے اس کی پیدائش تندرست انسان ہی میں ہو سکتی ہے۔ جہاں انسانی تندرستی میں خرابی واقع ہوگی وہاں پر مٹی (جو ہر انسان) کی پیدائش خراب واقع ہوگی اور اس کے امراض بھی ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے مردانہ امراض کے علاج میں اول صحت کا ہونا ضروری ہے۔

مٹی کے امراض کی تقسیم

ظاہر میں مٹی کے دو ہی قسم کے امراض ہیں۔ اول پیدائش مٹی میں خرابی جو صحت جسم کی خرابی پر منحصر ہے۔ دوسرے تصرف مٹی جس کا تعلق اخراج مٹی سے ہے۔ عام طور پر امراض مردانہ انہی کو کہا جاتا ہے جن میں تصرف مٹی میں کی بیشی واقع ہوتی ہے۔ اگر پیدائش مٹی کے ساتھ تصرف مٹی میں اعتدال برتا جائے تو نہ صرف انسان مردانہ امراض سے بچا رہتا ہے بلکہ اس کا جسم بھی صحت مند رہتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ انسان ایکس برس سے بچپن برس تک مکمل بالغ ہو جاتا ہے لیکن اس میں زمانہ بلوغت تقریباً سولہ ستر برس سے شروع ہو جاتا ہے۔ تو جوانی کے زمانے میں جسم کے اندر ایک غیر معمولی جوش و شوق اور لذت و لطف پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے ہرگز و پٹھے اور گوشت میں احساسات کی شدت ہو جاتی ہے۔ ماحول کی ہر رنگینی اور سریلی آواز اس پر اثر انداز ہوتی ہے۔ گھر کے اندر اور باہر وہ ہر رنگین آواز کو سنتا ہے۔ اس کے اندر قہقہے ہو کر اس کو بہت حد تک بے خود بنا دیا ہوتا ہے۔ وہ بے تحاشا لذت و لطف اور شوق کی طرف لپکتا ہے۔ اس زمانے میں اس کی گمرانی کی بے حد ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ غلط قدم نہ بھی اٹھائے تو پھر بھی ماحول سے ضرور متاثر ہو جاتا ہے۔ اس طرح کچھ نہ کچھ وہ مردانہ امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔

ان دنوں نوجوانوں کی ان امراض کی شدت سے کوئی طریقہ بچاؤ کا ہو سکتا ہے تو وہ تقویٰ و پرہیزگاری اور خوف خدا ہے جو تنہا ہیوں میں بھی اس کی مدد کر سکتا ہے اور اس کے علاوہ ایک متوازن غذا جو اس عمر کے لئے ضروری ہے یعنی اعصابی غذی (ترگرم) گویا ہر غذا میں رطوبت کا درجہ غالب ہو۔ سردانغذیہ زیادہ نہیں دینی چاہئیں۔ کیونکہ اول تو وہ خشکی کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ دوسرے نشوونما اور ارتقاء میں خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

جن نوجوانوں میں تقویٰ و پرہیزگاری اور خدا ترسی کی تعلیم نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی ان کی اغذیہ کو متوازن بنایا جاتا ہے، ان کے جسم لذت و لطف اور شوق و جذبات سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔ ایسے نوجوان تھوڑے سے عرصہ میں قانونی مجرم بن جاتے ہیں۔ اگر ظاہری طور پر قانون سے بچے رہتے ہیں تو اپنی جوانی کو برباد کر لیتے ہیں۔ بس یہی لوگ ہیں جو مردانہ امراض کے زیادہ مریض ہوتے ہیں اور معالجین کو کامیاب علاج کے لئے دولت کا لالچ دے کر اکساتے رہتے ہیں جو دن رات مردانہ امراض اور قوت کے نشوں کی تلاش کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ ادنیٰ ادنیٰ اور دیات جو کوڑیوں کے مول بکتی ہیں انتہائی مفید و مقوی اور تریاق و اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ بلکہ صرف خدا کو صحیح اور متوازن کر دیا جائے تو اس قدر قوت پیدا ہوتی ہے کہ برداشت سے باہر ہو جاتی ہے۔ شرط یہ کہ معالجین حقیقت مرض سے آگاہ ہوں۔ ان حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ مردانہ امراض میں پیدائش مٹی اور تصرف مٹی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

منی قوت کا ایک راز ہے

منی جو ہر خون انسان جسم انسان میں قوت کا ایک راز ہے۔ جن لوگوں میں منی کی پیدا کُش بہت زیادہ ہوتی ہے ان کے دل و دماغ و جان بلکہ جذبات و روح میں بھی بے انتہا قوت ہوتی ہے۔ جاننا چاہیے کہ جو مواد جسم میں جس مقام پر بنتا ہے وہ نہ صرف اس مقام کو قوت دیتا ہے بلکہ جس جگہ سے گزرتا ہے وہاں پر بھی انتہائی قوت کا باعث ہوتا ہے۔ مثلاً ترشی جو طحال میں تیار ہوتی ہے کیسیاوی طور پر جب دل میں شریک ہوتی ہے تو عضلات و معدہ اور دل و پھیپھڑوں کے لئے انتہائی مقوی بلکہ محرک اور اس کی انتہائی سوزش کا باعث ہوتی ہے اور اسی طرح صفراء کی زیادتی خود جگر کے علاوہ جب کیسیاوی طور پر خون میں شریک ہوتی ہے تو وہ جسم کی غدود و گردوں پر اور امعاء و اعصاب میں مقوی و محرک اثر کرتی ہے۔ یہی صورتیں جسم انسان کی دیگر کیسیاوی رطوبات اور مواد کی ہیں جو خون میں شریک ہوتی ہیں یا وہاں سے اخراج پاتی ہیں تو اپنے مقوی اور محرک اثرات جسم میں چھوڑ جاتی ہیں۔ ان میں مزہ کا لعاب و معدہ کی رطوبت اور لہلہ اور امعاء کی رطوبت خاص طور پر غیر نالی دار غدود کی رطوبات اپنے خاص خاص اثرات و افعال اور مقوی و محرک صورتیں پیدا کر دیتی ہیں۔

بالکل اسی طرح منی خصیوں میں تیار ہوتی ہے پھر یہ جو ہر خون میں شامل ہو کر خزائن جنسی میں غشائی قسم کی تھیلیوں میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ جہاں یہ خصیوں کو طاقت دیتا ہے اور خصیتیں کی تھیلیاں جن مفرد اعضاء کے غشاء میں تیار ہوتی ہیں ان میں تحریک کے بعد ان کے ذریعہ تمام جسم کے ان مفرد اعضاء کو تقویت کا باعث ہوتا ہے اور پھر جب یہ تھیلیاں منی سے بھر جاتی ہیں تو اس کا کچھ حصہ کیسیائی طور پر خون میں ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ جو ہر تیار تو خون سے ہوتا ہے لیکن جب جو ہر کی صورت میں خصیوں کے اندر تیار ہو کر خون پر اثر انداز ہوتا ہے تو پھر بدن پر اثر انداز ہو کر ایک خاص قسم کا غیر معمولی جوش بے خودی کی ملی جلی کیفیات پیدا کر دیتا ہے جس سے انسان کو ناقابل بیان لذت و لطف اور شوق و جذبات کے احساسات میں تحلیل ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسم بلکہ عضو میں بجلی دوڑ رہی ہے۔ سو کہ سال سے لے کر بیس سال تک اکثر تندرست لوگوں نے ایسا محسوس کیا ہوگا۔ اسی وقت سے جوانی کی ابتدائی ہوتی ہے اور اسی برقائی خون سے اعضاء کی انتہائی تحلیل ہوتی ہے جو بڑھاپے تک جوانی کو قائم رکھتے ہیں۔ مگر جو جوان شدید لطف و لذت اور انتہائی شوق و جذبات کے احساسات سے مغلوب ہو کر اس جو ہر کو کثرت سے خارج کرتے رہتے ہیں اور طبیعت مدبرہ بدن اس ضرورت کے لئے اس کی کو پورا کرنے کے لئے خون سے یہ جو ہر تیار کر کے تھیلیوں کو پر کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے تاکہ جسم کی ضرورت پوری ہوتی رہے۔

منی کا اخراج زیادہ سے زیادہ جائز اور ناجائز طور سے جاری رہتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نو جوان کی مکمل نشو و ارتقاء خصوصاً ذہنی اور روحانی قوت اپنی تکمیل کو نہیں پہنچتی جس کا نقصان اس کی ذات و خاندان اور ملک و قوم بلکہ بنی نوع انسان کو پہنچتا ہے۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ افسوس اکثر لوگ خصوصاً فرنگی دنیا اس سے واقف نہیں ہیں۔ یہ لذت و لطف اور شوق و جذبات کے احساسات اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتے جب تک جنسی مسائل کا حل تلاش نہ کیا جائے اور یہ صرف مذہب کی تعلیم سے حاصل ہو سکتا ہے اس میں تقویٰ عمل صالح انتہائی لازم ہیں۔

طب یونانی اصولی طریق علاج ہے

طب یونانی اصولی قوانین کا ایک مجموعہ ہے جس کو انگریزی میں سسٹمٹک لاء (Systematic Laws) کہتے ہیں، جن میں قانون فطرت نیچرل لاء (Natural Laws) سے ہم آہنگی پیدا کی گئی ہے۔ طب یونانی کی یہ خوبی فرنگی طب تو کیا دنیا کی کسی طب میں بھی نہیں پائی جاتی۔ یہی اس کے مکمل اور کامیاب طریق علاج کی دلیل ہے۔ طب میں جس قدر قوانین ہیں ان کو تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔

ہے اور بالکل سفید پھر مٹی بن جاتا ہے۔

ماڈرن سائنس کی تحقیق

اس امر کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ مٹی تمام اعضاء میں بنتی ہے۔ مثلاً تمام دماغ کو چھان مارو کوئی ساخت اس میں نظر نہیں آئے گی جس سے مٹی کا بننا ممکن ہو سکے۔ اسی طرح جگر اور دل میں کوئی ساخت دکھائی نہیں دیتی جو مٹی بنانے کا کام دے سکے۔ متقدمین نے چونکہ نشوونما جنین کے مختلف مدارج کی حقیقت نہیں سمجھی اور جب انہوں نے دیکھا کہ مٹی سے سارا بدن بنتا ہے تو انہوں نے یہ قیاس لگایا کہ مٹی ہر عضو سے آتی ہے اور اسی لئے سارے اعضاء بنتی ہے۔ لیکن ایک بات محققین سکما نے بہت ٹھکانے کی کہی ہے جس کے حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں کہ کان کے پیچھے جو غدود ہیں اگر ان کو کاٹ دیا جائے اور ان میں ورم واقع ہو جائے تو خضہ بھی بیمار ہو جاتا ہے۔ بہر حال خواہ اس میں کیسا ہی تعلق کیوں نہ ہو متقدمین نے مشاہدے پر زور نہیں دیا بلکہ محض قیام لیا ہے۔ انہوں نے لاش کو چیر کر ان دو رگوں کو چیر کر دیکھنے کی تکلیف گوارا نہیں کی جن کے ذریعہ بقول ان کے مٹی دماغ سے نکل کر خضوں میں جاتی ہے۔ حقیقت میں معائنہ سے کوئی ایسی رگیں دکھائی نہیں دیتیں اور نہ گل اعضاء میں مٹی بننے کا کارخانہ ہے۔

ماڈرن سائنس کا جواب

جب یہ حقیقت ہے کہ مٹی خون سے بنتی ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مٹی خصیتین میں بنتی ہے تو یہ کیسے سمجھ لیا جائے کہ مٹی جسم کے تمام اعضاء میں بنتی ہے۔ حکمائے متقدمین اور تاریخین میں سے کسی نے یہ تسلیم نہیں کیا کہ مٹی خضوں کی بجائے تمام اعضاء میں بنتی ہے۔ تمام اعضاء سے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنی رطوبات یا اپنے ان اجزاء کو جن کو وہ تیار کرتے ہیں مٹی شامل کرتے ہیں جو بذریعہ خون شامل ہوتے ہیں۔ اس کے ثبوت میں ایسے اعضاء کو پیش کیا جا سکتا ہے جو کمزور اور مریض ہیں۔ بچے پر بھی ماں باپ کے کمزور اور مریض اعضاء کا اثر ہوتا ہے۔ کیا اس حقیقت سے فرنگی طب یا ماڈرن میڈیکل سائنس انکار کر سکتی ہے۔

جہاں تک ان دو رگوں کا تعلق ہے جو کان کے نیچے سے ملی ہوئی ہیں اور نخرع کے ساتھ ملی ہوئی اترتی ہیں کہ جن میں خیر مایہ اور جزو اعظم نازل ہوتا ہے۔ جس کو ہضم رابع کا فضلہ کہا گیا ہے۔ اس کا مہرہ تعلق خضوں کے ساتھ ہے اور اس کو ماڈرن سائنس تسلیم کرتی ہے کہ اگر وہاں کی غدود متورم ہو جائیں تو خصیتین بھی متورم ہو جاتے ہیں۔ ہم نے بھی اپنی تحقیقات میں یہ ثابت کیا ہے کہ تمام جسم کے غدود کا باہمی ایسا ہی تعلق ہے اور اس حقیقت سے بھی ماڈرن سائنس انکار نہیں کر سکتی کہ خون کی تشکیل ان رطوبات اور افراز سے ہوتی ہے جو جسم کی مختلف نالی دار غدود سے ترشہ پا کر اس میں شامل ہوتے ہیں۔ جسم کے جس مقام کے یہ غدود کمزور یا مریض ہو جائیں ان کی رطوبات خون میں شریک نہیں ہوتیں یا زیادہ ہوتی ہیں۔ ان کا اثر مرد کی مٹی کی تشکیل پر پڑتا ہے۔ بس یہی وہ مٹی کا تصور ہے جو حکماء پیش کرتے ہیں۔

یہاں دو باتیں اور بھی قابل غور ہیں۔ اول جسم میں خون کی تشکیل ان افرازات سے ہوتی ہے جو غدود سے ترشہ پاتے ہیں۔ تمام جسم کے نالی دار غدود ہی ایسی فیکٹریاں ہیں جن کے اندر کیسیاوی طور پر رطوبات اور افرازات تیار ہوتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی غدود پوری طرح کام نہیں کرتا اور اس میں رطوبات اور افرازات تشکیل پا کر ترشہ نہیں پاتے تو خون میں ایک خاص قسم کی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے جو مرض کی صورت میں نمودار ہوتی ہے اور جسم کے بڑے بڑے غدود جیسے جگر، گردے، دل، ہڈی وغیرہ کے افعال سے ظاہر ہوتا ہے۔

دوسری یہ بات یاد رکھیں کہ جب کسی غدود میں کیسیاوی طور پر کوئی رطوبت یا افراز تیار ہوتا ہے تو اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ غدود

قوانین کل: ایسے قوانین جن کا تعلق کائنات اور زندگی کی فطرت کے ساتھ ہے، جیسے امور طبیہ وغیرہ جو سات ہیں: (۱) ارکان (۲) مزاج (۳) اخلاط (۴) اعضاء (۵) ارواح (۶) قوی (۷) افعال۔

طب کا دعویٰ ہے کہ اگر ان میں سے ایک کو بھی نظر انداز کر دیا جائے تو زندگی قائم نہیں رہتی۔ بہت بڑی حیرت کی بات ہے کہ فرنگی طب میں اول تو قوانین کل ہی نہیں ہے۔ دوسرے امور طبیہ کا تو بالکل ذکر نہیں ہے۔ ان دونوں باتوں پر جراثیم نے قبضہ کر لیا ہے۔

قوانین عمومی: ایسے قوانین ہیں جن کا تعلق انسانی جسم کی حقیقت اور اس کے افعال کے ساتھ ہے۔ اس سے انسانی صحت و مرض کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔

قوانین خصوصی: ایسے قوانین ہیں جن کا تعلق انسانی جسم کے کسی ایک عضو کے ساتھ ہے۔ گویا ہر مریض کے علاج میں ایک حکیم کے سامنے تینوں اقسام کے قوانین ہوتے ہیں۔ پھر وہ علاج کی طرف جرأت کرتا ہے۔ مگر فرنگی طب نے علاج باعلامات کی ایسی عطایا نہ رسم ڈال دی ہے جس سے علم و فن تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔

علاج باعلامات کے معنی یہ ہیں جس علامت کی مریض شکایت کرتا ہے اس کو دور کر دو یعنی سر میں درد ہے تو اسپرودے دو، جسم میں کہیں سوزش و درم کا درد ہے تو مارفیا کا انجکشن لگا دو، گویا ہر علامت کے لئے دو مقرر کر دی ہے۔ اس طرح نہ تو معالج تمام جسم کی عمومی صورت کو مد نظر رکھتا ہے اور نہ ہی خصوصی اعضاء پر غور و فکر کرتا ہے اس کے سامنے تو صرف علامات کا دور کرتا ہے۔ یعنی مرض کو دبا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرنگی طب سے مریض اچھے نہیں ہوتے اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں یا غلط اپریشن کر کے ان کو ختم کر دیا جاتا ہے۔

فرنگی طب میں اپریشن (چر بھاج) کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر خوفناک علاج کوئی نہیں ہے۔ کلوروفارم سے جو اموات واقع ہوتی ہیں ہم ان کا ذکر نہیں کرتے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ گلے گردوں کی پتھری اور آستیں کاٹی جاتی ہیں۔ کیا اس طرح مرض رافع ہو جاتا ہے۔ ہرگز نہیں! وقتی طور پر ضرور چھٹکارا مل جاتا ہے۔ لیکن جسم کے اندر عمومی و کیسیادی اور خصوصی و عضوی جو صورت پیدا ہو چکی ہوتی ہے وہ اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ وہ گلے کی تکلیف کو قائم رکھتی ہے۔ پتھری پھر پیدا ہو جاتی ہے اور آنتوں میں پھر درم پیدا ہو جاتا ہے۔ فرنگی ڈاکٹر تمام جسم کے عمومی عناصر کی اہمیت کو نہیں سمجھتا ہے اور مفرد اعضاء (ٹشوز) کے باہمی تعلق سے تو بالکل واقف نہیں ہوتا لیکن اپنی ناکامیوں پر فخر کرتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی فرنگی طب نے علاج میں ایک بہت بڑی خرابی پیدا کر دی ہے اس نے "واحد دوا، برائے مخصوص مرض" (One Medicine For One Disease) کا سلسلہ قائم کر دیا ہے۔ مرض کے لئے تو یہ دوا ہو نہیں سکتی، البتہ کسی علامت کو دبانے کے لئے ہو سکتی ہے۔ جیسے لیریا کے لئے کوئین۔ جب وہ دوا پورے طور پر کام نہیں کرتی اور ناکام ہو جاتی ہے تو اور دوا پیش کر دی جاتی ہے۔ اس کا نام ریسرچ اور ترقی رکھ لیا گیا ہے۔ لیکن وہ اپنی ناکامیوں اور سائنس ریسرچ کی خرابیوں کو بھول جاتے ہیں کہ ہر نئی دوا جس کو یقینی خیال کیا جاتا ہے جب تھوڑی مدت میں ناکام ہو جاتی ہے تو اور کوئی نئی دوا پیش کر دی جاتی ہے۔ ہر دوا اہمیت بڑی تعریفوں اور اعتماد کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔ مگر تھوڑے عرصہ میں بہت بری طرح ناکام ہو جاتی ہے۔

یہ سب کچھ اس لئے لکھا گیا ہے کہ فرنگی طب کی غیر سائنسی اور عطایا نہ صورتیں طب یونانی کے علاج میں بھی پیدا ہو گئی ہیں اور یہی دونوں صورتیں جن کا ذکر فرنگی طب کی خرابیوں میں کیا گیا ہے۔ یعنی اول تو ان میں طبیہ کو دیکھے بغیر علاج کرنا اور دوسرے کسی مرض یا علامت کے لئے کسی مخصوص دوا کو اکسیر و تریاق اور شفا خیال کر لینا، یہ دونوں صورتیں بالکل غلط ہیں۔ انہی علاج کی صورتوں کو دیکھ کر بجائے فرنگی طب کے

طب یونانی کو عطائی کہا گیا ہے۔

مردانہ امراض میں غلط فہمی

طب یونانی میں فرنگی طب کی نقل میں جو عطائی یا نہ اور غیر سائنسی علاج کی صورتیں پیدا ہو گئی ہیں وہ مردانہ امراض خصوصاً جنسی امراض میں بہت زیادہ اثر انداز ہیں۔ مثلاً یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ جریان و احتلام اور سرعت انزال گرمی اور خون میں تیزی کے امراض ہیں۔ ان میں ٹھنڈی دوائیں استعمال کرائی جاتی ہیں۔ جب مردات مثلاً شراب نشے وغیرہ سے کام نہیں لگتا تو مسکنات جیسے سبوس اسپنول اور تخم ریحان جیسی ادویات استعمال کرتے ہیں۔ جب ان سے بھی مقصد پورا نہیں ہوتا تو مخدرات جیسی زہریلی ادویات استعمال کرنے میں بھی کسر نہیں چھوڑتے جیسے ہنگک، اجوائن خراسانی، المیون اور دھتورہ وغیرہ۔ لیکن جب ان تمام مردات و مسکنات اور مخدرات سے بھی آرام نہیں آتا تو حیران ہوتے ہیں۔ آخر جریان و احتلام اور سرعت انزال کا علاج کیا ہے؟ راز کی بات یہ ہے کہ اگر بغیر اصولی علاج اور ان ادویات اور اغذیہ سے ان امراض کا علاج ہو جاتا تو ان امراض و علامات کے لئے مجربات کی تلاش ختم ہو جاتی۔ لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ یہ اصولی علاج نہیں ہے۔ اسی طرح ضعف باہ سردی اور خون میں جوش کی کمی کا مرض سمجھ لیا گیا ہے اور بغیر کسی اصول کے مقوی اغذیہ اور ادویات کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ جیسے علوہ جات و حریرہ جات اور بھنے ہوئے گوشت و اندھے وغیرہ۔ جب ان سے طاقت نہیں آتی تو کشتہ جات و مہنات تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پھر جب مریض ان کے کھانے کے بعد اپنے آپ کو اور زیادہ نامرد پاتا ہے تو سکھیا و کچلاہ اور ہڑتال و شگرف وغیرہ زہروں کو استعمال کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ جب اس طرح بھی مقصد حاصل نہیں ہوتا تو سمجھ لیتا ہے کہ اس کے مرض کا علاج ہی نہیں ہے۔ حکماء و اطباء کے پاس چکر لگانا شروع کر دیتا ہے کہ شاید ان کے پاس سے کوئی مجرب نسخہ ہاتھ آ جائے اور اس کی نامردی دور ہو جائے۔ مگر وہاں بھی ناکام رہتا ہے۔

یہی حال ان اطباء اور حکماء کا ہے جو بغیر اصول کے مخصوص مجربات ادویہ سے علاج کرتے ہیں اور اکثر ناکام رہتے ہیں اور ان کے مریض بھی ایک حکیم اور کبھی دوسرے حکیم کے در کی خاک چھانٹتے ہیں۔ کیونکہ فرنگی ڈاکٹروں کے پاس اول تو مردانہ اور جنسی امراض کا علاج ہی نہیں ہے اور اگر ہے تو عطائی یا نہ علاج ہے۔ کسی کو آرام آ گیا تو آ گیا اور نہ مریض ہمیشہ ناکام اور نامردی رہتا ہے۔

ان حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر کہنہ اور پیچیدہ مرض کا یقینی اور بے خطا بلکہ شرطیہ علاج وہی ہے جو اصولی قوانین کے تحت کیا جائے۔ مجربات کی اہمیت مسلمہ ہے مگر وہ بھی اصولی قوانین کے تحت کام کرتے ہیں۔ اس لئے کتب اور قرابا دیوں میں جو مجربات ہیں اکثر صحیح بلکہ یقینی اور بے خطا ہیں۔

مردانہ امراض کی تقسیم

شیخ الرئیس حضرت بوعلی سینا فرماتے ہیں کہ ضعف باہ کی دو وجوہ ہیں: (۱) شہوت کا ضعف ہو جانا۔ (۲) عضو خاص کا ڈھیلا ہو جانا۔ جس کے اسباب و علامات اس طرح بیان کئے ہیں:

❖ ضعف شہوت: گاہے اس لئے پیدا ہو جاتا ہے کہ بدن ضعیف اور اس کی غذا کم ہو جاتی ہے۔

❖ علامات: بدن خشک لاغر اور لمبا طاقت و فعل ضعیف ہو جاتا ہے۔ بدن کارنگ زرد ہوتا ہے۔ غذا کی کمی ہوتی ہے۔

❖ ضعف شہوت مٹی کی کمی یا عدم موجودگی سے ہوتا ہے۔

علامات: جب منی خارج ہوتی ہے تو اس کی مقدار قلیل ہوتی ہے۔

✿ اگر کسی منی کی وجہ اعضائے منی کی سردی ہوگی تو اس کی علامت یہ ہے کہ منی جمی ہوئی ہوتی ہے اور بے شکل خارج ہوتی ہے۔

✿ اگر قلت منی کا سبب اعضائے منی کی گرمی ہوگی تو علامت یہ ہے کہ منی غلیظ ہوتی ہے اور با آسانی خارج ہوتی ہے۔

✿ اگر قلت منی کا سبب اعضائے منی کی تری ہو تو علامت یہ ہے کہ منی رقیق ہوتی ہے۔

✿ اگر قلت منی کا سبب دو کیفیتوں کا اکٹھا ہونا ہو تو مذکورہ علامات مرکب ہوں گی۔

✿ ضعف شہوت اس وجہ سے ہوتا ہے کہ منی میں سکون ہو جاتا ہے۔ اس کی حرکت کم ہو جاتی ہے جس سے قوت شہوانی میں پیمان اور جوش پیدا ہوتا ہے۔

✿ ضعف شہوت اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ اختیار طوری طور پر یا کسی مجبوری سے جماع چھوڑ دیا جائے تو نفس اسے بھول جاتا ہے اور اعضائے منی اس سے اعراض کر لیتے ہیں اور طبیعت منی پیدا کرنے کا اہتمام چھوڑ دیتی ہے۔ جس طرح دودھ چھوڑ دینے والی عورت میں طبیعت دودھ پیدا کرنا چھوڑ دیتی ہے۔

علامات: مریض نے مدت سے اسے ترک کر دیا ہوگا، اور اس کے دماغ میں جماع کا خیال نہ آتا ہوگا۔

✿ ضعف شہوت کی وجہ محض ذاتی رائے ہوتی ہے۔ مثلاً زاہد اور محنت یا اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مریض کے دل میں یہ بات پہلے سے جمی ہوتی ہے کہ عضو میں انتشار نہیں ہوتا۔ خصوصاً اگر کسی موقعہ پر ایسا واقع ہو چکا ہوگا ہے ان فاسد خیالات کی مدد ایک دوسرے وہی خیال سے ہوتی ہے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے اور قوت رجحان اور جماع کی طاقت جادو سے دور کر دی گئی ہے۔

✿ ضعف شہوت ضعف قلب سے ہوتا ہے۔

علامات: تمام بدن کی حرارت کمزور ہو جاتی ہے۔ نبض نرم اور ضعیف ہوتی ہے۔

✿ ضعف شہوت کی وجہ قلب کی غیر معمولی گرمی ہوتی ہے۔

علامات: خفقان اور پیاس ہوتی ہے۔

✿ ضعف شہوت ضعف معدہ اور ضعف جگر سے پیدا ہوتا ہے۔

علامات: بھوک کم لگتی ہے، ہضم خراب ہوتا ہے، معدہ اور جگر میں ضعف کی علامات پائی جاتی ہیں۔

✿ ضعف شہوت ضعف دماغ سے پیدا ہوتا ہے۔

علامات: اس خاص قسم میں حواس مکدر و پریشان ہوتے ہیں۔ تمام حرکتیں سست ہوتی ہیں۔

✿ ضعف شہوت کی وجہ گردوں کا ضعف اور ان کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ کیونکہ شیخ کی رائے ہے کہ منی کا خمیر دماغ سے حرام مغز کی طرف پھر حرام مغز سے گردوں کی طرف پھر گردوں سے ان رگوں کی طرف پھر ان سے خصیوں کی طرف آتا ہے۔

علامات: گردوں کے ضعف اور ان کی بیماریوں میں لازمی طور پر منی کا مزاج متعید ہوتا ہے۔

✿ استرخاء آلہ (عضو مخصوص کا ڈھیلا ہونا) کا باعث بھی ضعف بدن ہوتا ہے۔

علامات: بدن لاغر اور کمزور ہوتا ہے۔

✿ عضوی سستی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مریض عرصہ تک جماع سے رک جاتا ہے، بقرطاب کا قول ہے کہ کام کرنا فریہ کرتا ہے اور بیکاری لاغر کر دیتی ہے۔

عضوی سستی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اس کے بدن میں ریح کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔

علامات: بدن قوی اور اعضاء سالم ہوتے ہیں۔ بدن میں حرارت اور ریح نہیں ہوتے۔ ریح انگیز دواؤں یا غذاؤں سے فائدہ ہوتا ہے۔ جماع کے وقت مٹی بکثرت خارج ہوتی ہے۔ انتشار بالکل زائل و معدوم نہیں ہوتا۔ اگر عدم ریح عدم حرارت سے ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ انتشار بھوک کے وقت اور غذا سے خالی ہونے کے وقت زیادہ ہو جاتا ہے۔ نیز حرارت کے بعد اور گرم دواؤں کے استعمال کے بعد انتشار قوی ہوتا ہے اور اگر ریح کے نہ ہونے کی وجہ عدم رطوبت ہو تو اس کی علامت یہ ہے کہ انتشار کھانے پینے کے بعد زیادہ ہوتا ہے۔

عضوی سستی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ عضو کے اعصاب سرد ہو جاتے ہیں اور ان میں فائج پیدا ہو جاتا ہے۔

علامات: مٹی کی مقدار زیادہ اور قوام رقیق ہوتا ہے اور بغیر انتشار کے با آسانی خارج ہوتی ہے اور سردی میں فائج پیدا ہو جاتا ہے۔ مٹی کی مقدار زیادہ اور قوام رقیق ہوتا ہے اور بغیر انتشار کے با آسانی خارج ہوتی ہے اور سردی میں فائج پیدا ہو جاتا ہے۔

خاص کی حس و حرکت کمزور یا بالکل کمزور یا بالکل زائل ہو جاتی ہے۔ نیز بالکل دبلا و لاغر ہو جاتا ہے۔ اگر یہ مرض دیرینہ ہو گیا ہو اور عضو پتلا اور ضعیف ہو گیا ہو تو یہ لا علاج ہے اور اگر عضوی حس و حرکت ضعیف نہ ہو اور عضولا غر و کمزور اور سرد پانی سے سکر جاتا ہو تو اس کا وہی علاج ہے جو فائج میں کیا جاتا ہے۔

شیخ الرئیس پہلی سینا نے ضعف باہ کی دو وجہ بیان کی ہیں جن کو ہم بیان کر چکے ہیں: (۱) شہوت کا ضعیف ہو جانا۔ یعنی اس کی رغبت کا ضعیف ہو جانا جو جماع کا باعث ہوتی ہے۔ (۲) عضو خاص (نازہ) کا ڈھیلا ہو جانا۔ یعنی عضو خاص کی ایسی حالت ہونا جس سے عضو جماع کے وقت نہ حرکت کرتا ہے اور نہ اس میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ انتشار اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ علیہ جو فہ (جوف دار یا نالی دار و نادر) طول و عرض میں رگوں کی غلیظ ریح سے اور روح حیوانی سے پھیلتا ہے۔ روح حیوانی اس شہوانی قوت کی وجہ سے جذب ہو کر آتی ہے جو لذت پیدا کرتی ہے۔ پس جو عضو خاص ڈھیلا ہو جاتا ہے وہ نہ تو پھیل سکتا ہے اور نہ اس میں انتشار پیدا ہو سکتا ہے۔ (علامہ نفس)

شیخ الرئیس کی وجہ ضعف کی تشریح

پہلی وجہ میں شیخ الرئیس نے شہوت کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے جس کو علامہ نفس نے رغبت کا ضعیف کہا ہے۔ شیخ الرئیس اور علامہ نفس اس وجہ کو مٹی کی خرابی بھی لکھ سکتے تھے یا خون کے کمیائی تغیرات بھی کہا جا سکتا ہے۔ یعنی خون کے اخلاط کیفیات اور مزاج میں خرابی کا پیدا ہونا۔ مگر جو کچھ شیخ الرئیس بیان کرنا چاہتے ہیں وہ صرف مٹی اور خون کی خرابی سے بیان نہیں ہو سکتا۔ شیخ کا مقصد یہ ہے جو فہ ایک انسان کھاتا ہے، اس سے لے کر خون کے بننے تک اور خون سے لے کر مٹی کے بننے تک بلکہ مٹی بننے سے لے کر شہوت اور رغبت کے پیدا ہونے تک جو کمیادی و خلطی اور کیفیاتی و روحانی تغیر پیدا ہوتے ہیں وہ سب شہوت اور رغبت کے ضعف میں شریک ہیں۔

اس حقیقت اور تشریح سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ شیخ الرئیس کس قدر بلند اور گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح دوسری وجہ میں عضو خاص کا ڈھیلا ہونا بیان کیا ہے۔ اس میں اعصاب کی خرابی کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی گوشت کے ڈھیلے ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ بلکہ صرف عضو خاص کا ذکر کیا گیا ہے۔ عضو خاص کوئی مفرد عضو نہیں ہے بلکہ مرکب عضو ہے۔ جس میں اعصاب کے ساتھ عضلات اور غدہ بھی شریک ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ ایک مرکب عضو بنتا ہے۔

قوت اور جسم انسانی

قوت اور جسم انسانی لازم و ملزوم حقیقتیں ہیں۔ بغیر قوت کے جسم کا تصور نہیں ہو سکتا اور بغیر جسم کے قوت کا وجود ایک ناممکن امر ہے۔ جاننا چاہیے کہ قوتی دو قسم کے ہیں: اول مفرد قوتی جن کا اظہار کسی ایک صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ دوسرے مرکب قوتی، ایسی صورتیں جن کا اظہار کئی قوتوں کے ملنے سے ظاہر ہوتا ہے۔

مفرد قوتوں کی مثال: قوت طبعی و قوت نفسانی اور قوت حیوانی ہیں۔ جن کا تعلق بالترتیب منکر و نعرہ، دماغ و اعصاب اور قلب و عضلات ہیں۔

مرکب قوتوں کی مثال: قوت مدبرہ بدن جس کی حکومت تمام جسم پر ہے۔ یہ قوت طبعی و قوت نفسانی اور قوت حیوانی سے مرکب ہے۔ اسی کو روح طبعی بھی کہتے ہیں۔ اس کا حاصل خون ہے۔

قوت مدافعت: جس کی حکومت کسی مفرد عضو میں پائی جاتی ہو اس کو قوت مدافعت (ایمنٹی) بھی کہتے ہیں۔

اسی طرح تسنیم و تصفیہ خون تغذیہ و تخمیر جسم اور مولدہ مصورہ تمام قوتیں مرکب ہیں۔ انہی کے تحت نظام ہوائی، نظام دموئی، نظام ہاضمہ، نظام بولیہ وغیرہ سب مرکب قوتی کے تحت کام کرتے ہیں۔ کسی ایک عضو کا فعل نہیں ہے۔ بالکل انہی کی طرح قوت مردانہ بھی مرکب قوتوں کے تحت کام کرتی ہے۔ اس میں کسی واحد قوت یا واحد عضو کا کام نہیں ہے۔ اس لئے اس نطفہ نبوی کو دور کر دینے سے کسی ایک عضو کو درست کر دینے سے مردانہ قوت پیدا ہو جائے گی۔ یا کوئی ایک مقوی باہ دوا ہر قسم کی قوت مردانہ کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ بلکہ بقول شیخ الریس قوت باہ رغبت ثبوت کا نام ہے۔

اعضائے مفردہ اور قوت کا اظہار

جس طرح سے قوتیں دو قسم کی ہیں اسی طرح اعضا بھی دو قسم کے ہیں۔ اول مفرد اعضا اور دوسرے مرکب اعضا۔ مفرد اعضا میں پٹھے گوشت (عضلات)، گھٹنیاں (غدد)، ہڈیاں، رباط اور اوتار ہیں۔ انہی کے ملنے سے جسم کے مرکب اعضا مثلاً دماغ معدہ غشاء، قلب معدہ غشاء، پیچھڑے معدہ غشاء، معدہ و امعاء اور مثانہ وغیرہ مرکب ہیں۔ اسی طرح مردانہ اعضا بھی مرکب ہیں۔

جہاں تک ان اعضا کی قوتوں کا تعلق ہے حقیقت یہ ہے کہ ہر مفرد عضو کے اپنے ذاتی افعال ہیں اور جب یہ افعال صحیح انداز میں کام کرتے ہیں تو یہی ان کی قوتیں ہیں جن کو ہم نے مفرد قوتی لکھا ہے اور ان مفرد قوتی سے انسان بنتا ہے۔

مردانہ قوت کے اعضا

مردانہ قوت کے لئے بھی جسم میں مفرد اور مرکب اعضا ہیں۔ انہی کے افعال سے مفرد اور مرکب قوتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر مفرد اعضا صحیح حالت میں نہ ہوں تو ان کے افعال و قوتی میں بھی نقص اور خرابی واقع ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں مرکب اعضا اور ان کی قوتیں اپنے افعال و قوتی صحیح طور پر انجام نہیں دیتیں۔ اس طرح مردانہ قوت میں نقص اور خرابی واقع ہو جاتی ہے۔

مردانہ اعضا کی تشریح میں آج تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے ان کی تشریح کا انداز یہ ہے کہ مردانہ مرکب اعضا کو جدا جدا بیان کیا گیا ہے اور اس کے ہر جزو کی تشریح کی گئی ہے۔ مثلاً قضیب، نصیب اور خضیوں کی نالیوں وغیرہ۔ لیکن ان کے مفرد اعضا بنا کر کے ان کے تعلق کو

واضح نہیں کیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ فرنگی طب نے ہال کی کھال کھینچی ہے، مگر مفرد اعضاء (نشوز) کے باہمی تعلق کو کہیں ظاہر نہیں کیا گیا۔ اسی تعلق کی خرابی سے دوران خون میں نقص اور خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے امراض اور علامات پیدا ہوتی ہیں۔ اس کا سمجھا ہی امراض و علامات جسم خصوصاً مردانہ امراض و علامات کے علاج کا راز ہے۔ یہی ہماری تحقیقات ہے جس کا نام نظریہ مفرد اعضاء ہے۔

تشریح قضیب

ظاہر ہے قضیب یا ذکر جس کو مردانہ عضو تامل بھی کہتے ہیں کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: (۱) حشفہ (۲) درمیانی جسم جو سکرٹا اور پیلٹا رہتا ہے (۳) جز جس کے ذریعے وہ انسانی جسم کے ساتھ چپاں رہتا ہے اور اس کے درمیان سے پیشاب کی نالی گزرتی ہے جس کو بھرنی البول کہتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ جڑ سے لے کر حشفہ تک تمام عضو جسم اسٹنچی ہے۔ یعنی خانہ دار ہے اور اسی وجہ سے اسٹنچ کی طرح پھیل اور سکرٹا ہے جو عضو صورت کے مطابق پھیل اور سکرٹا ہے اس میں قوت رشرت صحیح ہوتی ہے۔ اسی اسٹنچی جسم میں شریانیں، وریڈیں اور نچھے پھیلے ہوتے ہیں۔ یہ اسٹنچی جسم گوشت ہوتا ہے جس میں اکثریت عضلات کی ہوتی ہے اس کے اوپر اعصاب جس کے نیچے غشائے خمائی۔ اس طرح پیشاب کی نالی اور اٹھیل کے اندر بھی اعصابی اور خمائی ریشے پھیلے ہوتے ہیں۔ غشائے خمائی کا تعلق جگر وغدو سے ہوتا ہے اور وہ اپنی تحصیل نشو کی بنی ہوئی ہے۔

قضیب کی صحت اور درستی کا دار مدار انہی تینوں اعضاء اعصاب وغدو اور عضلات کی درستی کے ساتھ ہے۔ ان کی درستی ہی سے یہ اپنا تعلق دل و دماغ اور جگر سے قائم رکھ سکتے ہیں۔ یاد رکھیے کہ انسانی دل و جگر اور دماغ کتنے ہی مضبوط کیوں نہ ہوں اور جسم میں خون کی بے حد زیادتی بھی ہو لیکن اگر عضو مخصوص کے مفرد اعضاء درست نہ ہوں گے تو وہاں پر قوت مردی کا اظہار نہیں ہو سکتا جن کی تشریح آئندہ آئے گی۔

تشریح خصیتین

خصیتین دو چھوٹی چھوٹی بیضوی اور سفید گلیٹیاں ہیں جو عضو مخصوص کے نیچے انڈوں کے برابر ہیں جن میں جزائے منی گردش کرتے کرتے منی کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ یہی نالیاں بیچ در بیچ ہو کر خصیوں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ ان کی تھیلی تو زیادہ تر بیج الحاقی کی بنی ہوئی ہے اور باقی تین غلاف اعصاب وغدو اور عضلات کے بنے ہوتے ہیں اور ان کے تحت عمل کرتے ہیں۔

تشریح خصیوں کی نالیاں

یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ نصیبہ دراصل باریک نالیاں ہیں۔ ان کی ابتداء اور انتہاء بھی نالیوں پر ہوتی ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) قنات المنی (۲) خزائن المنی (۳) قنات اخراج منی۔ جن کا باہم ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ہے۔

(۱) قنات المنی: یہ تعداد میں دو ہوتی ہیں۔ ہر ایک نالی قریب دو فٹ کے لمبی ہوتی ہے اور اپنی طرف کے حصہ کے بالائی حصے سے شروع ہو کر اوپر جاتی ہے۔ شخم کے کج ران والے سوراخ کے راستہ سے شخم میں پہنچ کر روڈہ مستقیم اور شاہدہ کے درمیان سے گزرتی ہوئی خزائنہ منی میں شخم ہوتی ہے۔

(۲) خزائنہ المنی: یہ منی کی تھیلیاں تعداد میں دو ہوتی ہیں جو مثانہ کی جزو مقعد کے درمیان واقع ہیں اور اخراج سے قبل ان میں منی اکٹھی ہوتی ہے۔ ان کی دیواریں بھی تین طبقات سے بنی ہوئی ہیں جن کا تعلق دل و دماغ اور جگر سے ہوتا ہے۔

(۳) قنات اخراج منی: یہ دونائیاں خزانہ ہائے منی سے نکل کر عضوی جز کے قریب غدہ قدامیہ کے قریب باہم مل جاتی ہیں۔ پھر اس میں داخل ہو جاتی ہیں۔ ان کے ذریعے منی خصیوں سے قضیب تک پہنچ جاتی ہے۔

رغبت شہوت

چونکہ شہوت تندرست اور بالغ انسان میں ایک فطری عمل ہے، اس لئے رغبت شہوت بھی ایک فطری جذبہ ہے اور خداوند کریم کا منشاء تخلیق بھی یہی ہے کہ انسانی نسل میں تسلسل قائم رہے اس لئے ان کے دلوں میں جماع کے لیے لذت و سرور اور ذوق و شوق پیدا کر دیا ہے۔ صرف انسان ہی نہیں بلکہ ہر جاندار میں رغبت شہوت کا جذبہ پایا جاتا ہے جس کی تسکین کا ذریعہ جماع اور نتیجہ نسل کا قیام ہے۔

رغبت شہوت کی حقیقت

چونکہ رغبت شہوت ایک فطری جذبہ ہے اور شہوت اس کا فطری عمل ہے جس کی تسکین کا فطری ذریعہ ایک مرد کی ساتھی عورت ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے رغبت شہوت میں عورت کا بہت حد تک دخل شامل ہے۔ چونکہ نسل انسانی کے قیام تسلسل کے لئے صرف مرد کا جذبہ رغبت شہوت ہی کافی نہیں ہے اس لئے رغبت جماع یا شوق اولاد کا جذبہ عورت میں بھی پیدا کر دیا گیا۔ شوق اولاد کے جذبہ کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ یہ امر ابھی تک حکماء اور سائنس دانوں میں فیصلہ طلب ہے کہ عورتوں میں رغبت جماع کا جذبہ پایا جاتا ہے یا نہیں۔ ان میں اس جذبہ کے پائے جانے کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس کو جنسی چیمپڑ چھماڑ میں لذت پیدا ہوتی ہے۔ جماع میں سرور کا احساس ہوتا ہے۔ اس کو کسی نہ کسی صورت میں انزال بھی ہوتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے جسم میں جنسی اعضاء کی تخلیق کی گئی ہے بلکہ اس کے ہر نازک مقام پر جنسی تحریکات کا اثر ہوتا ہے اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مادہ چرندوں پرندوں اور دیگر ہر قسم کے حیوانات بلکہ وحشی درندوں میں بھی یہ جذبہ دیکھا گیا ہے اور ضرورت کے وقت ان کی مادہ ان کے قریب آ جاتی ہے۔ اور جن حکماء اور سائنسدانوں کی رائے یہ ہے کہ عورت میں جذبہ جماع نہیں پایا جاتا بلکہ ان میں گدگدانے والی تحریکات سے لذت و سرور اور ذوق و شوق کو بیدار کر کے یہ جذبہ پیدا کیا جاتا ہے ممکن ہے خواہش اولاد ہی کے لئے اس میں رغبت جماع پیدا ہوتی ہے۔ اس کے لئے وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ عورت میں مرد کی طرح نہ شہوت کے اعضاء اور نہ ہی شہوت پیدا ہوتی ہے۔ اگر عورت کے حواس میں صورت جماع کی شکل پیدا نہ ہو تو شاید کبھی بھی اس میں جذبہ جماع پیدا نہ ہو۔ جس عورت کے ذہن میں اولاد کی پیدائش کی تکالیف اثر انداز ہو جاتی ہیں وہ کبھی بھی جماع کی طرف رغبت نہیں کرتی۔ جب ہر شریف زادی اپنے خاندان کی عزت کے لئے عمر بھر شادی کے بغیر جماع کی طرف راغب نہیں ہوسکتی اور کوئی جنسی تکلیف محسوس نہیں کرتی تو ثابت ہوا کہ عورتوں کو رغبت جماع نہیں ہوتی۔

ایک زبردست دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ چونکہ عورتوں میں ہر ماہ طمث ہوتا ہے اس لئے اس میں رغبت جماع پیدا نہیں ہوسکتی۔ بہر حال یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مردوں میں شہوت فطری طور پر پیدا ہوتی ہے۔ رغبت شہوت ایک فطری جذبہ ہے۔

تحریکات رغبت شہوت

رغبت شہوت کے لئے جو تحریکات پیدا ہوتی ہیں وہ عام طور پر عورت کے حسن و جمال، زینت و کردار اور زراکت و شیریں مقال سے پیدا ہوتی ہیں اور اکثر اس کا تصور بھی تحریک کا باعث بن جاتا ہے۔ اس تحریک کی صورت میں ایک خاص قسم کا لطف و لذت پیدا ہوتا ہے۔ پھر

مرد پر ایک کیف و سرور سا طاری ہو جاتا ہے جس کے بعد وہ اپنے جسم میں انتشار محسوس کرتا ہے۔ اس تحریک کے متعلق یہی کہا جاسکتا ہے کہ عورت اور اس کا تصور حواس خمسہ ظاہری اور باطنی دونوں صورتوں پر اثر کرتا ہے اور اثر کرنے کی صورت ایک خاص قسم کی گدگدی اور دغدغہ ہوتا ہے۔ مثلاً (۱) خوبصورت اور زینت و کردار کا اثر بذریعہ بصارت۔ (۲) شیریں مقالی، سبک رفتاری کی آواز، چوڑیوں اور دیگر زیورات کی لغز باری بذریعہ سماعت۔ (۳) پھول یا عطر کا اثر بذریعہ شامہ۔ (۴) بدن کسی قسم کی لطیف شے سے گدگدی کا اثر بذریعہ لامسہ۔ (۵) کسی لذیذ شے سے خورد و نوش کا اثر بذریعہ ذائقہ ہونا، وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح حواس باطنی میں کوئی پر لطف و لذت کیف و سرور کا پیدا ہو جانا اور اثر عشق جس کا اثر قوت واہمہ پر ہوتا ہے۔ غرضیکہ کسی صورت میں یہ اثر و دغدغہ اور گدگدی دل و دماغ اور جگر تک پہنچ کر رغبت شہوت کا باعث ہوتی ہے۔

صحیح شہوت کا لازمہ

شہوت کے لئے جس قدر اسباب اور اثرات بیان کئے گئے ہیں۔ اس قسم کے اور کئی اثرات ہو سکتے ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ یہ سب فطری اثرات ہیں۔ مگر یہ کسی نہ کسی اسباب کے محتاج ہیں۔ گویا اگر یہ اسباب نہ ہوں تو رغبت شہوت میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ صحیح شہوت وہی ہو سکتی ہے جو بغیر ظاہری اسباب کے پیدا ہو جائے۔ یہ ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ جسم میں عمدہ قسم کی مٹی تیار ہو اور وہ جنسی اعضاء کو اندرونی طور پر تحریک و دغدغہ اور گدگدی کر کے شہوت پیدا کر دے اور یہی بہترین رغبت شہوت ہے۔ عورتوں میں بھی جب اندرونی طور پر کچھ تحریکات پیدا ہوتی ہیں تو ان میں بھی کیف و سرور پیدا ہو کر جذبہ جماع پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہی صورتیں مادہ حیوانات میں بھی اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ جب تک ان میں جذبہ جماع پیدا نہیں ہوتا وہ نر کے پاس نہیں جاتی، یہی فطرت کا اعلیٰ مقام ہے۔ اولیائے اللہ اور صوفیائے کرام اور حکماء و فلاسفر اس شدت جذبہ پر بھی قابو پاسکتے ہیں۔

غلط رغبت شہوت

صحیح رغبت شہوت کو ہم دو فطری صورتوں میں لکھ چکے ہیں۔ ایک ظاہری اسباب کے تحت یعنی جو حسن و جمال اور زینت و کردار و شیریں گفتار کے تحت پیدا ہو اور دوسری صورت باطنی اثرات یعنی عمدہ قسم کی مٹی جو کثرت سے پیدا ہو کر جنسی اعضاء میں تحریک و دغدغہ اور گدگدی پیدا کر دے ان کے برعکس غلط صورت رغبت شہوت کی یہ ہے کہ مرد خود عورت کے پاس جا کر چھیڑ چھاڑ اور بوس و کنار سے اپنے اندر رغبت شہوت اور جذبہ جماع بیدار کرے۔ چونکہ جسم میں مکمل جنسی تحریکات نہیں ہوتیں اور اس کے لئے جسم کو سیکڑنا و سینٹنا اور تیار کرنا پڑتا ہے اگر لئے طبیعت تو قوی اور جسم کو مجبور کر کے رغبت شہوت پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن یہ صورت اچھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس طرح جب مٹی کا اخراج ہوتا ہے اور ساتھ ہی جو حرکات جماع ہوتی ہیں ان سے بے حد کزوری واقعہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ طبیعت نے جسم کو مجبور کر کے خون کو اکٹھا کیا۔ اس کو مٹا بنا یا اور مجبوراً اخراج کیا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ جسم اور روح دونوں میں شدید ضعف واقع ہوتا ہے۔ اس لئے عقلمند لوگ اس حالت سے دور رہتے ہیں۔ اور صحیح رغبت شہوت کے بغیر عورت سے دور رہتے ہیں۔ اور اگر یہ صحیح رغبت شہوت پیدا نہ ہو تو علاج کراتے ہیں۔ اس طرح صحت مددگی ہوتی ہے۔

مباشرت بذات خود رغبت شہوت ہے

جن لوگوں میں فطری طور پر جب شہوت شدت اختیار کرے تو ان کا فرض ہے کہ اگر بیوی ہو تو ضرور مباشرت کریں۔ اگر بیوی:

تو روزے رکھیں۔ ورنہ اس رغبتِ شہوت کا اثر جسم پر بہت نقصان رساں ہوتا ہے۔ خاص طور پر دل و دماغ اور جگر بہت متاثر ہوتے ہیں۔ دل میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ پٹھے سنبھنے ہو جاتے ہیں۔ اکثر استقاء ہو جاتا ہے۔ بصارت و سماعت کمزور ہو جاتی ہے۔ کبھی فانی و دیوانگی اور ذیابیطس اور ہارٹ فیل ہو جاتا ہے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ فطری رغبتِ شہوت اور فطری جذبہ جماع کے ساتھ مباشرت کرنے سے خود بخود قوتِ باہ اور رغبتِ شہوت روز بروز بڑھتی ہے اور کمزوری کی بجائے قوت و روح و جسم پیدا ہوتی ہے۔

انتشار کی فلسافی

رغبتِ شہوت کے بعد انتشار اور خیزش کا عمل شروع ہوتا ہے جو ہمیشہ اس طرح تکمیل پاتا ہے کہ قضیب کے دونوں حصے ماسوائے رباعلی اجسام کے یعنی اجسامِ جوفِ المقضیب اور جسمِ اسٹنٹی نہایت متخلل اور جوفِ دار ہیں اور یہ کل تجاویف چھوٹی چھوٹی وریوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور تجاویف کی دیواروں پر شرانگ کی شاخوں کا ایک جال بنا ہوا ہوتا ہے۔ سستی کی حالت میں تجاویف کی کلکدار دیواریں ان عروق کو دبائے رکھتی ہیں اور ان میں زیادہ خون نہیں آئے دیتیں۔ انتشار کے وقت وریوں اور شرانگ خون سے بھر جاتی ہیں اور تجاویف خون سے لبریز ہو جاتی ہیں۔ چونکہ اجسامِ جوفِ المقضیب کا باہر والا رباط نہایت سخت اور مضبوط ہوتا ہے۔ خون کی رگوں کو زیادہ پھیلنے نہیں دیتا اور خون اندر سے زور کرتا ہے اس وجہ سے آگے تامل خوب سخت ہو جاتا ہے۔

یہ امر یاد رکھیں کہ رغبتِ شہوت کا احساس اعصاب کے ذریعے سے ہوتا ہے جن کا مرکز دماغ ہوتا ہے۔ اس احساس کے ساتھ ہی فعلِ نکل افعال کے تحت اس مقام کے اعصاب وہاں کے عضلات میں تحریک پیدا کر دیتے ہیں جس کے ساتھ ہی قلب کے فعل میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ شریانی خون وہاں پر بھیجنا شروع کر دیتا ہے جس کے سروں کو نغدہ درد کے رکھتے ہیں اور دوسری طرف وریوں پر دباؤ پڑتا ہے اور وہ اپنے خون کو واپس نہیں لے جا سکتیں۔ اس طرح وہاں پر خون کا زبردست دباؤ پڑ جاتا ہے۔ عضو کے دائیں بائیں جو دو عضلے واقع ہیں خیزش اور خون کے دباؤ کے وقت یہ تن جاتے ہیں اور عضو کو دوسری طرف جھکنے سے روکتے ہیں جو عضو کو سیدھا رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ قضیب کی جڑ کو اپنی اپنی طرف سے دباتے ہیں جس سے اس کی چٹکی وریوں بھی دب جاتی ہیں۔ عضو کے درمیان جو نالی ہے جس کے ذریعہ بول اور امنی اخراج پاتے ہیں یہ نالی مشاندہ سے شروع ہو کر قضیب کے دہانے تک آتی ہے اور اس پر ایک جھلی سی استر ہوتی ہے جو غدیٰ انسجہ کی بنی ہوئی ہے۔ یہ شروع سے آخر تک استر کے ہوتی ہے اس میں اعصاب کی باریک باریک تاریں بھی ہوتی ہیں جس سے وہ ذکی اگس ہو جاتی ہے۔ حشفہ بھی اسٹنٹی جسم ہوتا ہے اس میں شریانیں و غدیٰ جھلی اور اعصاب کی تاریں کثرت ہوتی ہیں جس سے وہ نہایت ذکی اگس ہوتا ہے۔ ضرورت کے وقت خون اور روح کی اس طرف تیزی سے اس کی حس اور بھی زیادہ ہو جاتی ہے اس طرح اعلیٰں پر جو اثر پڑتا ہے وہ نالی کے ذریعہ خزانہ منی تک پہنچ جاتا ہے اور باعث خیزش ہوتا ہے۔

رغبتِ شہوت اور خیزش کے وقت موثرات ظاہری اور باطنی اعصاب کے ذریعہ وہاں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جن میں خوش فکلی، شیریں و آوازیں اور جسم کا مس دماغ اور اعصاب میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ جس سے مشاندہ اور اس کے گرد و نواح میں خون و روح کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی شہوانی خیالات بھی جسم پر قابو پا لیتے ہیں۔ دل کی حرکت تیز ہو جاتی ہے۔ اعضائے تامل میں تناؤ کے ساتھ فیہ معمولی حرکات شروع ہو جاتی ہیں جس کے ساتھ ہی اعضا بڑھنے اور پھیلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جب روح کی یہ تیزی اور خون کی گرمی زیادہ ہو جاتی ہے تو حشفہ زیادہ حس دار ہو جاتا ہے، چونکہ حشفہ کے اعصاب کا تعلق دماغ سے ہے اس لئے حشفہ کی لذت و حشفہ میں تیزی پیدا ہو

جاتی ہے جو دم میں پیدا شدہ شہوانی خیالات کو اور بھی اُبھارتے ہیں اور دل پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیشتر خون آنے سے رگیں زیادہ بھر جاتی ہیں اور خاندانہ اجسام کو اور بھی پھیلاتی ہیں جس سے عضو کے دراز اور پھولے ہوئے عضلات کھنچ جاتے ہیں اور تھیب کی جڑوں کے ساتھ وہاں کی وریوں پر دباؤ ڈالتے ہیں جس سے وریوں کے راستے بند ہو جاتے ہیں۔ اس طرح عضو مخصوص درازی و سختی اور مضبوطی و تیزی اختیار کر لیتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ خون اور روح کی زیادتی سے وہاں پر دباؤ پڑتا ہے۔ کیونکہ ان کی واپسی کا راستہ بند ہو چکا ہوتا ہے اس طرح عضو مخصوص میں پوری خیزش اور تندگی قائم ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی عضو مخصوص کی اوپر والی جھلی کھنچ کر اس کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور ٹھلی طرف جھکنے سے روکتی ہے۔ نچلا عصب عضو مخصوص کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اسی طرح ہر دو طرف کے عضلات اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں اس سے عضو سیدھا کھڑا ہو کر پوری طرح تن جاتا ہے۔ یہی مکمل خیزش کی غلافی ہے۔

انزال منی

مکمل خیزش اور تندگی اس وقت تک زائل نہیں ہو سکتی جب تک منی کا اخراج نہ ہو، جس کو انزال منی کہتے ہیں، اور یہ اس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ مہاشرت کی حرکات سے حنڈ اور اھلیل کی جھلی اور اعصاب میں انتہائی تیزی پیدا ہو جائے۔ اس سے خون کی انتہائی حرارت وہاں پر اکٹھی ہو جاتی ہے جس کا اثر خزانہ منی تک چلا جاتا ہے۔ اگر خزانہ منی میں منی کی کثرت ہے یا حرارت سے بہت زیادہ گرم ہو گیا ہے تو اس طرح خزانہ منی کے محافظ اعصاب بے بس ہو جاتے ہیں اور منی کا اخراج شروع ہو جاتا ہے۔ چونکہ منی کے ساتھ روح کا اخراج بھی ہوتا ہے اس لئے منی جوش اور جھنکوں کے ساتھ اخراج پاتی ہے بلکہ بعض دفعہ بے حد تنگی کے ساتھ خارج ہوتی ہے اور مرد اس کی تیزی اور تنگی کے طے جملے اثرات محسوس کرتا ہے۔ اگر خیزش میں تیزی اور تندگی کم ہو تو اخراج میں بھی لذت اور تیزی کم ہوتی ہے۔ اس طرح انزال منی ہو کر انتشار زائل ہو جاتا ہے۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ خزانہ منی میں منی تو کم ہوتی ہے لیکن روح کی زیادتی سے خیزش اور تندگی زیادہ ہوتی ہے۔ اس طرح انزال دیر میں ہوتا ہے اور جماع دیر تک قائم رہتا ہے۔ یاد رکھیں کہ امساک کا دارو مدد زیادہ تر روح کی زیادتی اور حرارت کی کمی پر ہے۔ خون کی حرارت کے علاوہ مرد کی حرکات سے بھی حرارت پیدا ہوتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انتہائی تیزی و تندگی کے ساتھ مرد کی کثرت حرکات سے بھی انزال نہیں ہوتا تو اس کی وجہ خزانہ منی کی کمی اور خون میں حرارت کی کمی ہوتی ہے۔ جب انزال جلد ہوتا ہے تو اس کی وجہ منی کی کثرت یا خون میں حرارت کی زیادتی یا مرد کی حرکات میں لذت کی وجہ سے تیزی واقع ہو جاتی ہے۔ ان تمام صورتوں میں روح کی کمی بھی ساتھ ہوتی ہے۔ روح کی زیادتی انتشار و خیزش اور امساک میں بہت مدد و معاون ہوتی ہے۔ گویا قوت اور لذت کا دارو مدد روح کی زیادتی اور تیزی پر ہے۔

مردانہ امراض

شیخ الرئیس نے امراض اعضاء نسل مردانہ میں صرف ضعف باہ کو لکھا ہے اور پھر اس کو تقسیم در تقسیم بیان کیا ہے۔ اس نے ایسے امراض کو جو مرد اور عورت میں مشترک ہیں، مردانہ امراض میں شامل کیا ہے۔ پھر ضعف باہ کی دو وجوہ بیان کی ہیں: (۱) شہوت کا ضعف ہو جانا، یعنی رغبت شہوت میں ضعف واقع ہو جانا جو حقیقت میں جماع کا باعث ہے۔ (۲) عضو خاص (نازہ) کا ڈھیلا ہو جانا۔ یعنی عضو خاص کی

ایسی حالت ہونا جس سے یہ عضو جماع کے وقت نہ حرکت کرے اور نہ اس میں انتشار پیدا ہو۔ پھر وجوہ اول (ضعف شہوت) کی انحصار سے زائد اقسام بیان کر دیئے۔ اگر ہم ان تمام اسباب کے تحت ضعف شہوت کے متعلق لکھیں تو طوالت کا باعث ہوں گے اور طالب علم بھی ضعف باہ کے علاج میں پورے طور پر قدرت حاصل نہیں کر پاتا۔ کیونکہ وہ ان کے حقائق پر پوری طرح دسترس نہیں کر پاتا۔ اس لئے ہم نے ان تمام اسباب کو صرف دو اسباب میں تقسیم کر دیا ہے: (۱) خون کے امراض۔ (۲) منی کے امراض۔ اگر شیخ الرکیس کی دوسری وجوہ عضو مخصوص کا ڈھیلا ہونا ہو تو کل صرف تین صورتیں بن جاتی ہیں۔

جاننا چاہئے کہ خون کے امراض سے ہماری مراد یہ ہے کہ خون کی پیدا آئش اور اس کے کیمیائی تغیرات یعنی خون کی کیفیات و مزاج اور اخلاط و رواج میں خرابی سے ضعف باہ کا پیدا ہونا۔ اسی طرح منی کے امراض سے ہماری مراد یہ ہے کہ منی کے بننے سے لے کر رغبت شہوت پیدا ہونے تک مختلف علامات پیدا ہو کر ضعف باہ پیدا کر دیتی ہیں۔ کیونکہ جو غذا ایک انسان کھاتا ہے اس کے ہضم ہونے سے لے کر خون بننے تک بلکہ منی بننے سے لے کر رغبت جماع اور شہوت پیدا ہونے تک جو غلطی و کمیادوی اور کیفیاتی و روحانی تغیرات پیدا ہوتے ہیں وہ سب رغبت جماع اور شہوت کے ضعف میں شریک ہیں۔ اس طرح وہ طوالت چند مشہور اسباب و علامات میں باقی رہ جاتی ہے جس پر اگر طالب علم پورے طور پر دسترس حاصل کر لے تو وہ پورے طور پر قدرت حاصل کر لیتا ہے۔ کیونکہ اس کے سامنے صرف تین ہی صورتیں رہی جاتی ہیں: (۱) خون کے امراض کا ضعف باہ پر اثر۔ (۲) منی کے امراض سے ضعف باہ پر اثر۔ (۳) استرخائے عضو مخصوص سے ضعف باہ میں خرابی کا پیدا ہونا۔ اس طرح وہ بہت صحیح تشخیص سے علاج کر سکتا ہے۔

۱۔ خون کے امراض سے ضعف باہ پر اثرات

خون کے امراض وہی ہیں جو نظام غذائیہ و نظام ہوائیہ اور نظام دمویہ کے نقائص سے غذا کے ہضم، خون کی پیدا آئش، اس کی کیفیات و مزاج اور اخلاط و ارواح میں خرابیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کا قوت باہ پر بلا واسطہ اثر پڑتا ہے۔ ضعف باہ کے علاج میں سب سے پہلے انہی امراض کو دیکھیں۔ ان کو دیکھنے سے یہ تمام اعضاء و نظام اور خون کی پیدا آئش کیمیادوی تغیرات فوراً سامنے آ جاتے ہیں۔ گویا ضعف باہ کے علاج میں یہ پہلا قدم ہے۔ طوالت کے مد نظر یہاں امراض خون کے علاج کو پیش کرتے ہیں۔ ان کو ہماری دیگر کتب میں دیکھیں۔

۲۔ منی کے امراض سے ضعف باہ پر اثرات

منی کے امراض وہی ہیں جو نظام بولید و نظام منویہ اور نظام عصبیہ کے نقائص سے منی کی پیدا آئش، اس کی کیفیت و مزاج اور ضمیر و روح میں خرابیاں ظاہر ہوتی ہیں۔ ان کا قوت باہ پر بلا واسطہ اثر پڑتا ہے۔ ضعف باہ کے علاج میں ان امراض کو مد نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ ان کی طرف توجہ دینے سے تمام اعضاء و نظام اور منی کی پیدا آئش و کیمیائی تغیرات فوراً سامنے آ جاتے ہیں۔ ضعف باہ کے علاج میں یہ دوسرا قدم ہے۔ لیکن طوالت کے خوف سے ہم یہاں پر ان کے علاج کو بھی نظر انداز کرتے ہیں۔ ان کو ہماری دیگر کتب میں دیکھیں۔ البتہ منی کے نقصان سے جو اثر عضو مخصوص کے استرخاء (ڈھیلے پن) پر پڑتا ہے۔ اس کے لئے ایسی ادویات و اغذیہ کا ضرور ذکر کریں گے جن سے اس کی پیدا آئش میں کثرت ہوتی ہے۔ تاکہ ضعف باہ کے علاج میں کمی باقی نہ رہ جائے۔ جو ہمارا مقصد ہے۔

۳۔ استرخائے عضو مخصوص سے ضعف باہ

مردانہ امراض میں ضعف باہ کی یہ صورت (استرخائے عضو، قضیب کا ڈھیلا ہونا) ایک بے حد خوفناک بلکہ دردناک صورت ہے۔

اس کا سبب کچھ ہی کیوں نہ ہو لیکن ایک انسان کے سامنے استرخائے عضو مخصوص ہی ضعف باہ ہے۔ وہ خون اور مٹی کے امراض کو نہ سمجھتا ہے اور نہ اس کو دیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ وہ ضرورت یا خواہش جماع کے وقت محسوس کرتا ہے کہ اس کی انتہائی کوشش کے باوجود اس کو نعوذ (انتشار اور شہوت) نہیں ہوتا۔ بس وہ اسی کو ضعف باہ اور نامردی خیال کرتا ہے اور اس کو ہر ممکن طریقے سے فوراً دور کرنے کو تیار رہتا ہے۔ گویا یہ اس کا سب سے قیمتی سرمایہ ہے۔

نامردی اور ضعف باہ کے جس قدر مریض اس خاص صورت (استرخائے عضو مخصوص) میں پائے جاتے ہیں، اس قدر اور کسی صورت میں نہیں پائے جاتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام سوائے اس صورت کے اور کسی صورت کو نامردی سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اور اسی کے لئے بکثرت معالجین کے پاس جاتے ہیں۔

اس سے کم درجہ کی ایک اور صورت کو بھی عوام نامردی (ضعف باہ) خیال کرتے ہیں۔ اس میں خواہش جماع بہت تیز ہوتی ہے۔ کسی قدر انتشار اور شہوت بھی ہوتی ہے۔ لیکن نعوذ (انتہائی) بہت کم زور ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی دخول سے قبل یا دخول کے ساتھ ہی انزال ہو جاتا ہے۔ یہ صورت اگرچہ نامردی سے کم درجے کی صورت ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ اس صورت کے بعد مکمل نامردی ہو جائے۔ اس کم درجہ کی صورت کو ہم اگر نامردی کا ایک مقام تصور کر لیں تو انتشار و انزال کے وقفوں کی کمی بیشی کو نامردی کی کمی بیشی خیال کر سکتے ہیں۔ یہ تمام صورتیں ایک مریض میں بھی مدتوں ایک صورت میں رہتی ہیں اور اکثر جلد ہی مکمل نامردی کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ ہاں اگر کبھی اچھا ماحول و اچھی غذا اور سرت نسیب ہو جائے یا کوئی قابل معالج یا صحیح دوا میسر آ جائے تو یہ مرض مکمل طور پر دور ہو جاتا ہے اور مریض کامل مرد بن جاتا ہے۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ نعوظ (شہوت) بہت اچھی طرح ہوتا ہے اور انسان خیال کرتا ہے کہ وہ جنسی طور پر صحت مند ہے۔ جماع میں اسے کوئی وقت پیش نہ آئے گی۔ مگر جب ارتکاب کرتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ دفعتاً قضیب ڈھیلا ہو گیا ہے اور دخول کی نوبت نہیں پہنچی۔ ایسی صورت میں کبھی انزال ہو گیا اور کبھی بغیر انزال کے عضو ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ ممکن ہے کوئی ذہنی پریشانی یا جذباتی مشکل ہو۔ بہر حال نفسیاتی طور پر شہوت کے بعد اس کا یہ خیال کرنا کہ وہ جنسی طور پر صحت مند ہے اور وہ جماع پر قادر ہو جائے گا۔ حقیقت میں اس کا یہ خیال ضعف باہ کی طرف دلالت کرتا ہے۔ جنسی صحت مندی وہ قوت ہے کہ اس کی شدت نہ ایسا خیال کرنے کی مہلت دیتی ہے اور نہ روکے رکھتی ہے۔ ایک طوفان کی طرح گزر کر کھمتی ہے۔ دراصل یہ صورت بھی کم درجے کی نامردی (ضعف باہ) ہے۔

یہ کم درجے کی نامردی عام طور پر ان لوگوں میں پائی جاتی ہے جو نوجوانی میں کثرت جماع، اغلام بازی اور حلق کا شکار رہتے ہیں۔ البتہ ان میں بعض ایسے ادیب عمر اور متوسط عمر کے لوگ بھی شریک ہوتے ہیں جن کا زیادہ وقت علمی، مذہبی اور دماغی محنت میں گزرا ہو اور جنہوں نے جنسی لذت و لطف کی طرف سے طبیعت کو کتنی سے روک رکھا ہو اور ان کے ذہنی رجحانات کم یا بدل گئے ہوں۔ لیکن جب شادی ہو جاتی ہے تو ایسے تلخ نتائج سامنے آ جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں وہ اپنی زندگی کو ایک غیر علمی، دین سے دور اور ادارہ مزدور سے بہت کم تصور کرتا ہے اور اپنی جوانی خرچ کر کے جو قیمتی سرمایہ حاصل کیا ہے، اس کو فضول خیال کرتا ہے۔ ایسے شخص کی خواہش جماع بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے اور وہ جماع کو بے قرار ہوتا ہے۔ مقوی اندہ یہ وادو یہ اور دیگر تحریکات سے نعوظ حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر اکثر سخت ناکامی ہوتی ہے۔ یہی صورتیں استرخائے عضو مخصوص کی ہیں۔ نامردی اور ضعف باہ میں اسی صورت کو دور کرنا ہی اس کا حقیقی علاج ہے۔

نامردی، عنانت، امپوٹینسی (IMPOTENCY)

قوت مردی کی کمزوری، ضعف باہ، سیکسول ڈیبیلیٹی (SEXUAL DEBILITY)

ماہیت مرض

نامردی و عنانت اور ضعف باہ تینوں لفظ و سبع معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی معمولی قسم کی قوت مردی کی کمزوری سے لے کر مادر زاد نامردی تک کے تمام درجات اس میں شریک ہیں۔ لیکن اس کے حقیقی مفہوم میں مندرجہ ذیل تین صورتیں شامل ہیں:

(۱) قوت مردی میں کمزوری جس سے مرد کی مباشرت و مواصلت اور جماع کے لئے کم و بیش قابلیت ختم ہو جائے۔

(۲) خواہش جماع کا کم و بیش کم ہو جانا یا بالکل ہی ختم ہو جانا۔

(۳) قوت تولید کا خراب یا بالکل ختم ہو جانا۔ اس میں مباشرت و مواصلت اور جماع کی قابلیت تو ہوتی ہے مگر اولاد پیدا کرنے کی قابلیت نہیں ہوتی۔ اس صورت کے اسباب کچھ ہی کیوں نہ ہوں اس کو بھی نامردی میں شمار کیا جاتا ہے۔

قوت مردی کا عقلی اور فطری تصور

اعضائے تناسل کے افعال و قوی جن کا مجموعی نام قوت مردی اور قوت باہ ہے، ایک ایسی قوت ہے جس کا جذبہ ہر انسان میں فطری طور پر پایا جاتا ہے۔ ایک تندرست آدمی میں یہ جذبہ اس قدر شدت اور کثرت سے ہوتا ہے کہ وہ انسانی جبلت معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ عقلاً اس جذبہ میں تین فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ فوائد صرف خواہش نہیں ہیں بلکہ انسان کی اہم ضروریات ہیں۔ جب انسان اس سے محروم ہو جاتا ہے تو اس کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔ وہ زندہ تو رہتا ہے اور کچھ نہ کچھ زندگی کے فرائض بھی انجام دے سکتا ہے، لیکن زندگی بے لطف و بے مقصد اور جسم دائمی مریض بن جاتا ہے۔ اس جذبہ کے بغیر اس طرح زندہ رہتا ہے جیسے کوئی زندہ درگور ہو۔ کیونکہ یہ جذبہ ہر انسان کو بے حد عزیز ہے۔ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ اگر کوئی انسان زبرد و راہب بھی بن گیا ہو اور تجرد اور جو گیا نہ زندگی اختیار کر لی ہو پھر بھی جب اس کو یقین تو رہا ایک طرف شہ بھی ہو جائے کہ اس میں قوت مردی کم یا ختم ہو گئی ہے تو اس کے دل پر بھی بے حد صدمہ ہوتا ہے۔ یہ صدمہ صرف اس لئے ہوتا ہے کہ وہ قوت مباشرت سے محروم ہو گیا ہے۔

قوت مردی کی تین اہم ضرورتیں

خواہش اور ضرورت دونوں جدا جدا قسم کی طلب ہیں۔ اول قسم کی طلب صرف ایسی خواہش ہے کہ جس سے انسان کو ضرورت نہیں ہے۔ اس میں کیا نقصان ہیں یہ ایک طویل بحث ہے۔ دوسری قسم کی طلب صرف ایسی ضرورت ہے جس کے بغیر انسانی زندگی ناممکن یا مشکل ہو جائے۔ کوئی شخص اس قوت کے اظہار سے جس قدر چاہے مجاب کرے لیکن اس کے بغیر وہ مرد تصور نہیں کیا جا سکتا۔ گویا قوت مردی ایک انتہائی اہم قسم کی ضرورت ہے۔

جاننا چاہئے کہ قوت مردی کی تین اہم ضرورتیں ہیں: (۱) بقائے نسل (۲) بقائے حیات (۳) بقائے حظ۔ جہاں تک بقائے نسل کا تعلق ہے اس کی اہمیت روز روشن کی طرح ظاہر ہے جن کی اولاد نہیں ہے ان کی درد بھری آہیں بقائے نسل کا سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ اس سے بھی زبردست دلیل حضرت آدم علیہ السلام کا جنت میں قوت مردی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ زندگی کے لئے جو کھانے پینے کی اشیاء استعمال کی جاتی ہیں، ان کا کچھ حصہ خون بنتا ہے اور باقی فضلہ بن جاتا ہے۔ یہ فضلہ کسی قسم کا ہوتا ہے جو جسم کے مختلف راستوں سے نکلتا ہے۔ ان فضلات کا اخراج ایک خاص وقت میں نہ ہو تو ان میں خمیر و تعفن اور زہر و فساد پیدا ہو جاتا ہے جن سے بقائے حیات اور انسانی زندگی کے خطرے میں پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جسم انسان کے بعض فضلے پانخانے کے ذریعے اخراج پاتے ہیں۔ بعض فضلات پیشاب کے ذریعے خارج ہوتے ہیں اور بعض فضلات پسینے کے ذریعے نکلتے ہیں۔ اسی طرح بعض فضلات مٹی کے ذریعے بھی اخراج پاتے ہیں۔ جن سے ایک طرف بقائے نسل کا سلسلہ چلتا ہے اور دوسری طرف جوانی، قوت اور صحت قائم رہتی ہے۔

یاد رکھیں کہ جب تک مٹی میں خمیر پیدا نہ ہو اس میں کرم مٹی پیدا نہیں ہوتا اور یہی کرم مٹی بقائے نسل کا ذمہ دار ہے۔

یہاں پر یہ حقیقت یاد رکھیں کہ جس مقام پر کسی مواد میں خمیر پیدا ہو جائے تو وہ خمیر اس مقام کے لئے مفید نہیں ہوتا۔ البتہ وہ کسی دوسرے مقام کے لئے ضرور مفید ہو سکتا ہے۔ جیسے فضلات جب اپنے راستوں سے خارج ہوتے ہیں تو وہ جن راستوں سے نکلتے ہیں وہاں کی ضرورت غذا اور طاقت کا باعث ہوتے ہیں۔ بلکہ وہاں کے امراض اور زخم تک انہیں سے ختم ہوتے ہیں۔

اسی طرح جب مٹی میں خمیر پیدا ہو جاتا ہے اور کرم ہائے مٹی تیار ہو جاتے ہیں۔ اور مٹی نطفہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے تو ایسی مٹی عورت کے رحم کے لئے تو مفید ہو سکتی ہے جہاں بقائے نسل کا سلسلہ چلتا ہے لیکن وہ مٹی مرد کے جسم میں فضلہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ اس کا اخراج ہی لازمی ہے۔ ورنہ اس کے متعفن اور زہریلے اثرات جب خون میں شریک ہوتے ہیں تو جوانی و قوت اور صحت کو بر باد کر دیتے ہیں۔ اس لئے جوان ہونے کے بعد بوقت اشہر ضرورت اعتدال کے ساتھ مٹی کا اخراج نہایت ضروری ہے تاکہ مٹی کے فضلات اخراج پا جائیں۔ ان فضلات کے اخراج سے نہ صرف صحت قائم رہتی ہے بلکہ جوانی اور صحت بڑھتی ہے۔ یہی بقائے حیات ہے۔

بقائے نسل اور بقائے حظ بھی انتہائی اہم ہے۔ ایسے نظارے و تصورات و افعال جو لذت و لطف اور انبساط کے جذبات میں تحریک پیدا کر دیں حظ کہلاتے ہیں۔ یعنی جسم میں خوشی و مسرت کی لہر کا پیدا ہونا۔ یہ زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔ انہوں اس بات کا ہے کہ حکماء نے اس طرف زیادہ توجہ نہیں دی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انسان زندہ نہ ہو تو صرف حظ کے سہارے سے رہتا ہے۔

ہر شخص روزانہ زندگی میں خوشی یا مسرت کی تلاش میں نہ صرف دوڑ رہا ہے بلکہ بہت بے چین ہے۔ یہ خوشی یا مسرت اس کی اپنی ذات کے لئے ہو یا اس کے بیوی بچوں اور دیگر عزیزوں اور دوستوں کے لئے بہر حال اس میں ایک حظ کی کیفیت ہے۔ یہی خوشی و مسرت اور حظ جب مختلف صورتوں میں زیادتی اختیار کر لیتا ہے تو ہم اس کو لذت و لطف اور فرحت کی کیفیات دہائی طور پر قائم رہیں تاکہ وہ ہمیشہ حظ اٹھاتا رہے۔ ظاہر میں تو حظ زہر، زمین اور زن میں دیکھا اور تلاش کیا جاتا ہے بلکہ حاصل کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کے علاوہ بھی حظ کی صورتیں لوگوں نے پیدا کر لی ہیں۔ مثلاً فنون لطیفہ جن میں شاعری و ڈرامہ اور مصوری و مجسمہ سازی۔ اسی طرح نغمہ و ساز اور چنگ و رباب، شراب و منشیات کا استعمال۔ طاقت و حکومت کا حصول، دریاؤں، نظاروں اور تفریح گاہوں کی سیر۔ یہاں تک کہ مذہبی رسوم اور عبادات وغیرہ میں بھی حظ پیدا کر لیتے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات یہ کہنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کسی کا نیک عمل واقعی تقویٰ کے تحت کیا گیا ہے یا حظ کی خاطر اور ذاتی مقصد کے لئے کیا گیا ہے۔ البتہ بہترین قسم کا حظ یہ ہے کہ خدمت خلق میں خوشی و مسرت اور لطف و لذت حاصل کی جائے۔ لیکن اس حظ میں بھی یہ نہیں کہا جا

سکتا کہ اس میں تقویٰ اور خلوص ضروری شریک ہوگا۔ حظ کے حصول کے لئے عقلمندی بھی داخل ہے۔ جنت و شراب طہورا حور و غلمان، دودھ و شہد کی نہریں اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کا دیدار و ملاقات بھی بقائے حظ میں شریک ہیں۔

اسی حظ کے زیر اثر انسان دنیا میں جدوجہد اور سعی و کوشش کرتا ہے۔ ہر قسم کی مشکلات اور خوفناک صورتوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ موت سے بچتا رہتا ہے۔ پھر زمین اور زلزلہ حاصل کرتا ہے۔ اس عورت ہی کی خاطر عظیم الشان محلات اور مضبوط قلعے بناتا ہے جن میں باغات لگاتا ہے اور نہریں جاری کرتا ہے۔ اس طرح قوت مردی میں امساک کی زیادتی لطف و لذت کی کیفیات کو دائمی بنا کر خاص قسم کا حظ حاصل کرتا ہے۔ گویا بقائے حظ ہی زندگی ہے۔

اسباب نامردی

محقق طور پر نامردی کے صرف تین ہی اسباب سامنے آتے ہیں: (۱) اسباب باویہ جن میں کیفیاتی اور نفسیاتی صورتیں شامل ہیں۔ (۲) اسباب سابقہ جن میں کیماوی اور غذائی صورتیں داخل ہیں۔ (۳) اسباب شرقی جن میں عضوی اور مشینی صورتیں بگڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ حقیقت میں دیکھا جائے تو نامردی کوئی ایسا مرض نہیں جو کسی ایک عضوی خرابی یا کسی ایک کیماوی تغیر سے پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ جسم کا ہر عضو اور خون کا ہر جز و بگڑ جائے تو قوت باہ پر اثر انداز ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اگر کسی نئی موٹر کا ایک معمولی سا پرزہ بھی تھوڑا سا ڈھیلا کر دیا جائے تو وہ نہیں چل سکتی۔ اسی طرح انسانی جسم میں بھی ذرا برابر خرابی واقع ہو جائے تو قوت باہ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے نامردی کے علاج میں کلی طور پر تمام جسم کو کیماوی اور مشینی طور پر سمجھ لینا ضروری ہے۔ تاہم حکماء و اطباء اور اہل فن نے ان خاص اسباب کو مد نظر رکھا ہے جن کے اثرات سے نامردی پیدا ہوتی ہے۔ وہ درج ذیل ہیں: (۱) اعضائے مخصوصہ کے ذاتی نقائص (۲) مٹی کے کیماوی امراض (۳) خون کے کیماوی امراض (۴) عام جسمانی نقائص کے امراض (۵) نفسیاتی اثرات (۶) تجربہ کے اثرات (۷) فقدانِ حظ و ذوق (۸) پیرانہ سالی (۹) شدید مصروفیات (۱۰) جزوری نامردی وغیرہ۔

اعضائے مخصوصہ کے ذاتی نقائص

اس کی دو صورتیں ہیں: اول خلقی یعنی اعضائے مخصوصہ کے وہ ذاتی نقائص جو پیدائش ہی سے پائے جاتے ہیں۔ دوم عارضی اعضائے مخصوصہ کے وہ امراض جو پیدائش ہی سے نہیں بلکہ بعد میں عارض ہو گئے جن کی صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

قتیب کے خلقی نقائص

قتیب کا ضرورت سے زیادہ چھوٹا یا بڑا ہونا۔ قتیب کے سوراخ کا نہ ہونا۔ قتیب کا نہ ہونا یا دو عدد ہونا۔ قتیب کا خسیوں کے ساتھ جڑا ہونا۔ نامردی کا یقین ہونا۔ قتیب کے اعصاب کا بے حس ہونا اور قتیب کا کوئی خوفناک مرض ہونا وغیرہ۔

خصیبتین کے خلقی نقائص

خصیبتین کا نہ ہونا یا بہت ہی چھوٹا ہونا۔ ان میں رسولی کا ہونا یا کسی خوفناک مرض میں ان کا نکال دیا جانا۔ غدہ قد امیہ کے امراض اور مٹی کی شریانوں اور وریدوں کے امراض وغیرہ۔

قضب کے عارضی نقائص

کبھی قضب، اس کی وجہ کثرت جماع یا کثرت احتلام یا کثرت جلق کا ہونا۔ قضب کی بے حسی کا احساس۔ جماع سے مطلق پرہیز، نفسیاتی امراض، خوف و ہراس، غم و لذت میں زیادتی، کثرت مشغولیت سے ذہن پر دباؤ پڑنا، نشہ آور اشیاء کا اثر ہونا، عورت سے نفرت ہونا اور قضب کے امراض وغیرہ۔

خصیتیں کے عارضی امراض

خصیتیں کے امراض میں قلت مٹی کے امراض، جریان مٹی، کثرت احتلام و سرعت انزال، مٹی کے اخراج میں تکلیف کا ہونا وغیرہ۔

کبھی قضب

قضب کا زیادہ حصہ دو اسٹھی اجسام سے بنا ہوا ہے اور وہ دونوں حصے اس کے دونوں طرف واقع ہیں۔ اور تیسرا اسٹھی جسم اس کے اوپر کی طرف واقع ہے۔ ان کی ساخت نہایت نازک اور بہت کچھ آفنج سے مشابہ ہے۔ جب ایک عرصہ تک ان کے اوپر رگڑ کا اثر پہنچتا رہے تو اس کے نیچے (نشو) کے ریشے (فائبرس) جو نہایت نازک اور خانہ دار ہوتے ہیں، ٹھس ٹھس کر نہایت پستے ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اس میں انبساط و انقباض (پیلیٹا اور سکڑنا) کی قابلیت نہیں رہتی۔ دوسری طرف کا اسٹھی جسم چونکہ نسبتاً تندرست اور صحیح ہوتا ہے اس لئے وہ بوقت نعوذ (انتشار) پھیلتا ہے۔ جس سے قضب صحیح حصے کی طرف جھک جاتا ہے۔

اس طرح اگر دونوں طرف کے اجسام اسٹھی میں خلل واقع ہو جائے (نعوذ انتشار) اسی قدر ہوگا جس قدر ساخت تندرست اور صحیح ہوگی اور مقابلہ کرنے سے دونوں طرف کا فرق معلوم ہو سکے گا کہ تم کس طرف ہے۔ اگر دونوں اطراف کے اجسام اسٹھی بالکل ہی خراب ہو جائیں تو نعوذ بالکل نہیں ہوگا۔

ایک غلط فہمی

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جس طرف خم واقع ہو جائے اسی طرف سے عضو ماؤف ہے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ یہ ایک غلط فہمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرف خم واقع ہے وہ خراب نہیں بلکہ تندرست اور صحیح ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی تندرستی اور صحت نے ہی نعوذ قبول کیا ہے اور عضو کو اپنی طرف کھینچ کر اس میں خم یا کبھی کی صورت پیدا کر دی ہے۔

کبھی کی ایک اور صورت

اسٹھی جسم کے غنایات کی خرابی کے علاوہ کبھی کی ایک صورت اور بھی ہے۔ قضب کے دونوں طرف عضلات (اسٹھی جسم) جو اتھوان عاند سے شروع ہو کر اس کی جڑ میں جا کر لگتے ہیں۔ جب یہ دونوں عضلے اعتدال کے ساتھ کھینچے ہیں تو قضب سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے۔ جب زیادہ تن جاتے ہیں تو قضب کو نیزگی جانا بکھینچتے ہیں۔ جب ان عضلات میں سے کسی ایک میں سنج پیدا ہو جاتا ہے تو قضب حالت نعوذ میں مخالف سمت کو جھک جاتا ہے۔ ان دونوں صورتوں کا فرق کبھی کی مختلف حالتوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

کبھی کے دیگر اسباب

کبھی کی صورتیں تو یہی دونوں ہوتی ہیں، لیکن اس کے اسباب اور بھی ہو سکتے ہیں۔

- اڈل صورت جو بیان کردی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اسطرحی جسم کے خیمات پر رگڑ کا اثر پڑے اور وہ ٹھس کر خراب ہو جائیں۔ یہ رگڑ کثرت جماع، جلیق اور انعام بازی یا ننگ اجسام میں قنیب کوختی سے داخل کرنا وغیرہ۔
- دوسری صورت یہ ہے کہ قنیب کے خیمات میں غدی مادہ جمع ہو کر ان میں کچی پیدا کر دے۔ یہ عارضہ سن کبولت میں ہوا کرتا ہے۔ اس کی ماہیت کے متعلق معالجین میں اختلاف پائے جاتے ہیں۔ بعض ان کا باعث نفرسی مادہ خیال کرتے ہیں بعض اس کو سوزاک کی وجہ خیال کرتے ہیں اور ایک طبقہ اس کو خون کا سدو خیال کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سوزش غدہ سے یہ تینوں صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔
- تیسری صورت یہ ہے کہ ان خیمات میں ورم و سوزش اور زخم سے رکاوٹ پیدا ہو جائے اور کچی بن جائے۔
- چوتھی صورت یہ ہے کہ تشنگی یا کوئی دیگر زہریلا مادہ وہاں کے خیمات کو براد کر دے اور کچی پیدا ہو جائے۔
- پانچویں صورت کوئی خارجی شے جسم میں داخل ہو کر باعث نقص ہو اور کچی کی صورت نمودار ہو جائے۔
- چھٹی صورت یہ بھی ہے کہ قنیب پر کسی ایک طرف رسولی ہو کہ اس میں کچی کی حالت ظاہر کر دے۔
- ساتویں صورت یہ ہے کہ پیشاب کی نالی میں سکر او پیدا ہو جائے اور راستہ تنگ ہو کر کچی کی حالت بنا دے، وغیرہ وغیرہ۔

فرنگی طب کی غلط فہمی

اعصاب جو قنیب پر حکمرانی کرتے ہیں ان میں جب سوزش یا تشنج واقع ہوتا ہے تو فرنگی طبیب ان کا لیلیف یا اسی قسم کے دیگر امراض کو کچی قنیب تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ یاد رکھیں جب بھی اعصاب میں سوزش یا تشنج پیدا ہو تو اس سے وہاں رطوبات اور انجم کی کثرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے قنیب طویل ہو کر لنگ جاتا ہے اس سے کچی کو کوئی تعلق نہیں ہے۔

غلط فہمی کی فہمی

اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہے کہ قوت باہ کی خرابی کی جس قدر صورتیں پائی جاتی ہیں ان میں اعصاب کا دخل ضرور خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ قوت باہ کی خرابی جس طرح اعصاب کی خرابی ہو سکتی ہے بالکل اسی طرح عضلات اور غدہ کی خرابی بھی قوت باہ میں واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن جہاں تک قنیب کی کچی کا تعلق ہے وہ زیادہ تر عضلاتی خرابی سے اور کبھی کبھی غدی خرابی سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ ہے حقیقت جس کا فرنگی طب کو ظلم نہیں ہے۔

کثرت مباشرت

قنیب کے نقائص میں سب سے زیادہ اہمیت کچی کو حاصل ہے اور اس کا سب سے اڈلین سبب کثرت مباشرت ہے۔ جہاں تک مباشرت کے اعتدال کا تعلق ہے اس کے لئے کوئی قاعدہ نہیں بنایا جا سکتا۔ جیسے ہم پہلے لکھے چکے ہیں کہ مباشرت کی صورت بالکل بھوک پیاس اور دیگر انسانی ضروریات کی طرح ہے، جو انسانی ضروریات اس کی طاقت و محنت اور صحت کے تابع ہیں۔ اسی طرح مباشرت بھی ایک ضرورت ہے اور جب تک شدید بھوک و پیاس کی طرح مباشرت کا احساس نہ ہو مباشرت کے قریب نہ جانا چاہیے۔ مختلف حکماء نے مختلف اوقات اور حدود لکھے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ بعض اشخاص ہر روز بلا خطر مباشرت و جماع کر سکتے ہیں اور ان کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ ان کو راحت نصیب ہوتی ہے۔ لیکن بعض ایسے ہیں کہ اگر ہفتے کے بعد بھی مباشرت کریں تو ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ بلکہ بعض لوگ دو دو چار

چار بیٹے بعد جماع کریں تو بھی ان کو زحمت اٹھانا پڑتی ہے۔ اس لئے اس مقصد کے لئے کوئی مقررہ وقت اور حد فاضل مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے اس مقصد کے لئے کوئی مقررہ وقت اور حد فاضل مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے مقررہ وقت اور حد فاضل کے بجائے ضرورت کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

کثرت مباشرت کس کو کہتے ہیں؟

اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں کہ فعل مباشرت کی ابتدا ایک خاص قسم کے سرور اور ایک خاص قسم کی لذت سے شروع ہوتی ہے جس کو ہم نے حظ (مسرت) کے تحت بیان کیا ہے۔ اس سرور و لذت اور حظ کا اندازہ انزال سے قبل اور اس کے دوران لگایا جاسکتا ہے۔ جب انزال مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی وقتی طور پر یہ خاص قسم کا سرور اور لذت ختم ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ جب تک یہ خاص قسم کا سرور اور لذت پیدا نہ ہو مباشرت کا خیال ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ حسین و جمیل شکلوں، مسرت بخش و بے خود کرنے والے نظاروں اور شاعرانہ لہجوں اور مترنم آوازوں کا احساس تک پیدا نہیں ہوتا۔ گویا احساس اور ادراک بھی صحت مند انسان میں پیدا ہوتا ہے۔

مباشرت کے لئے سرور اور لذت کی ابتداء حشد سے شروع ہوتی ہے۔ پھر پھیل کر گرد و نواح میں پھیل جاتی ہے۔ چونکہ سرور و لذت کے ساتھ ہی دوران خون ان اعضاء کی طرف تیز ہو جاتا ہے تو پھر یہ سرور و لذت کی لہر حظ و ذوق کے حصول کے تحت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ ریڑھ کے ستون کے اندر دوڑتی ہوئی ہاتھ پاؤں اور ناگوں تک میں دورہ کر آتی ہے اور بعض اوقات لطف و سرور اس قدر شدت پیدا کر دیتا ہے کہ انسان در ماندہ اور بے قابو ہوتا نظر آتا ہے۔ اگر حصول لذت میں دیر ہو جائے تو ایک مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر حظ و لذت کے حصول کی امید تھریک نہ دلائے اور برائیکٹ نہ کرے تو صاحب عقل اس طرف کبھی توجہ نہ کریں۔ لیکن صاحب عقل جو اپنے اندر قوت برداشت بھی رکھتے ہیں وہ ہر قدم پر اس حظ و لذت کے برائیکٹ پر قابو پالیتے ہیں لیکن جو لوگ یہ طاقت نہیں رکھتے وہ زیادتی کرتے ہیں اور غیر اخلاقی حرکات کر بیٹھتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حظ و لذت ایک فطری جذبہ ہے بلکہ انسانی جبلت ہے لیکن اس پر قابو نہ رکھنا اور اس کا غلام بن جانا اخلاقی انسانیت اور آدمیت کے بالکل خلاف ہے۔ صاحب عقل و فہم اور اہل علم ہر مقام پر اعتدال قائم رکھتے ہیں۔

نوجوانی اور کثرت مباشرت

نوجوان کثرت مباشرت میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کی وجہ ان کے بچپن کے ایسے امراض ہیں جن میں اعصاب میں تشنج و تباؤ اور سوزش و تحریک پیدا ہو جاتی ہے جس سے اعضاء مخصوصہ خصوصاً قضیب میں سرور و لذت اور بے چینی و دباؤ محسوس ہوتا ہے اور اکثر انتشار کی صورت قائم رہتی ہے۔ ان کو ہر وقت اس کی طرف توجہ رہتی ہے اور رفتہ رفتہ مشغول رہ کر وہ اس سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ خود لطف لینے کے ساتھ اپنے ہم عمر بچوں کی توجہ بھی اس طرف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب اس کو کچھ ہوش آتا ہے یا اس کے جسم میں مٹی کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے یا اس کو ایسے مواقع مل جاتے ہیں تو وہ کثرت جماع و اغلام اور حلق میں مشغول ہو جاتا ہے اور اس حظ کی تلاش یا اپنی بے چینی و دباؤ کو دور کرنے کے لئے سرور و لذت میں مشغول رہتا ہے اور اکثر بہت دور نکل جاتا ہے اور اپنے آپ کو تباہ و برباد کر لیتا ہے۔

قانون فطرت ہے کہ جسم انسان کے کسی عضو پر بلا ضرورت دباؤ ڈالا جائے یا اس سے کوئی ایسا کام لینے کی کوشش کی جائے تو دوران خون اس طرف زیادہ ہو کر وہ عضو یا حصہ جسم اپنا کام شروع کر دیتا ہے۔ چونکہ اس عضو یا حصہ جسم میں پوری نشوونما نہیں ہوتی اور اس سے

زبردستی کام لیا جاتا ہے اس طرح اس کے فعل میں اس قدر قوت خراج ہوتی ہے کہ وہ عضو با حصہ جسم کمزور ہو کر سخت ضعیف ہو جاتا ہے اور اکثر وہ عضو بالکل تباہ ہو جاتا ہے۔

بعض بچے بچپن میں زیادہ ذہین ہوتے ہیں، ماں باپ اور دیگر احباب ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور اس کو دنیا میں زیادہ کامیاب کرنے کے لئے ان کی طاقت سے بڑھ کر ان پر ذہنی کام کا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔ علم و فن اور ذہنی افعال کا یہ بوجھ ان کے نازک اور نامکمل دماغ پر اس قدر شدید ہوتا ہے جس سے کہ بچے یا تو پاگل ہو جاتا ہے یا اس پر دل و دماغ کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ جب بھی کسی بچے سے حد سے زیادہ محنت کا کام لیا جائے گا تو اس کے بدن کی نشوونما رک جائے گی۔ وہ کمزور اور بلا پتلا رہ جائے گا۔ اسی طرح یہ امر بھی یقینی ہے کہ اگر نوجوانی یا قبل از وقت کسی بچے کی خواہش مباشرت میں تحریک پیدا ہو جائے یا اس کو اس قسم کے مواقع میسر آ جائیں تو روز بروز اس کی خواہش سرور و لذت شدید ہوتی جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کے آلات تناسل انتہائی کمزور ہو جائیں گے۔ اس طرح بچے کی صحت برباد ہو جاتی ہے۔ بعض کم عقل لوگوں میں یہ نقص ہوتا ہے کہ وہ بچوں سے غلط قسم کا لالچ پیار کرتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کے آلات تناسل کو چھیڑ کر ان کو خوش کرتے ہیں یا ذرا وہ بولنے چلنے لگتا ہے تو اس کی تلمیحاتیں سننے کے لئے اس کو کہتے ہیں تمہاری میٹھی چیز کہاں ہے۔ بچہ بار بار پکڑ کر دیکھتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ اس سے ذہن لذت و سرور محسوس کرتا ہے جو رفتہ رفتہ دائمی ہو جاتا ہے۔

اس طرح بعض دایہ بچوں کو پاتی ہیں، جب بچہ رات کو روتا ہے اور چپ نہیں کرتا تو وہ اپنی نادانی سے اس کو چپ کرانے کے لئے اس کے آلات تناسل کو آہستہ آہستہ پہلاتی ہیں۔ جس سے بچے کو لطف و سرور آتا ہے اور وہ چپ ہو جاتا ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ اس کو عادت ہو جاتی ہے اور پھر وہ اس لطف و سرور کے بغیر چپ نہیں کرتا جس کا نتیجہ بڑے ہو کر بہت خوفناک ہوا کرتا ہے۔

بچہ جب کچھ بڑا ہوتا ہے اور اس کو یہ صورت میسر نہیں آتی تو وہ اس فعل کو خود کرتا ہے۔ وہ عام طور پر تنہائی میں اپنے آلات تناسل سے کھیلتا ہے۔ وہ اس لذت و سرور میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ پر کس قدر ظلم کر رہا ہے۔ اس طرح زمانہ بلوغ تک برابر کرتا رہتا ہے۔ بلکہ اکثر ساتھیوں اور دوستوں کو اس لذت و سرور میں شامل کر لیتا ہے۔ کبھی اپنے ہاتھوں اور کبھی دوسروں کے ساتھ اپنی تباہی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ نہ صرف اپنی طاقت جماع بلکہ خواہش جماع کو بھی ضائع کر لیتا ہے۔ آخر اپنے اعضائے تناسل بھی خراب کر لیتا ہے۔ کیونکہ اعضائے تناسل ابھی نامکمل ہوتے ہیں اور ان سے قبل از وقت غیر معمولی کام لے لیا جاتا ہے۔ اس طرح جہاں ان میں نشوونما ہوتی چاہیے تھی وہاں پر ان کی بربادی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے ماں باپ کا فرض ہے کہ بچے کے دودھ پینے کے زمانے سے لے کر اس کی بلوغت تک اس کی نہ صرف نگرانی کریں بلکہ اگر ایسے واقعے اس کو میسر آنے کا خطرہ ہو تو فوراً اس کی خفیہ تحقیق کر لیا کریں۔ اس طرح بچے کی زندگی تباہی سے بچ جاتی ہے اور ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی ذہن میں رکھیں کہ جن بچوں میں یہ بد عادت پڑ جاتی ہے ان کے اعضائے رکیسہ اس قدر کمزور ہو جاتے ہیں جس سے ان کی ذہانت ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ ان کا دل تعلیم اور کام سے اچاٹ ہو جاتا ہے اور وہ ناکارہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔

اسباب کثرت مباشرت

یہ خیال غلط ہے کہ کثرت مباشرت زیادہ تر وہی لوگ کرتے ہیں جو جاہل ہیں یا شوق عیاشی رکھتے ہیں یا مذہبی زندگی پر نہیں چلتے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے لوگ بھی کثرت مباشرت کرتے ہیں لیکن یاد رکھیں کہ پڑھے لکھے لوگ اس برائی میں زیادہ گرفتار ہیں۔ کیونکہ کثرت مباشرت کے اسباب بچپن کے امراض و بری عادات اور غلط ماحول سے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اگر پیدائش

کے بعد بچوں کے ماحول و عادات اور صحبت کو مد نظر رکھا جائے تو نہ صرف بچے کثرتِ مباشرت و حلق اور انعام جنسی خرابیوں سے دور رہیں گے، بلکہ علم و فن اور اخلاق و تہذیب میں اپنا اور اپنے والدین کا نام روشن کریں گے۔

ان اسباب کے علاوہ چند نفسیاتی سمیٹات بھی ہیں جو رفتہ رفتہ زندگی کا ایک جز بن جاتے ہیں۔ مثلاً حسن و عشق کی طرف رجوع کرنا۔ عشقیہ افسانے اور کہانیاں پڑھنا یا سننا۔ نغمہ و رقص میں دلچسپی لینا۔ حسین شکلوں اور شیریں آوازوں کو دیکھنا اور سننا، لذیذ و مقوی اور مرغن اٹھنیہ کا کھانا وغیرہ۔

اس سلسلہ میں حکیم رازی لکھتے ہیں: ”جس گھر میں حسین عورت اور لذیذ کھانے پکتنے ہیں وہ شخص کثرتِ جماع سے جلد بوزھا ہو جائے گا۔ شراب خوری یا دیگر محرکات باہ اشیاء کا استعمال وغیرہ۔ اور سب سے اہم صورت یہ ہے کہ اعصاب و غدود اور عضلات خصوصاً اعضائے تناسل سے تعلق رکھنے والے اعضاء میں خراش یا ناقض پیدا ہو کر خون کو تیز کر دیتے ہیں، جس سے کثرتِ مباشرت کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر ایسی صورت میں مباشرت سے اجتناب کیا جائے تو اعضاءے تناسل پر اس قدر بڑا اور بوجھ پڑتا ہے کہ مباشرت اور اخراج مٹی کے بغیر چارہ نہیں رہتا۔ ایسی حالت میں نہ انسان کوئی کام کر سکتا ہے اور نہ اس کو سکون حاصل ہو سکتا ہے۔ حیرت ہے کہ حکماء کو اس مشکل میں گرفتار دیکھا ہے۔“

یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے گلے میں کوئی لذیذ کی صورت ہو تو اس کو نگلنے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے۔ جب معدہ میں اس نوع کا کوئی ضلل ہوتا ہے تو بھوک زیادہ لگتی ہے۔ جب اعضاء میں خراش ہو تو بار بار پاخانے کی حاجت ہوتی ہے جب مثلاً نہکی نالی میں سوزش ہو تو بار بار پیشاب آتا ہے۔ اسی طرح اعضائے تناسل کا بھی یہی قیاس کیا جاسکتا ہے۔ لیکن کسی عضو کے فعل کی زیادتی یا اس کے فعل کی خواہش اس کی قوت اور خواہش پر دالالت نہیں کرتی بلکہ اس کی بیماری کا پیشہ خیمہ ہے اور اس کے مرض کی علامت ہے۔ اس میں خواہش جماع تو ہوتی ہے لیکن جسم میں طاقت نہیں ہوتی جس سے کام کاج کرنے کی سکت ختم ہوتی ہے۔

کثرتِ مباشرت کی علامات

جب خواہش کثرتِ مباشرت پیدا ہو جائے تو کس طرح اندازہ لگانا چاہیے کہ یہ خواہش اصل ہے یا مرض کی صورت ہے۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں صحیح خواہش مباشرت وہ ہے جو کسی مہنچ اور لذیذ کے بغیر پیدا ہو اور وہی مباشرت کا صحیح وقت ہے۔ یہ صورت روز پیدا ہو یا دوسرے تیسرے روز یا ہفتے اور مہینے میں پیدا ہو۔ اس صورت میں مباشرت کے بعد جسم بھکا ہوگا۔ دماغ میں سکون اور دل میں فرحت ہوگی اور کام کرنے کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے اور بھوک بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس جب خواہش مباشرت بڑھ جائے اور یہ مرض کی صورت اختیار کر لے تو اس میں مندرجہ بالا تمام اچھی علامات نہیں پائی جائیں گی۔ بلکہ روز بروز جسم ضعیف ہوتا جائے گا۔ دل و دماغ میں راحت و فرحت ختم ہو جائے گی۔ اس سے کام کرنے کی طاقت رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے اور مباشرت باعثِ مصیبت اور زحمت بن جاتی ہے اور اکثر مہنچ کی بجائے خون بھی آنا شروع ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ شش آ جاتا ہے۔ اس کو مرض خیال کرنا بہتر ہے۔

یونانی اطباء کا فیصلہ ہے کہ متواتر تین چار یا حد پانچ بار مباشرت کرنے سے اوجھ مٹی کے اندر جس قدر مٹی جمع ہوتی ہے خارج ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی مباشرت کرے تو پھر خون صالح جو پرورش بدن کے لئے مخصوص ہے خارج ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ علاوہ ضعف باہ کے جسم بھی تحلیل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ مختلف امراض نمودار ہونے لگتے ہیں جن میں اختلاج قلب، ضعف بصر، دوران سر، سوزش حرام مغز، مرقاق، صرع، جنون، ذیابیطس، جریان، دق و سل اور فاج و غیرہ شامل ہیں۔ عورتوں میں درد رحم و سیلان رحم اور

اختناق الرحم پیدا ہو جاتے ہیں۔

ان امراض کی پیدائش کی صورت کچھ اس طرح ہوتی ہے کہ سب سے پہلے دل دھڑکنے لگتا ہے۔ تنفس میں تیزی آ جاتی ہے۔ اعضاء ڈھیلے ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جسم ست ہونے کے ساتھ سن ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ آخر کار انسان کی سخت اور مہلک مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس طرح وہ جان عزیز کو الوداع کہہ کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ کثرت مباشرت تو بہر حال مضر ہے، لیکن جن لوگوں میں گرمی تری کی کمی ہوتی ہے ان کے لئے انتہائی نقصان رساں ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کے دل و دماغ اور جگر خصوصاً ضعف معده ہو ان کے لئے کثرت مباشرت بے حد مضر ہے۔ ایسے لوگ جلد خوفناک امراض کو دعوت دیتے ہیں۔

وید کثرت مباشرت کو نہایت نقصان رساں خیال کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اولاد جسمی شدید ضرورت کے بغیر مباشرت کرنا ہی نہ چاہیے۔ انسان کو جتنی سستی رہنا چاہیے، کیونکہ مباشرت سے زندگی گھٹ جاتی ہے۔ ایسی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کا رفع ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ کثرت مباشرت سے تپ و دق وصل اور کھانسی جیسے خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ ضعف ہضم اور پیشاب کی کثرت اور بلا پن خصوصاً عورتوں میں کثرت مباشرت سے پیدا ہوتے ہیں۔

تجربہ کار معالجین کا مشاہدہ ہے کہ کسی بھی مریض کو مباشرت کے قریب نہیں جانا چاہیے۔ اس سے نہ صرف مرض میں زیادتی ہو جاتی ہے بلکہ جسم بھی کمزور ہو جاتا ہے اور مرض خوفناک صورت اختیار کر لیتا ہے۔ خاص طور پر وہ مریض جو ضعف معده، ضعف قلب، ضعف دماغ، ضعف جگر، تپ و دق وصل، ذیابیطس، ضعف بصر، مرگی جنون، جریان اور ضعف باہ جس میں ضعف انتشار کی شکایت ہو ان میں پہلے ہی حرارت غریزی کم ہو جاتی ہے اور نقصان زیادہ ہوتا ہے۔

ان مریضوں کے علاوہ جو لوگ دماغی محنت کرتے ہیں ان کو بھی کثرت مباشرت سے دور رہنا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح دماغ اور اعصاب پر غیر معمولی اثر پڑتا ہے اور دماغی و اعصابی امراض خصوصاً جنون و دیوانگی اور پاگل پن پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو مباشرت سے دور رہنا چاہیے۔ اس سے بچنے کے ساتھ عورت کو بھی حد نقصان پہنچتا ہے۔ دوران حمل میں خون کے دوران کی باقاعدگی خراب ہو جاتی ہے اور دودھ پلانے والی عورت کا دودھ خراب ہو جاتا ہے اور عورت کمزور اور بچہ مریض ہو جاتا ہے۔ بچے کو کم از کم دو سال تک دودھ پلانا ضروری ہے۔

علاج کثرت مباشرت

کثرت جماع سے کسی مریض کو روکنا اس قدر مشکل نہیں ہے لیکن اس کے بعد پیدا ہونے والے نتائج اس کثرت جماع کی عادت سے زیادہ نقصان رساں بن جاتے ہیں جس سے عوام کیا بہت سے اطمینان بھی واقف نہیں ہوتے۔ ان کے خیال میں بد عادات کا صرف روک دینا ہی کافی ہوتا ہے اس سے مرض رفع ہو جاتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اس طرح اکثر جسم کو نقصان پہنچتا ہے۔ بعض صورتوں میں شدید ہو جاتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ عادت طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔ عادت کو فوراً روکنے میں نہ صرف ذہنی طور پر بے چینی ہوتی ہے بلکہ جسمانی طور پر بھی بے قراری ہوتی ہے۔ کیونکہ دوران خون اور جسم کا رجحان جس خاص انداز پر چل رہا ہوتا ہے طبیعت اس کو چھوڑنا برداشت نہیں کر سکتی اور تکلیف محسوس کرتی ہے۔ جیسے کسی کا نشہ کرنے کی عادت میں مبتلا ہونا۔ اس لئے طبیعت بدلنے سے قبل عادت کو بدلنا ضروری ہے۔ مریض کی عادت بدلنے کے لئے اس کی روزانہ زندگی و ماحول اور غذا میں فوراً تبدیلی کر دینی چاہیے۔ روزانہ زندگی میں صبح جلد

بیدار ہونا چاہیے، تازہ پانی سے غسل کرنا چاہیے، اپنے عقیدے کے مطابق عبادت ضروری ہے، روزانہ ایک گھنٹہ سیر یا ورزش کرنی چاہیے۔ ماحول کی تبدیلی کے لئے بہتر ہے کہ وہ مقام چند یوم کے لئے چھوڑ دے۔ اگر مجبور ہے تو کمرہ، مقام، چارپائی اور روزانہ بیٹھنے کی جگہ کو بدل لینا چاہیے۔ دوست بدل دے یا کچھ عرصہ کے لئے ان سے دور رہے۔ عشق و محبت کے افسانے، رقص و سرور کی محفلیں اور مناظر تفریح گاہوں کو بالکل یا کم از کم کچھ عرصہ کے لئے چھوڑ دینا چاہیے۔ غذا کی تبدیلی کے لئے سادہ اور زود ہضم غذا کھانی چاہیے۔ یعنی مرغن غذا آئیں نہیں کھانا چاہئیں۔ مرغن انڈے سے مراد پراٹھا، حلوا، پلاؤ، زردہ اور بھنا ہوا گوشت و کباب ہیں۔ البتہ دودھ اور مکھن روزانہ روٹی یا ڈبل روٹی سے کھا سکتے ہیں۔ بلکہ دودھ گھی صبح شام پی سکتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ جو انڈے گھی میں تلی یا پکائی جاتی ہیں وہ دیر سے ہضم ہوتی ہیں۔ غذا کے لئے دو یا تین چیزیں نہایت ضروری ہیں۔ اذل وقت مقررہ پر کھائی جائے، دوسرے شدید بھوک پر کھائیں۔ اگر وقت مقررہ پر بھوک کی کمی ہو تو وہ وقت چھوڑ دیا جائے اور دوسرے وقت یا تیسرے وقت کھالیا جائے۔ یہ عادت مفید ہے۔ اس میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ اس کو فاقہ نہیں کہتے بلکہ غذا کی ضرورت نہیں ہے۔ فاقہ اس حالت کو کہتے ہیں کہ شدید بھوک لگی ہو اور غذا نہ کھائی جائے۔ یہ صحیح ہے کہ فاقہ میں ضعف پیدا ہوتا ہے۔ البتہ اگر مریض روزے رکھے تو اس کے لئے بہت مفید ہے۔

غذائی علاج

یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ زندگی و قوت اور صحت کا مرکز انسان کے اندر خون ہی ہے جو غذا سے پیدا ہوتا ہے، کیونکہ وہ جزو بدن ہوتی ہے۔ خون کبھی کسی دوا سے نہیں بنتا۔ کیونکہ وہ کبھی بھی نہ جزو بدن ہوتی ہے اور نہ خون بنتی ہے۔ البتہ اعضاء کے افعال کو تیز کر کے غذا کو ہضم کر کے خون بنانے میں ضرور مدد کرتی ہے۔ اس لئے قوت اور صحت کے قیام کے لئے غذا کو اہمیت حاصل ہے۔ کیونکہ بغیر غذا کے کوئی دوا کسی صورت میں بھی تقویت اور صحت کو قائم نہیں کر سکتی اور یہی راز صحت اور قوت ہے۔

جب یہ اصول تسلیم ہو گیا کہ مقوی بدن صرف وہی شے ہو سکتی ہے جو مولد خون ہو اور ساتھ ہی یہ امر بھی تسلیم کر لیا گیا ہے کہ جو شے جزو بدن نہیں وہ کبھی مقوی بدن بھی نہیں ہو سکتی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اصل تقویت غذا میں ہے تو پھر دوا کو کیوں تقویت کے لئے استعمال کرتے ہیں؟ اور کیا وجہ ہے کہ ادویہ کے استعمال سے بدن میں طاقت، جسم میں سکت، طبیعت میں کفایت، دماغ میں قوت، دل میں ہمت اور جگر میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیوں فولاد کے کھانے سے چہرے پر رونق، خون میں سرخی اور بدن میں طاقت آ جاتی ہے۔ اور کچھ اور اس کے مرکبات کھانے سے بھوک تیز ہو جاتی ہے۔ کھانا ہضم ہوتا ہے، جسم میں قوت کی شدت محسوس ہونے لگتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ جو اشیاء ہم کھاتے ہیں ان کی تین صورتیں ہیں: (۱) غذا (۲) دوا (۳) زہر۔ ان کے مرکبات سے بھی تین صورتیں بنتی ہیں: (۱) غذائے دوائی، جس میں غذا زیادہ اور دوا کم ہوتی ہے۔ (۲) دوائے غذائی، جس میں دوا زیادہ اور غذا کم ہوتی ہے۔ (۳) دوائے زہر، جس میں دوا کے ساتھ زہر کا اثر بھی ہوتا ہے۔

ہزاروں سالوں کے تجربات کے زیر اثر یہ حقیقت تسلیم ہو چکی ہے کہ غذائے مطلق جسم میں تحلیل ہو کر جزو بدن بن جاتی ہے۔ دوائے مطلق جسم میں تحلیل ہو کر جسم کو متاثر کر کے خارج ہو جاتی ہے اور ہر مطلق جسم میں داخل ہو کر اس کو فنا کر دیتا ہے یا اس میں فساد پیدا کر دیتا ہے۔ اس طرح جس کسی دوا میں جس قدر غذا کے اجزاء ہوتے ہیں وہ جزو بدن بن کر خون بن جاتے ہیں اور جس قدر اجزاء دوا کے ہوتے

ہیں وہ جسم کو متاثر کر کے جسم سے باہر خارج ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال بالکل موثر کی طرح ہے جو پٹرول سے چلنے لگی تو جس قدر چاہے تیز کر لیں موٹر تیز ہوتی جائے گی۔ جو لوگ اس حقیقت سے واقف نہیں وہ صرف ادویات یا زہروں کو استعمال کر کے قوت اور صحت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جب ناکام ہوتے ہیں تو ان ادویات کو غیر مفید اور ناکام خیال کر لیتے ہیں۔

فرنگی طب کی غلط فہمی

فرنگی طب میں سب سے بڑی غلطی تو یہ ہے کہ وہ علم العلاج اس کو کہتے ہیں کہ کسی علامت کو روک دیا جائے۔ مرض چارہ اپنی جگہ قائم رہے۔ جیسے درد سر میں اسپرین کا کھانا اور پیٹ درد میں مارفیا کا استعمال یا جراثیم کش دوا کا انجکشن دینا وغیرہ۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ ان کے علاج میں غذا کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی، کیونکہ وہ صرف کسی علامت کو روکنا علاج سمجھتے ہیں۔ مرض کو دور کرنے کا ان کے ذہن میں تصور نہیں ہے اس لئے فرنگی طب نہ صرف ناکام ہے بلکہ مضر اور نقصان رسا ہے۔ کیونکہ وہ دوا سے زیادہ زہر استعمال کرتے ہیں۔

قوت کا راز

جسم انسان کو جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے خداوند کریم نے یہ سب ہمارے خون میں مکمل طور پر شامل کر دی ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ جسم کو زندگی و صحت اور طاقت کے لئے جن اجزاء کی ضرورت ہوتی ہے انہی کے مرکب سے خون کی یہ صورت پیدا ہوتی ہے۔ خون تمام بدن میں دورہ کرتا ہے اور جہاں جہاں سے گزرتا ہے وہاں پر اس حصہ عضو کو غذا مہیا کرتا چلا جاتا ہے۔ جب گوشت پر سے گزرتا ہے تو اس کی غذا پروٹین وغیرہ اس کو دیتا ہے اور جب ہڈی کی طرف جاتا ہے تو اس کو چونے کے اجزاء پرورش کے لئے دیتا ہے۔ اسی طرح جب دل و دماغ اور جگر کی طرف جاتا ہے تو ان کے اجزائے غذا یہ ان کی طرف چھوڑ دیتا ہے۔ یہی صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب یہ پستانوں اور خضبیوں میں سے گزرتا ہے۔ وہاں پر دودھ اور مٹی کے اجزاء بہم پہنچاتا ہے۔ بس اسی پر زندگی و قوت اور صحت قائم ہے۔ جب کسی حصہ جسم کو اس کی غذا حاصل نہیں ہوتی تو وہ حصہ یا عضو کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے یا جس حصہ جسم اور عضو میں خون کی زیادتی ہو جاتی ہے تو وہاں پر مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ نتیجہ کے طور پر جسم میں ضعف واقع ہوتا ہے۔ ان حقائق سے ثابت ہوا کہ جسم کے لئے اصل شے خون ہی ہے اور اسی سے زندگی و صحت اور قوت پیدا کر سکتے ہیں۔ پھر دوا کی اہمیت کیا ہے؟

دوا اور زہر کی اہمیت

حقیقت یہ ہے کہ دوا خاص اور زہر بذات خود کسی طرح بھی زندگی و صحت اور طاقت نہیں دے سکتے۔ مثلاً کچلہ یا جوہر کچلہ جو انتہائی خوفناک قسم کے زہر ہیں وہ کس طرح قوت حیات کو مدد اور اعمال زندگی کو تروتازگی دے سکتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ خداوند کریم نے جو حکیم مطلق اور قادر مطلق ہے، اودہ میں ایسے ایسے خواص رکھ دیئے ہیں جن سے اعضا کو بڑی مدد ملتی ہے۔ جن کی مدد سے غذا بہت کھائی جاتی ہے اور زیادہ آسانی سے ہضم ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اعضائے بدن بہت مستعدی اور آادگی سے غذا کے اجزاء کو جذب کرتے ہیں اور اپنا جزو بنا لیتے ہیں۔

کچلہ کے عام اثرات

کچلہ ایک خوفناک زہر ہے۔ مگر جب اس کو دوائی کے طور پر استعمال کرایا جاتا ہے تو وہ بھوک کو تیز کرتا ہے۔ اعضاء بھرم کو تقویت دیتا ہے اور خون میں اجزائے پرورش بڑھاتا ہے۔ جسم میں حرارت کو بڑھاتا ہے۔ دل کے فعل میں تیزی جگر میں غذا کی زیادتی اور اعصاب و دماغ میں تقویت پیدا کرتا ہے جس کے ساتھ اعضاء تامل میں تحریک و شہوت میں جوش اور قوت باہ کو زیادہ کرتا ہے۔

یاد رکھیں کہ یہ اثرات و افعال غذا ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ کچلہ صرف ان خاص اعضاء جسم اور اجزائے خون میں تیزی پیدا کرتا ہے۔ جس سے خاص قسم کے اثرات و افعال فوری طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر جسم میں یہ اثرات و افعال پہلے ہی سے موجود ہوں تو ایسی صورت میں کچلہ یا اس قبیل کی ادویہ ضرور نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ بعض اوقات زہر کا اثر کر جاتی ہیں۔

روغن جگر ماہی کے عام اثرات

روغن جگر ماہی جس کو انگریزی میں کاڈیوراسل کہتے ہیں، چونا (کلیشیم) کا ایک روغنی مرکب ہے جیسے سھی گندھک (سلفر) کا ایک روغنی مرکب ہے۔ روغن ماہی کے استعمال سے بدن کا وزن زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ جسم میں حرارت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے جس سے جسم فرہ پر ابھرنا شروع ہو جاتا ہے۔ جسم میں طاقت و بہت کا حاصل ہونا اور بدن میں روغنی اور تروتا زگی اور خون میں طاقت اور زیادتی پیدا ہونے لگتی ہے۔ نتیجے کے طور پر دل و دماغ اور جگر کو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ یاد رکھیں کہ روغن جگر ماہی غذائے دوائی ہے اور کمزوری کے لئے مفید شے ہے۔

فولاد کے عام اثرات

فولاد ظاہر میں دوا معلوم ہوتا ہے لیکن وہ بھی غذائے دوائی ہے۔ کیونکہ فولاد ہمارے خون اور جسم کا اہم ترین جزو ہے۔ بلکہ خون کے اندر جو سرخی ہوتی ہے وہ فولاد ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ غذا کی جو تعریف ہم نے بیان کی ہے اس سے وہ غذا معلوم ہوگا۔ کیونکہ وہ جسم کا ایک بڑا ضروری حصہ ہے اور خون کے اندر جو سرخ ذرے پائے جاتے ہیں جن کو حاملین آکسیجن (ہیم) کہتے ہیں ان کی ترکیب کا غالب حصہ فولاد ہے۔ خون کے اندر یہ سرخ ذرے نہایت ضروری اجزاء ہیں۔ اگر ان کی مقدار طبی کم ہو جائے یا ان ذروں میں فولاد کا حصہ گھٹ جائے تو چہرے کا رنگ زرد، جسم میں کمزوری اور ضعف غالب آ جاتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے فولاد ہمارے جسم کے لئے غذا کا کام کرتا ہے۔ اسی لئے فولاد کو نہایت مقوی کہا جاتا ہے۔

یاد رکھیں کہ ہمواداتی فولاد چونکہ جسم میں بہت ہی قلیل مقدار میں جذب ہوتا ہے اور اس کا اکثر حصہ جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کو دوائی غذائی کہنا ہی بہتر ہے۔ البتہ نانا تاتی فولاد جو اکثر پھلوں اور سبزیوں میں پایا جاتا ہے اور حیوانی فولاد جو اکثر گوشت اور جگر میں پایا جاتا ہے دونوں غذائے دوائی ہیں۔ باوجود یہ کہ فولاد ہمارے جسم و خون اور غذا کا ضروری جزو ہے۔ لیکن پھر بھی خالص غذا نہیں ہے۔ کیونکہ ہر صورت میں فولاد کا اکثر حصہ خون سے خارج ہو جاتا ہے۔

غذا میں جس قسم کے اجزاء اور مادے ہوں گے خون میں وہی شے زیادہ بنے گی اور جسم پر بھی اس کا اثر زیادہ ہوگا۔ مثلاً گائے بھینس کو بولے زیادہ کھلائے جائیں گے تو دودھ میں کھن زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض غذائیں دودھ زیادہ پیدا کرتی ہیں۔ بالکل یہی صورت ہے کہ بعض اٹھ یہ خون زیادہ پیدا کرتی ہیں اور بعض اٹھ یہ مٹی زیادہ کرتی ہیں۔

ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے کثرت مباشرت کے مریض کی غذا کو دو پر مقدم رکھیں۔ جب غذا سے صحت درست ہو جائے اور طبیعت ابھرنے لگے تو ضرورت کے مطابق ادویہ بھی استعمال کی جاسکتی ہیں۔ غذا کے طور پر ایسی انڈیز دیں جن سے ایسا خون بنے جس میں رطوبت زیادہ اور خون کے دیگر اجزاء کم ہوں، جیسے شوربے والا گوشت، مکھن، دودھ، اور دہی جن میں میٹھا زیادہ ڈالنا چاہیے۔ میووں میں بادام اور چہار مغز بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ سبزیوں میں ٹماٹر، ساگ، کدو، کدو، ٹنڈ اور گاجر بہت مفید سبزیاں ہیں اور دالوں میں مونگ اور ماش کی دالیں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ اناج کی صورت میں اگر بھوک زیادہ ہو تو دیہ اور چاول استعمال کرایا جاسکتا ہے۔ پھلوں میں انار شیریں، آلو بخارہ زیادہ مفید ہے۔

یونانی اطباء کا خیال ہے کہ اختصار پیدا کرنے کے لئے ریح کا ہونا ضروری ہے اور اسی وجہ سے ان کی رائے میں جن غذاؤں میں نفاخی زیادہ ہوگی وہ مہم اختصار اور مقوی باہ ہوتی ہیں۔ اس قسم کی غذاؤں میں باقلہ و لوبیہ اور پنے و بیٹنن وغیرہ شریک ہیں۔ ایسی انڈیز سے کثرت مباشرت کے مریض کو پرہیز لازم ہے۔

کثرت مباشرت میں دوائی علاج

کثرت مباشرت ایک ایسا مرض ہے کہ اس کے علاج میں خصوصاً ادویہ کے استعمال پر اس وقت تک کوئی مریض راضی نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے جسم میں انتہائی کمزوری محسوس نہ کرے یا اس میں کسی خوفناک مرض کی علامات پیدا نہ ہو جائیں۔ مثلاً انتہائی خون کی کمی، جسم میں گوشت و چربی ختم ہو جائیں، اعصاب کا سن ہو جانا، جسم میں رشہ ابتدا، آنکھوں کا کمزور ہو جانا، بھوک کا بالکل ختم ہو جانا اور مباشرت میں منی کے ساتھ خون کا اخراج پانا۔ کیونکہ مریض کو مباشرت سے جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ اس کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ خصوصاً وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہوتا ہے کہ کثرت مباشرت کو اگر علاج سے روکا گیا تو وہ نامرد ہو جائے گا۔ لیکن حقیقت بالکل اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ کثرت مباشرت کو روکنے سے جہاں اس کی صحت درست ہو جائے گی وہاں پر اس کی قوت باہ پہلے سے بھی بہتر ہو جائے گی۔ اس میں اس کے لئے زندگی و صحت اور قوت و مسرت کا راز۔ جب کسی کثرت مباشرت کے مریض کو اچھے طریق پر علاج کی حقیقت ذہن نشین کرائی جائے تو وہ اپنے علاج پر راضی ہو جاتا ہے۔ ذہن نشین کرانے کی بات یہ ہے کہ اس علاج میں قوت باہ قائم رہے گی بلکہ پہلے سے زیادہ لذت اور لطف آئے گا۔ مگر کثرت کی عادت ختم ہو جائے گی اور بڑھتے ہوئے امراض دور ہو جائیں گے۔ یہی مریض کے لئے مفید ہے۔

غلط ادویہ کا استعمال

عام طور پر یہ مشہور ہے کہ برودات و مسکناات اور خندرات کے استعمال سے شہوت کو کم کیا جاسکتا ہے۔ جیسے کشیز و کاسنی، کانور و لفاح اور افیون و ہیگن وغیرہ کو استعمال کیا جاتا ہے اور اس طرح جسم میں حمیرہ و تسکین اور تخدیر پیدا کر کے بدن کو مست اور سن کر دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اول یہ سورتیں غلط اور عطایانہ ہیں، دوسرے یہ قانون علاج کے خلاف ہے۔ کیونکہ ان سے نہ صرف صحت خراب ہو جاتی ہے بلکہ اکثر نشیات کی عادت پڑ جاتی ہے جو زندگی بھر باقی رہتی ہے۔

صحیح طریق علاج

کثرت مباشرت کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں:

(۱) معدہ میں سوزش سے عضلات میں انقباض اور تشنجی حالت کا ہونا۔

(۲) جگر و گردوں میں سوزش سے خضیوں میں انقباض اور تشنجی حالت کا قائم ہو جانا۔ گاہے بگاہے پیشاب کی نالی میں سوزش پیدا ہو

کر جلن شروع ہو جاتی ہے جیسے سوزاک میں ہوتی ہے۔

(۳) لذت و لطف اور ذوق کی کثرت سے اعصاب و دماغ میں تیزی کا پیدا ہو جانا۔ یہ صورتیں اکثر عشق و محبت کے شوق یا ایسی

صحتوں میں رہنے یا اس قسم کے قصے اور افسانے پڑھنا یا بے کار سیر و تفریح میں وقت خرچ کرنے سے پیدا ہوتی ہیں جس کے نتیجے میں کثرت مباحثت کی عادت پڑ جاتی ہے۔

علاج کی صورتیں بھی انہی صورتوں اور قوانین کے تحت ہونی چاہئیں۔

○ اول صورت میں معدہ کی اصلاح کریں۔ جسم میں حرارت کو پیدا کریں تاکہ سوزش معدہ کے ساتھ عضلات خصوصاً جنسی عضلات کا انقباض اور تشنجی حالت رفع ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے مقوی جگر ادویہ استعمال کرائیں۔ ان میں غدی عضلاتی یا غدی اعصابی ادویہ کا استعمال کرائیں۔ ذیل کانسز بھی تریاق کا کام دے گا۔

نسخہ: گندھک چار حصے، نو شادر ایک حصہ اور پودینہ تین حصے۔ سب کو باریک کر کے سفوف بنالیں۔ ایک ماشہ سے دو ماشہ تک دن میں چار بار دیں۔ اگر قبض ہو تو غدی اور اعصابی یا غدی عضلاتی ملینات استعمال کریں۔

○ دوسری صورت میں سوزش جگر و گردوں کو دور کرنے کی کوشش کریں جس سے خضیوں کا انقباض اور ان کی تشنجی حالت ختم ہو جائے گی۔ اس مقصد کے لئے اعصابی غدی یا اعصابی عضلاتی ادویات کا استعمال کرائیں۔ ذیل کانسز اکسیر ہے۔

نسخہ: کشتہ نقرہ ایک حصہ، مرہ گاجر چار حصے، مغز بادام تین حصے، شہد آٹھ حصے۔

توکیب: بادام رات کو بھگو دیں۔ صبح ان کو پیس لیں۔ مرہ گاجر بھی پیس لیں۔ پہلے شہد میں پے ہوئے بادام ملا لیں پھر مرہ گاجر پسا ہوا ملا لیں۔ آخر میں کشتہ چاندی شامل کریں اور چار ماشہ سے ایک تولہ تک صبح و شام ہمراہ دودھ استعمال کرائیں۔ یعنی فائدہ ہوگا۔

○ تیسری صورت دماغی اور اعصابی بے چینی اور لذت کو دور کریں تاکہ ذکاوت حس دور ہو جائے اور رفتہ رفتہ لطف و شوق کی کیفیت ختم ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے عضلاتی اعصابی یا عضلاتی غدی ادویہ استعمال کریں۔ ذیل کانسز مقوی اور بے خطا ہے۔

نسخہ: کشتہ فولاد ایک حصہ، بلبہ سیاہ سوختہ سات حصے۔ باریک پیس کر ملا لیں۔ پھر بقدر نحوذ گولیاں تیار کر لیں اور ایک تا تین گولیاں روزانہ تین بار دیں۔ اگر قبض ہو تو عضلاتی اعصابی یا عضلاتی غدی ملین استعمال کریں۔ انشاء اللہ مریض کو تسلی بخش فائدہ ہوگا۔ ان ادویات سے کثرت مباحثت ختم ہو جائے گی اور صحت و قوت اور سرت قائم رہے گی۔

خلق

خلق کے کہتے ہیں؟

ہاتھ کی حرکت سے منی کا خارج کرنا۔ جسے عربی میں "استمن بالید" کہتے ہیں۔ فارسی میں "مشت زنی"۔ یہی نام عرف عام میں بھی بولا جاتا ہے۔ ہندی میں "بھہ رسی" اور انگریزی میں "ماسٹر بیٹن" کہتے ہیں۔ یہ فعل عام طور پر ہاتھ کی مٹھی سے کیا جاتا ہے۔ مگر بعض دفعہ پھرنے کی تھیلی یا تکیوں کی مدد سے بھی کیا جاتا ہے۔ یہ بھی سنا ہے کہ فرنگی عیاش ایک قسم کی ربڑ کی اجبت (گڑیا) سے یہ فعل انجام دیتے ہیں۔ جو

اس مقصد کے لئے تیار کی جاتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کی بعض حرکات عورت کی طرح ہوتی ہیں۔

اس بد عادت کی ابتدا کم ہوئی، لیکن کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا۔ البتہ یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ قدیم زمانے سے اس کا وجود چلا آتا ہے۔ کیونکہ قدیم تصنیفات میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بچپن میں کم و بیش ہر بچہ اپنی بے گنجی سے اس لذت میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ بعض حکماء اور فلاسفر جن کو شادی کے مواقع نصیب نہیں ہوتے۔ ان پر بھی اس بد عادت کا الزام ہے۔ یہی الزام سقراط پر ہے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ گناہ سے بچنے کے لئے وہ اس کو اجتناب سے بچتے تھے۔ اس الزام کی صداقت کے ظاہرہ کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یہ بالکل ایسی بات ہے جیسے بعض شعراء اور علماء پر شراب خوری کا الزام لگاتے ہیں۔ اس پر ایگنڈہ کا مقصد شاید یہ ہے کہ ان بد عادات کا جواز تلاش کیا جائے یا ان کو بد عادت نہ کہا جائے۔ بہر حال یہ عادات یقیناً بد ہیں اور ہر صورت میں گناہ کی حدود میں داخل ہیں۔ جس فعل سے انسان کو فطری طور پر نقصان پہنچے وہ یقیناً گناہ ہے۔ اس بد عادت سے اس قدر نقصان ہوتا ہے کہ اس سے ایک شخص کی انسانیت اور آدمیت دونوں برباد ہو جاتی ہیں۔

جلیق کے نقصانات

جلیق کا ظاہرہ نقصان تو قوت باہ خصوصاً اعضائے تناسل اور پیدائش منی پر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں اس کا اثر تمام جسم انسان خصوصاً اعضائے ریبندہ اور روحانی قدروں خصوصاً اخلاق و کردار پر پڑتا ہے۔ اس عادت سے انسان رفتہ رفتہ اپنی صحت کے ساتھ ساتھ احساس شرف و فضیلت اور عزت برباد کر لیتا ہے۔ ہم اس سے پہلے لکھ چکے ہیں کہ قنیب کی بناوٹ میں (۱) اعصاب (۲) غدود غشائے مخاطمی اور (۳) عضلات شریک ہیں۔ ان میں اعصاب باہر کی طرف، اس کے نیچے غدود غشائے مخاطمی اور سب سے نیچے عضلات جو اسٹھنی اجسام ہیں۔ تمام جسم قنیب اسی طرح بنا ہوا ہے۔ البتہ اصلیل (پیشاب کی نالی) کے اندر بھی غشائے مخاطمی کا استر ہے جو اندرونی جلد کا کام کرتا ہے۔ جب کوئی شخص جلیق شروع کرتا ہے تو پہلے اعصاب جو باہر کی طرف ہیں، متاثر ہوتے ہیں۔ اول اول ان میں لذت و لطف بڑھتا ہے۔ اس صورت میں دوران خون کی تیزی اعضائے تناسل خصوصاً قنیب کی طرف زیادہ ہو جاتی ہے۔ وہ شخص لذت کے تحت بار بار جلیق کی خواہش کرتا ہے اور اس طرح اپنے مادہ منویہ کو برباد اور اس کی آئندہ پیدائش کو خراب کر لیتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جسم میں جوش خون، دل میں تیزی، پیٹ میں ریاح، احتلام کی کثرت اور دماغ و اعصاب میں کمزوری شروع ہو جاتی ہے۔ جسم میں رطوبات بڑھ جاتی ہیں اور باہر خراب اور نزلہ زکام شروع ہو جاتا ہے۔

جب اعضا کمزور ہو جاتے ہیں تو پھر مرض کا اثر غدود غشائے مخاطمی تک پہنچ جاتا ہے۔ پیشاب میں جلن، قطرہ قطرہ آنا، کبھی سوزا ک کا ہو جانا، سرعت انزال کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی ذرا ذرا سی تحریک پر یونہی بیٹھے بیٹھے اور چلے چلتے انزال ہو جاتا ہے۔ دل کمزور، باہر کے خرابی اور پٹھے (اعصاب) سن ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں سے قنیب میں استرخاء (فالج) کی ابتدا شروع ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کا اثر بعض اوقات تمام جسم پر بھی پڑ جاتا ہے۔

جب غدود یا غشائے مخاطمی میں سوزش کی انتہا ہو جاتی ہے تو عضلات جو اسٹھنی اجسام میں شدید رگڑ سے برباد ہونا شروع ہو جاتے ہیں اور وہاں پر ایک خفیف سے ورم کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ وہاں کپڑا چھو جائے تو درد ہونے لگتا ہے۔ ساتھ ہی دیگر اعضائے تناسل بھی شدید متاثر ہو جاتے ہیں۔ کم و بیش رطوبت کا اخراج رہتا ہے جو سوزش کی شدت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس میں حس کے بڑھ جانے سے اس کی وہ رطوبت جو اصلیل کو تر رکھتی ہے اور ضرورت کے وقت اصلیل کو نرم رکھتی ہے۔ وہ رطوبت بہت زیادہ بہنے لگتی ہے۔ اس رطوبت کا

کثرت سے ٹکنا وہی اثر پیدا کرتا ہے جو منی کے نکلنے سے ہوتا ہے اور ایسی صورت پیدا ہو جاتی ہے کہ ذرا سی بھی تحریک ہوئی رطوبت بہنا شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ رطوبت سوتے وقت زیادہ بہتی ہے اور اطمینان کے بیرونی سوراخ پر آ کر جمع ہوتی رہتی ہے۔ ایسے لوگ جب صبح اٹھ کر پیشاب کرتے ہیں تو حنفہ کے لب باہم جڑے ہوتے ہیں۔ اکثر پیشاب کرنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ اس طرح کثرت رگڑ سے عضلات (اشقی اجسام) میں شدید خرابی سے کئی (میڑھا پن) پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کا علاج نامن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ بعض نادان لوگ جو علم و فن سے واقف نہیں ہیں یہ خیال کرتے ہیں خاص قسم کے طلاجات لگا دینے سے کئی (میڑھا پن) اور قنیب کا دباؤ پن دور ہو سکتی ہے۔ ایسا خیال کرنا غلط ہے۔ جب اعصاب و غدود اور عضلات میں پھر سے زندگی پیدا نہ ہو مرض کئی دفع نہیں ہو سکتا۔ قنیب کی کئی کا علاج صرف ماہر معالج ہی کر سکتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ جلیق سے جب اعصاب کو نقصان پہنچتا ہے تو ان کا وہ احساس ختم ہو جاتا ہے جس سے دوران خون وہاں آ کر غذا اور قوت پیدا کرتا ہے۔

یاد رکھیں کہ جس مقام پر اعصاب کے نظام میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ وہاں پر دوران خون نہیں پہنچتا۔ اس طرح وہ مقام کمزور ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی طرح جب غدی اور غشائے مخاطی کا نظام خراب ہو جاتا ہے، وہاں پر اعضا خون سے غذا جذب نہیں کر سکتے۔

جاننا چاہئے کہ ہر شریان کے اختتام پر غدود ہوتے ہیں۔ جو یہ کام کرتے ہیں، بالکل اسی طرح جب عضلات میں رگڑ سے خرابی پیدا ہو جاتی ہے تو اس کا اشقی جسم برباد ہو جاتا ہے۔ جس سے اس میں رطوبت اور ریاں کی مناسب غذا نہیں رہ سکتی۔ جس سے ایک طرف اس کا جسم ختم ہو جاتا ہے، وہ لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف اس میں پھیلنے اور سکڑنے کی قوت ختم ہو جاتی ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ قنیب کی حالت اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ اس میں انتشار اور خیرش کی صورت تقریباً ختم ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انتہائی جلیق سے ایک طرف کئی پیدا ہو جاتی ہے اور دوسری طرف مرد نامرد ہو جاتا ہے۔

جلیق کے نقصانات

جلیق انتہائی بد عادت ہے۔ اس سے اس قدر شدید نقصان ہوتا ہے کہ شاید ہی کسی بد عادت سے اس قدر شدید نقصان ہوتا ہو۔ یہ نقصان صرف عضوی اور جسمانی ہی نہیں ہوتا بلکہ نفسیاتی اور روحانی بھی ہوتا ہے۔ نفسیاتی طور پر انسانی جذبات میں بے اعتدالی اور کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ روحانی طور پر اخلاقی گراؤ پیدا ہو جاتی ہے۔ قوت ارادی کمزور اور خودداری ختم ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگ زیادہ تر تنہائی پسند ہو جاتے ہیں اور دیگر لوگوں سے آنکھیں ملا کر بات نہیں کر سکتے۔ عام طور پر ست و کال ہو جاتے ہیں اور کوئی کام کرنے کو ان کا دل نہیں چاہتا۔ چہرے کا رنگ عام طور پر زرد سیاسی مائل ہو جاتا ہے اور مزاج چڑچڑا ہوا ہوتا ہے۔ کسی بات کی برداشت مشکل ہو جاتی ہے۔

(۱) جسمانی طور پر کمزوری، خون کی کمی، ہضم کی خرابی، پیشاب میں نقص، مثانہ میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ منی جیسی قیمتی شے یونہی ضائع ہوتی رہتی ہے۔ ہم اپنی قیمتی اشیاء حفاظت سے رکھتے ہیں مگر منی کو، جو زندگی کا جوہر ہے، بے وجہ یا ذرا سی لذت کے لئے ضائع کرتے رہتے ہیں۔ جس سے خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۲) یہ صحیح ہے کہ جلیق اور جماع دونوں میں اخراج منی ہوتا ہے لیکن جلیق کی صورت میں جو اخراج ہوتا ہے وہ زیادہ مضر اور نقصان رساں ہوتا ہے۔ کیونکہ جماع ایک طبعی امر ہے اور طبیعت کو اس کی طرف فطری میلان ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی محبوب کی موجودگی اور اس کے حسن

و جمال کو دیکھ کر طبیعت کو تازگی و لطف اور فرحت و انبساط ہوتا ہے جس سے اکثر قوت باہ میں زیادتی ہوتی ہے اور چونکہ مرد اور عورت کے آلات تناسل کے باہم ملنے سے قدرت کی ایک مرضی پوری ہوتی ہے، اس لئے جماع کے بعد قلب کو تقویت، نفس کو لذت اور اعضائے تناسل کو قدرتی طور پر ندرائیت حاصل ہوتی ہے اور ان فوائد کے مقابلے میں حلق کی صورت میں نجات، پیشیانی اور پریشانی حاصل ہوتی ہے۔

(۳) جماع کا صحیح تصور اس وقت پیدا ہوتا ہے جب منی میں پختگی پیدا ہو کر اس کا دباؤ بڑھتا ہے۔ اس وقت اس کا اخراج اکثر باعث تقویت ہوتا ہے۔ لیکن جن کو بھلق کی بدعات ہوتی ہے وہ وقت بے وقت اپنی لذت و عادت اور بے چینی کے مطابق بے درپے جلدی جلدی حلق کے ذریعے منی کا اخراج کرتے رہتے ہیں۔ جس سے جسم کمزور اور خون خراب ہو جاتا ہے۔ گویا اس قدر خون پیدا نہیں ہوتا جس قدر ضائع ہوتا ہے۔

(۴) حلق کی کثرت سے جگر و غدود اور گردوں میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے پیشاب بار بار آنا شروع ہو جاتا ہے۔

(۵) کثرت حلق سے اعصاب قصبہ کی جلد سوزش ناک ہو جاتی ہے۔ اس سبب سے غشائے مخاطی میں ہر وقت خون کی کثرت رہتی ہے لہذا وہ ذکی افس ہو جاتی ہے، جس سے منی اور دیگر رطوبات اکثر بہتی رہتی ہیں۔ جس کا نتیجہ انتہائی ضعف ہے۔

(۶) اویسیہ منی اور خصیتین میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے جس سے سرعت انزال کا مرض ہو جاتا ہے۔

(۷) عضو تناسل میں دوران خون کی آمد و رفت بگڑ جاتی ہے جس کا اثر دیگر اعضائے جسم پر بھی پڑتا ہے۔

(۸) قصبہ کے اعصاب میں خرابی کے باعث دماغ و نخاع اور نظام عصبی بگڑنا شروع ہو جاتا ہے۔

(۹) حلق سے قصبہ خمیدہ اور باریک ہو جاتا ہے۔ اس کو کچی کہتے ہیں۔

(۱۰) حلق کی بدعات سے قصبہ کی جڑ باریک ہو جاتی ہے جس سے اس کے انتشار میں فرق آ جاتا ہے۔

(۱۱) انتشار کی کمی اور انزال میں سرعت کے باعث لذت ختم ہو جاتی ہے۔

(۱۲) حلق کے مریض کی قوت باہ اول تو ختم ہو جاتی ہے اور اگر کچھ باقی ہوتی بھی ہے تو بھی مریض شادی کے قابل نہیں رہتا۔

حلق زیادہ مضر ہے یا کثرت جماع

حلق اور کثرت جماع دونوں ہی انتہائی مضر ہیں۔ لیکن بعض حکماء و اطباء اور علماء میں اس امر میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ حلق کثرت جماع سے زیادہ مضر ہے یا کہ کثرت جماع حلق سے زیادہ نقصان رسا ہے۔ اس سلسلہ میں مختلف آراء ہیں۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ حلق کثرت جماع سے زیادہ مضر ہے۔ ان کی آراء درج ذیل ہیں:

(۱) حلق کرنے میں بہت سہولت ہوتی ہے اور اسی لئے آدمی اس کو جماع کی نسبت زیادہ بار کرتا ہے۔ وہ اس مقصد کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اس کو اتنی ضرورت ہے کہ چند منٹ کے لئے خلوت کی جگہ مل جائے۔ بس وہ اپنا کام تمام کر لے گا۔ اور اگر چاہے تو دن میں کئی بار یہ فیصلہ بد انجام دے سکتا ہے جو جماع کی حیثیت سے نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن بھی ہے۔ اس کے برعکس دوسرے گروہ کا یہ خیال ہے کہ حلق اور جماع دونوں صورتوں میں منی کا اخراج ہوتا ہے بلکہ جماع سے منی کا اخراج زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے کثرت جماع حلق سے زیادہ مضر اور نقصان دہ ہے۔

(۲) حلق سے اعصاب میں سوزش اور ذکاوت حس میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے اور ہرگز منی حلق کے لئے طبیعت تیار رہتی ہے یا کر لی جاتی ہے۔ اس کے برعکس کثرت جماع میں ذکاوت حس کم ہوتی جاتی ہے اور اس کے لئے خود تیار ہونے کے ساتھ ساتھ مضمول کی بھی تسلی

کرتی پڑتی ہے۔

اس کے برعکس دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ جلیق میں مٹی کا اخراج کم ہوتا ہے اور کسی شرمندی کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔

(۳) جلیق غیر فطری صورت ہے۔ اس کے عادی کی نہ صرف صحت اور اخلاق خراب ہو جاتے ہیں بلکہ وہ شادی کے قابل بھی نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس عادت سے ذہن اس قدر خراب ہو جاتا ہے کہ وہ سوسائٹی میں اٹھے بیٹھے کے قابل بھی نہیں رہتا۔ اس کے دل میں کسی کی محبت اور عزت نہیں پائی جاتی اور وہ رشتہ داروں اور عوام سے عموماً دور رہتا ہے۔

دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ پیٹ کی بھوک کی طرح جنسی بھوک بھی اپنے اندر بہت شدت رکھتی ہے۔ جماع ہر جگہ میسر نہیں ہوتا لیکن جنسی بھوک کا جذبہ سکون نہیں لینے دیتا۔ اس لئے بھی جلیق بھیدے اور اس میں نقصان کم ہے۔ خاص طور پر جب ایک انسان تنہائی کے وقت اعتدال کے ساتھ انجام دے۔

اس سلسلے میں دلائل خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ جلیق انتہائی بد عادت ہے اور اس سے بے شمار نقصانات ہوتے ہیں اور خاص طور پر بچوں پر اس کا بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اور ان میں یہ بد عادت ایک دوسرے کو دیکھ کر پڑ جاتی ہے۔ اس لئے والدین پر یہ بات لازم آتی ہے کہ وہ نوخیز بچوں پر نگاہ رکھیں۔ خاص طور پر جب وہ چھپ کر کھیلیں تو ان کو گاہے گاہے خاموشی سے دیکھ لیا کریں۔ اس طرح وہ اس بد عادت سے محفوظ رہتے ہیں۔

جلیق اور فطری مردانگی

شخصی فطرت میں تین اہم اوصاف پائے جاتے ہیں: (۱) انسانیت (۲) آدمیت (۳) بشریت۔ جس شخص میں یہ اوصاف نہ پائے جائیں اس کی شخصیت مکمل نہیں ہوتی اور نہ ہی اس میں نشوونما اور نفسیاتی کمال کی صورتیں قائم رہتی ہیں۔ انسانیت سے دوسروں کے ساتھ انس پیدا ہوتا ہے۔ آدمیت سے تہذیب و تمدن اور ثقافت و کردار کے جذبات کو جلا ہوتی ہے۔ بشریت سے عقل و شجاعت کے قوی بلند ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ دوسروں کے لئے اپنی جان تک قربان کر دیتا ہے۔ لیکن جن لوگوں کو جلیق کی عادت ہوتی ہے، ان کی شخصی فطرت بالکل برباد ہو جاتی ہے اور یہ اوصاف ختم ہو جاتے ہیں۔

مجھے اچھے پڑھے لکھے بلکہ فاضل لوگوں کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے، ان میں جلیق کی بد عادت سے یہ اوصاف ختم ہو گئے تھے۔ بلکہ ان میں ان اوصاف کا احساس تک باقی نہ رہا تھا۔ اس کی وجہ فطرت مردانہ کی تباہی ہے۔ یہ فطری اثرات ہیں جن کو فطرت مردانہ کے حامل ہی سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے ایک عقل مند کم عقل انسان کو سمجھ سکتا ہے۔

جب جلیق کے بد اثرات شروع ہوتے ہیں تو ظاہری طور پر جنسی خرابیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ یعنی خواہش، جماع اور قوت جماع ختم ہو جاتی ہے۔ اول خواہش جماع ختم ہوتی ہے اور بعد میں قوت جماع بگڑ جاتی ہے۔ لیکن باطنی طور پر ذہنی اور عقلی قوتوں میں بھی ضعف پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے تمام جسمانی قوتیں کمزور ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب جلیق کرنے والے کے جسمانی قوتیں کمزور ہو جاتے ہیں تو اس کو جلیق کی تحریک کس طرح پیدا ہوتی ہے۔

جلیق کے لئے تین محرک ہوتے ہیں۔ اول بد لوگوں کی صحبت میں رہنے سے جنسی جذبات بھڑکتے ہیں اور ان کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی جلیق شروع کر دیتے ہیں۔ دوسرے گروہوں میں سوزش ہو جانے کی وجہ سے جنسی قوت پر دباؤ بڑھ جاتا ہے، جس کی فوری تسکین بغیر

جلق کے ممکن نہیں ہے۔ تیسرے تصور محبوب اور حسین صورت بھی جلق کی محرک بن جاتی ہیں۔ وہ تصور میں ان سے لطف اندوز ہوتا ہے اور ان خیالی صورتوں کو پیش نظر رکھتا ہے جو اس کی خوشی یا خواہش کا باعث ہو سکتی ہیں۔ لیکن جب یہ خیالی صورتیں ان میں تحریک پیدا نہیں کر سکتیں تو اس تحریک اور لذت کے لئے نفس کتب پڑھتا ہے یا گندی تصویریں دیکھتا ہے۔ لیکن جب رفتہ رفتہ یہ صورتیں بھی تحریک اور لذت پیدا نہیں کر سکتیں تو اس کے ساتھ ہی قوت جماع بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس طرح خواہش جماع اور قوت جماع دونوں ختم ہو جاتی ہیں اور وہ شخص اپنی صحت تباہ کر کے اپنی مردانگی پر باد کر لیتا ہے اور حقیقی طور پر نامرد ہو جاتا ہے۔ اس وقت وہ عورتوں سے نفرت کرنے لگ جاتا ہے اور ہمیشہ بچ کر گزارتا ہے۔ یہاں تک کہ ماں اور بہن کی محبت سے بھی دور بھاگتا ہے بلکہ گھر بھر سے دور رہتا ہے۔ اکثر اپنا وقت تنہائی میں گزارتا ہے اور تنہائی اس کو تسکین دیتی ہے۔ ایک واقعہ سنئے:

ایک نوجوان آدمی کا باپ اس کی شادی کرنا چاہتا تھا۔ مگر وہ کسی نہ کسی بہانہ سے ٹال دیتا اور آئندہ وقت پر ملتوی کر دیتا۔ آخر کار اس نے اپنے باپ سے صاف کہہ دیا کہ مجھے جماع کی خواہش بالکل نہیں ہے اور اچھی کی کہ آئندہ اسے اس بارے میں کچھ نہ کہا جائے۔ باپ بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر نہایت پریشان ہوا اور بڑی مشکل سے اس کو اس امر پر مجبور کیا کہ وہ اپنا علاج کرائے۔ وہ معالج کے پاس بغرض علاج گیا۔ پہلے لڑکے نے درخواست کی کہ باپ دوسرے کمرے میں چلا جائے اور بعد میں صاف اقرار کر لیا کہ وہ کئی سالوں سے جلق کارر رہا ہے۔ البتہ کئی دفعہ اس نے نہایت عمدگی سے جماع بھی کیا ہے۔ لیکن جب میں نے اس سارے معاملے پر کمال غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جلق میں لطف زیادہ اور تکلیف بہت کم ہے۔ اس کو جماع کی کوئی خواہش نہیں بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اسی طریق پر کار بند رہے جس کو اس نے اختیار کر لیا ہے۔ وہ ایسا سادا آدمی تھا کہ اس نے صاف کہہ دیا کہ یہی عمل در آمد اس کے لئے کافی ہے۔

معالج نے بڑی کوشش کی کہ اس کے ذہن میں ان تمام نتائج بد کا اثر بٹھادے جو اس کی قوت رجولیت اور ذہنی خرابی کا باعث ہو گئے ہیں۔ مگر وہ ایسی بے پروائی سے اس مضمون پر گفتگو کرتا تھا اور اس طرح اس کی تائید کرتا تھا کہ معالج کو خیال پیدا ہوا کہ اس کے دماغ میں جنون کا بھی دخل ہے اور غالباً ایک زمانہ آگے کہ یہ جنون اس کو بالکل مغلوب کر لے گا۔ وہ چلا گیا۔ اس کے بعد اس کا ذکر نہیں سنا گیا۔

ایک سال کے بعد معالج کیا دیکھتا ہے کہ ایک بار وہ پھر اس کے پاس آیا۔ اس کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت نوجوان لڑکی تھی جس کو اس نے اپنی بیوی بنایا۔ معالج نے اس کو مبارک باد دی۔ اس کے بعد اس نے اپنی بیوی کو ساتھ کے کمرے میں بٹھایا اور پھر معالج کے پاس تسلی سے بیٹھ کر یوں کہنا شروع کیا کہ جب وہ ان سے رخصت ہوا تو گھر جا کر معاملہ ازدواج پر اس نے بہت غور کیا اور آخر کار اس نتیجے پر پہنچا کہ آپ کی رائے درست تھی۔ یہاں تک کہ چند مرتبہ اس نوجوان لیزہ کی پاس گیا جس سے اس کا باپ اس کو بیابنا چاہتا تھا، لیکن وہ اپنی طبیعت کو ہرگز مائل نہ کر۔ اس کے بعد وہ کئی بار رنڈیوں کے مکان پر گیا لیکن اسے جماع کرنے کی کوشش میں کبھی جرأت نہ ہوئی۔ اس کے دل میں جماع کی طرف سے سخت نفرت بیٹھ چکی تھی۔ بالخصوص ایسی عورتوں سے جنہوں نے جماع کو ذریعہ معاش بنایا ہوا ہے۔

پھر اس کو خیال آیا کہ کسی ایک عورت کے ساتھ تعلق پیدا کر لینا چاہئے تاکہ اس بات کا امتحان ہو جائے کہ عورت پر قادر بھی ہو سکتا ہے یا بالکل بے کار ہو گیا ہے۔ چنانچہ اس نے ایک عورت کے ساتھ اپنا تعلق قائم کر لیا۔ مگر چونکہ اس کے دل میں جماع کی خواہش پیدا نہ ہوئی۔ اس نے ایک ہفتہ بعد اس سے تعلق توڑ لیا۔

تھوڑا عرصہ ہوا کہ اس کو سرکس کا تماشہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جہاں پر وہ ایک نوجوان عورت پر ذہن عاشق ہو گیا جو اس سرکس میں کام کرنے والوں میں شریک تھی۔ وہ گھوڑے کی پشت پر بڑی پھرتی اور دلیری سے سوار ہوتی تھی۔ اس نے اس عورت سے ناجائز تعلق پیدا کرنے

کی خواہش ظاہر کی جس کو اس نے سخت ناراضگی کے ساتھ نامنظور کیا۔ آخر شادی پر رضامند ہو گئی۔ چنانچہ شادی کے دن سے اس دن تک نہایت خوش اور مسرور تھا اور اپنی حالت پر خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا تھا۔

حلق کے خوفناک نتائج

ایک علاج نے ایک مریض کا حال بیان کیا ہے جو تمام عملی طب میں اپنی خصوصیات کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ اس سبب سے ہم اس کو یہاں درج کرتے ہیں۔

موضع لائچی ڈاک کا رہنے والا ایک گذریا تھا جس کا نام گیریل گیٹن تھا۔ اس شخص نے پندرہ سال کی عمر میں حلق شروع کیا۔ دن میں پندرہ پندرہ مرتبہ یہ عمل کرتا رہتا۔ یہاں تک نوبت اس کی آن پہنچی کہ بعض اوقات وہ گھٹنہ گھٹنہ جلیق کرتا رہتا جب جا کر کہیں انزال ہوتا۔ کبھی کبھی یہ حالت ہوتی کہ پیچھے کے کھوپڑے کو جلیق کرتے تھے جو جا تا۔ تب کہیں جا کر دو چار قطرے مٹی کے یا خون کے نلقتے۔ گیارہ سال تک تو وہ ہاتھ سے کام لیتا رہا۔ لیکن ۲۶ سال کی عمر میں ہاتھ کو کافی نہ سمجھ کر اس نے کارروائی کی ایک اور ترکیب نکالی اور لکڑی کا ایک چھانچہ لہبا لکڑا نازہ کے اندر داخل کرتا۔ دن میں کئی مرتبہ یہ کام اس کو کرنا پڑتا۔ چودہ سال تک وہ اس ترکیب سے کام لیتا رہا مگر بعد میں نازہ کا میوکس ممبرین (غشائے مخاطی) ایسا سخت مونا اور بے حس ہو گیا کہ لکڑی کا ٹکڑا بھی کافی نہ رہا۔

اس تمام عرصہ میں اس کو عورتوں سے سخت نفرت رہی جو ایک عام صفت حلق کرنے والوں میں پائی جاتی ہے۔ آخر اس کی حالت مایوس لیا کی سی ہو گئی۔ وہ اپنے کام کی طرف سے سخت بے پروا ہو گیا اور ہر وقت اسی خیال میں مصروف رہتا کہ شہوت بھجانے کی کوئی نئی ترکیب سوچ کر نکالی جائے۔ جب کئی تجربے کرنے پر اسے کامیابی نہ ہوئی تو وہ ٹنگ آمد بھنگ آمد پر راضی ہو گیا۔ اور چاقو ہاتھ میں لے کر شہ کو نازہ (نالی) کے سمت میں چیرنا شروع کیا۔ اس خونخوار دست کاری سے درد تو رہا ایک طرف اس کو ایک خوش آئند لذت محسوس ہوئی۔ اس سے اس کو بڑی خوشی ہوئی۔ کیونکہ اس کو اپنی شہوت رانی کا ایک نیا طریقہ دریافت ہو گیا اور اسی تجربہ پر عمل کرتا چلا گیا اور ہمیشہ اس کو وہی لذت حاصل ہوئی۔

جب وہ یہ عمل کوئی ہزار بار کر چکا تو اس کو معلوم ہوا کہ اس نے اپنے قضیب کے مقام اتصال و محل قیام تک تقسیم کر دیا ہے۔ اصلیل کے سوراخ سے لے کر قضیب کی آخری جز تک اس کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اثنائے عمل میں جب کبھی سیان الدم کی کثرت ہوتی تو ایک پٹی باندھ کر اس کو بند کر دیتا۔ قضیب کے اگرچہ دو ٹکڑے ہو گئے تھے مگر ان میں قوت تحرک الگ الگ موجود تھی۔ مگر ایک ان میں سے دائیں کو جھک جاتا اور دوسرا بائیں کو۔

جب قضیب کٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو چکا تو پھر وہ قدیم طریقہ لذت یابی بند ہو گیا۔ اب وہ کسی اور ترکیب کے معلوم کرنے کی فکر میں ہوا۔ نئے تجربات کئے۔ آخر کار اس نے یہ ترکیب اختیار کی کہ اس نے ایک چھوٹی سی لکڑی بنا کر نازہ (نالی) کے اس حصہ میں جو بھی اس کے قابو میں آتی تھی داخل کر کے اس کو گھمانا شروع کیا۔ اس طرح اس نے خود ان سوراخوں پر عمل تحرک کرنا شروع کیا جو نالی کے سوراخ ہیں۔ چنانچہ اس ترکیب سے اس کو باآسانی تمام انزال ہو جاتا۔ دس سال تک اس نے اس طرح کارروائی کی۔ آخر کار ایک روز اس نے بے پرواہی سے لکڑی داخل کی کہ اس کی انگلیوں سے پھسل کر مٹانہ میں چلی گئی۔ اب اسے نہایت شدت کا درد ہونے لگا۔ بہت کوشش کی مگر وہ نہ نکل سکی۔ جب جس بول اور سیان دم سے بہت ٹھگ ہوا تو ایک سرجن کے پاس بغرض علاج گیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بجائے ایک قضیب ہونے کے دو قضیب ہو رہے ہیں اور دونوں لمبائی میں برابر ہیں۔ آخر اس نے شکاف دے کر لکڑی جو تین ماہ تک

مثانہ میں رہی تھی اور جس پر ایک بڑی بڑا اجزائے ارضی کی بھی ہوئی تھی نکالی۔ بڑی محنت سے وہ اس عارضہ سے جان برہو مگر اس کے تین ماہ بعد عارضہ سل جو اس کو عرصہ دراز کی بے اعتدالی کی وجہ سے ہو گیا تھا وہ اس دنیائے مکروہات سے ہمیشہ کے لئے خلاصی پا گیا اور جلق کی بد عادت کا یہ خوفناک انجام ہوا۔

اس طرح یا اس سے کم و بیش ملتی جلتی مثالیں روزانہ معالین اور اطباء کو معلوم ہوتی رہتی ہیں۔ بعض ایسے شخص ہیں جو گاہے گاہے میانہ روی کے ساتھ جلق کرتے رہتے ہیں جن کو ظاہری طور پر نمایاں نقصان نہیں پہنچتا۔ اور وہ اس میں کوئی برائی خیال نہیں کرتے۔ لیکن جب بسز عروسی پر جاتے ہیں تو اپنے آپ کو نامرد پاتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کو اجیرن بنا لیتے ہیں اور بیوی کی زندگی کو بھی مشکل میں ڈال دیتے ہیں۔ اس قسم کی عادت ان نوجوانوں میں پائی جاتی ہے جو بڑے مغلوب الشبوت ہوتے ہیں یا ان کی قوت ارادی ایسی کمزور ہوتی ہے اور وہ اس جوش و میلان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگ جلق کو میوہ بھی خیال نہیں کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جلق کے نقصان سے واقف نہیں ہوتے۔ ایسے آدمی جب شادی کرتے ہیں تو ان کو معلوم ہوتا ہے کہ جماع سے ایسا حظ حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ جلق سے ہوا کرتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جلق سے عضلات کو نقصان اور خرابی پہنچ جاتی ہے۔ وہ مکمل طور پر اور ضرورت کے وقت شہوت پر قابو نہیں پاسکتے۔ اس لئے مخلوق جماع پر قادر نہیں ہو سکتے۔ جماع میں عورت بالمتقابل ہوتی ہے۔ اس وقت مکمل شہوت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن تفسیب کے عضلات جلق کی وجہ سے برباد ہو چکے ہوتے ہیں۔ ان میں مکمل طور پر خون اور ریح نہیں بھر سکتے جس کے نتیجہ میں ضرورت کے وقت مکمل شہوت نہیں آتی۔ مخلوق عورت کے مقابلے میں شرم سار ہو کر رہ جاتا ہے۔ اس لئے وہ جلق کو ہمیشہ جماع سے بہتر خیال کرتا ہے۔

جلق کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ جب اس کو تحریک ہوتی ہے وہ چند منٹوں کے لئے خلوت میں چلا جاتا ہے اور اپنا کام کر لیتا ہے۔ اگر تحریک ہو تو وہ میں کئی بار بھی اس فعل کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ لیکن ہر بار جلق میں جس قدر کمزوری ہوتی ہے اس قدر کمزوری کثرت جماع میں بھی نہیں ہوتی۔ جماع میں تمام جسم میں تحریک لذت ہوتی ہے اور دل و دماغ میں فرحت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن جلق میں لذت صرف تفسیب تک محدود رہتی ہے بلکہ انزال کے بعد ندامت اور اپنی ذات سے نفرت ہی ہو جاتی ہے۔ مگر وہ بے معنی تحریک ایسے لوگوں کو کچھ اس طرح مجبور کر دیتی ہے کہ وہ بار بار اس فعل بد کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں اور آخر کار دنیا کی ذلیل ترین مخلوق بن جاتے ہیں۔

جو لوگ ہمیشہ جلق کرتے ہیں وہ اس امر سے بالکل واقف نہیں ہوتے کہ وہ ایک ایسا فعل کر رہے ہیں جو آئندہ زندگی میں ان کے لئے صدمہ باخطرات کا باعث ہوگا۔ وہ نہ صرف جسمانی طور پر ناکارہ ہو جاتے ہیں بلکہ ان کا ذہن اور دیگر جسمانی قوتیں بھی برباد ہو جاتی ہیں۔ وہ زندگی کا مقابلہ جسمانی و روحانی اور ذہنی طور پر بالکل نہیں کر سکتے اور دنیا میں روز بروز ناکام ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جب دنیاوی زندگی میں کامیاب نہیں ہو سکتے تو آخرت کی زندگی میں ان کی کامیابی کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔

پر لطف بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو کسی عزیز و رشتہ دار سے کبھی محبت نہیں ہوتی۔ اکثر تنہا اور خاموش رہتے ہیں۔ مرد تو رہے ایک طرف ان سے اگر کوئی عورت بھی محبت کرے تو وہ بھگائے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی عورت ان سے بے تکلف ہونے کی کوشش کرے تو اس کو شرافت سے جواب دینے کی بجائے اس سے ڈر کر بھاگ نکلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

غرضیکہ مخلوق ایک ایسی عجیب و غریب مخلوق ہے کہ وہ معاشرہ میں رہتی ہے مگر معاشرہ سے الگ رہ کر زندگی گزارتی ہے۔ اس کو نہ معاشرہ سے ہمدردی ہوتی ہے اور نہ ہی وہ معاشرہ سے ہمدردی چاہتی ہے۔ معاشرہ سے ان بے تعلق لوگوں کی زندگی میں صرف ایک ہی لذت ہوتی ہے کہ جلق کر لیا کریں۔ ان کو نہ ماں باپ اور بہن بھائی سے محبت ہوتی ہے نہ ہی انہیں بیوی اور اولاد کا کوئی شوق ہوتا ہے۔ سب سے

بڑی بات یہ ہے کہ کھانے پینے میں بھی ان کو لطف نہیں آتا۔ ان کو زندہ رہنے کے لئے صرف پیٹ بھرنے سے غرض ہوتی ہے۔ ان کو دولت کمانے کی بھی کوئی پروا نہیں ہوتی۔ ان کو تو صرف اس قدر چاہیے کہ زندہ رہنے کے لئے کچھ کھانے پینے اور سپننے کے لئے مل جایا کرے۔ ایک مجاہد کی بس یہی زندگی ہے۔

جلیق اور جذبہ لذت

جذبات فطری طور پر نفسیاتی اظہار کا ذریعہ ہیں۔ جن سے انسان اپنے محسوسات اور ادراکات و خواہشات کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن ان جذبات کا اعتدال پر ہونا ضروری ہے۔ انہی جذبات کے ذریعے وہ کسی حسین و جمیل اور تسکین دہ شے کا شوق رکھتا ہے اور کسی مکروہ و خوفناک اور تکلیف دہ شے سے نفرت کرتا ہے۔ یہ جذبات اگر اعتدال پر رہیں تو ان سے اچھے اخلاق اور کردار پیدا ہوتے ہیں اور ان سے انسانی نشوونما ہوتی ہے اور جب ان میں اعتدال قائم نہیں رہتا اور ان میں افراط و تفریط پیدا ہوتی ہے تو یہی جذبات غلط طور پر تربیت پا جاتے ہیں۔ کبھی ان میں شدت پیدا ہوتی ہے اور کبھی جمود واقع ہو جاتا ہے۔

یاد رکھیں کہ غیر اعتدالی صورتیں انہی فطری جذبات سے ابھرتی ہیں۔ اس لئے جذبات کا اعتدال میں رہنا نہایت ضروری ہے۔ جذبات کا اعتدال صرف مذہب اور اخلاق کے تحت قائم رہ سکتا ہے۔ جہاں یہ دونوں اثرات مفقود ہوں یا ظاہر داری میں پائے جائیں لیکن ان کے حقیقی اثرات جسم و نفس اور روح پر نہ ہوں تو وہاں پر جذبات اپنی پوری شدت سے عمل کرتے ہیں۔

لذت بھی ایک فطری جذبہ ہے جو محسوسات و ادراک اور خواہشات کی ضرورت اور طلب کے لئے رکھا گیا ہے۔ لیکن جب اس میں افراط و تفریط پیدا ہوتی ہے تو یہی جذبہ انسان کو ناکارہ بنا دیتا ہے۔ شدت کی صورت میں ہر وقت لذت کی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے اور گناہ کر لیتا ہے۔ جمود کی صورت میں جدوجہد اور سعی چھوڑ کر دنیا سے کنارہ کش ہو کر اس پر بوجھ بن جاتا ہے۔ شیطان بھی ان پر کامیاب نہیں ہوتا۔ البتہ مذہب اور اخلاق کا صحیح تصور ہی جذبات کو اعتدال پر رکھ سکتا ہے۔ لیکن اگر مذہب اور اخلاق کا صحیح تصور نہ ہو تو مذہب و اخلاق کا تعلیم بلکہ ان کی چار دیواری میں بھی جذبات کی بے اعتدالیوں اپنا اثر خوفناک طریقہ پر کر جاتی ہیں۔ ایک ڈاکٹر نے ایک ایسے ہی طالب علم کا ذکر کیا ہے جو ایک مذہبی درس گاہ کا طالب علم تھا۔ مگر لذت کی شدت میں گرفتار ہو کر حلق میں جھلا ہو گیا۔ آخر اس کا نتیجہ خوفناک صورت میں ظاہر ہوا۔ جو باعثِ عبرت ہے۔

”ایک طالب علم تھیولوجیکل (مدرسہ علم الہیات) میں زیر تعلیم تھا۔ اس نے بارہ برس کی عمر میں جلیق شروع کیا اور پندرہ سال کی عمر تک برابر جلیق کرتا رہا۔ جب اس کو مضرتوں کا حال معلوم ہوا تو اس نے اسے چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس سے قبل وہ روز دو مرتبہ جلیق کیا کرتا تھا جو اس کی عمر کے آدمی کے لئے بلکہ ہر عمر کے آدمی کے لئے بھی زیادہ تھی۔ لیکن پختہ عزم بالہجوم کے بعد اس نے یہاں تک کامیابی حاصل کر لی کہ اس کو گھٹا کرنی ہفتہ ایک مرتبہ تک آ گیا۔ لیکن اس اثنا میں اس کو احتلام ہونا شروع ہو گیا۔ رات میں کئی کئی مرتبہ احتلام ہو جاتا۔ کسی شخص سے اس نے اپنی تکلیف کا حال بیان کیا تو اس نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے وقتاً جلیق کی تعداد گھٹا دی ہے۔ کثرت احتلام جلیق سے زیادہ مضر ہے۔ چنانچہ اس نے جلیق پھر شروع کر دی اور بعض دفعہ ایک دن میں آٹھ آٹھ مرتبہ کرتا تھا۔ جلیق کے وقت وہ اپنے ذہن میں ہمیشہ ایک خوبصورت عورت کی شکل پیش نظر رکھتا تھا۔ ایک نہایت حسین و جمیل عورت جس کے بال زریں آکھیں سیاہ گویا وہ حسن کی دیوی تھی اور اس سے بڑی محبت سے پیش آتی تھی۔ اٹھارہ سال کی عمر تک اس کی یہی کیفیت رہی۔ اس کے بعد اس نے پھر جلیق چھوڑ دینے کا ارادہ کر لیا۔ اور اب کے اس کو بہت کامیابی ہوئی۔ اس نے کالج چھوڑ دیا۔ چونکہ اس کو علم الہی کا بہت شوق تھا۔ وہ واعظ بننے کی غرض سے الہیات کا مطالعہ

کرنے لگا۔ اس نے علم الہی کے مطالعہ میں اپنے آپ کو ایسا محو کر دیا کہ سال بھر تک ایک دفعہ بھی جلیق نہ کیا۔ اس عرصہ میں اس کو احتلام بڑی کثرت سے ہوا کرتا تھا۔ کبھی ہفتہ میں چار مرتبہ کبھی روزانہ اور کبھی رات میں چار چار مرتبہ ہو جاتا۔

ان تمام خرابیوں کی وجہ سے وہ نہایت کمزور ہو گیا اور اس کا نظام عصبی بہت ضعیف ہو گیا۔ دماغ میں اجتماع خون کی علامات نمودار ہو گئیں۔ نیند دور ہو گئی، سر میں درد رہنے لگا، چہرے کے عضلات متشنج ہو کر کھپے لگے، کانوں میں شائیں شائیں کی آوازیں آنے لگیں۔ خیالات کے کسی مضمون پر مجتمع ہونا محال ہو گیا۔ رات کو اس کی حالت سخت تکلیف دہ ہوتی۔ کیونکہ سونے سے وہ ڈرتا تھا۔ رات کے آخری حصے میں جب نیند کا غلبہ ہوتا تو اس وقت بھی اس ڈر سے نہ سوتا کہ مہا دا احتلام نہ ہو جائے۔ جب اس کو سخت ناامیدی ہو گئی تو اس نے ایک رات متعدد دفع پے در پے جلیق کیا تو اس کو ایک قسم کا قلبی سکون محسوس ہوا جو اور کسی طرح ممکن نہ تھا۔ اس کو یہ سوچا کہ جلیق ہی ایسا فعل ہے جس سے اس کو آرام مل سکتا ہے اور اگر اس کا ضمیر یہ نہ کہتا کہ وہ خلاف فطرت فعل کر رہا ہے اور اگر جلیق کرنے کے بعد دوسرے دن اس کو رنج اور پچھتاؤ تکلیف نہ دیتا تو وہ اس عادت کو کبھی نہ چھوڑتا۔ جب کبھی وہ جلیق کرتا اور جب کبھی اس کو مشتاقہ خواہشیں رات کو آتیں، ایک خوبصورت پاک اور دیندار عورت جس کے بال زریں اور آنکھیں سیاہ ہوتی تھیں، وہ اس کے سامنے ہوا کرتی تھی اور وہ اس کے ساتھ تصور میں جماع کیا کرتا تھا۔ آخر کار چار سال اسی طرح گزر گئے۔ اس حالت میں اس نے کئی دفعہ پادریوں میں داخل ہونے کا ارادہ ترک کیا۔ مگر اس نے تقریباً کھم پاکر ایک علاقے کی پادری کا چارج حاصل کیا۔ لیکن اس کو معلوم ہونے لگا کہ وہ اسی صورت میں جماعت کے کام آ سکتا ہے۔ نیز اپنی صحت قائم رکھ سکتا ہے کہ وہ شادی کر لے۔ لیکن اس نے اپنی زندگی میں کبھی جماعت سے جماع نہیں کیا تھا اور اس کو وہ جوش شہوت بھی معلوم نہیں ہوتا تھا جو مضبوط اور قوی الباہہ آدمی اس حالت میں محسوس کرتا ہے جب عورت کے ساتھ ان کی صحبت ہوا کرتی ہے۔ تاہم جہاں تک اس کے خیال کی رسائی تھی، اس کو کبھی یہ وہم بھی نہ گزرا کہ وہ شادی کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اتفاقاً اس کی جماعت میں ایک نوجوان لینڈی تھی جو اس کے تصور سے بہت مشابہ تھی اور جو اس کو احتلامی خوابوں میں دکھائی دیا کرتی تھی۔ اس نے مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ اس سے شادی کی درخواست کرے گا کیونکہ بوجہ اس کی طبیعت کے اور بوجہ مصلحت وقت کے اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں تھی۔ چنانچہ اس نے اس عورت سے شادی کی درخواست کر دی جو منظور ہو گئی۔ مناسب وقت پر شادی بھی ہو گئی۔ شب زفاف نیویارک کے ایک ہوٹل میں گزری۔ دوسری صبح کو نوجوان پادری مایوس ہو کر ڈاکٹر کے پاس آیا اور کہا کہ وہ نامرد ہو گیا ہے۔

پہلے ڈاکٹر نے خیال کیا کہ اس کا حال ویسا ہی ہے جیسا ایسے نوجوانوں کا ہوتا ہے جو بہ سبب کثرت خواہش و قلت اعتدال بر خود ہوتا ہے۔ مگر یہ حالت چند روز میں دور ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن جب مزید تحقیقات سے اس کے گزشتہ حالات و کیفیات معلوم ہوئیں تو یقین ہو گیا کہ اس کی حالت نازک ہے اور قوت باہ کمزور ہو گئی ہے اور نقصان باہ اس کی اپنی زیادتیوں کا نتیجہ ہے جو جلیق کی لذت حاصل کرنے میں لگی ہے۔ خداوند کریم اس فعل بد اور غیر معمولی لذت سے محفوظ رکھے۔ یاد رکھیں کہ برائیاں جذبات کے غیر اعتدال سے ہی پیدا ہوتی ہیں، ہمیشہ خواہشات کو ضرورت کے تحت رکھنا ضروری ہے۔

جلیق نقصان اعضاء ہے

عام لوگوں کا خیال ہے کہ جلیق کے معزز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے نقصان مہنی بہت ہوتا ہے، اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کا بھی کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔ لیکن نامردی پیدا کرنے میں باہمت اور جرأت اور دوسرے فتور پیدا کرنے میں مہنی کا اخراج جزو اعظم نہیں ہے۔

یہ خیال بڑی کثرت سے لوگوں میں پایا جاتا ہے کہ منی کے چند قطرے ضائع ہو جائیں تو ایسا ہے جیسے اتنے چھٹا تک خون نکال دیا جائے۔ یہ ایک فضول بات ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ منی بہت جلدی نہیں بنتی۔ اگر کوئی شخص تھوڑے عرصہ میں متعدد بار جماع کرے تو زیادہ سے زیادہ تین دفعہ انزال ہوگا۔ اس کے بعد پھر منی خارج نہیں ہوتی۔ ایک مریض جس نے آٹھ گھنٹے میں گیارہ دفعہ جلق کیا اس نے بیان کیا کہ اس عرصہ میں صرف تین بار منی خارج ہوئی۔ باقی مرتبہ تشجات شہوانیہ خارج ہوتی رہیں جو ہوائی اجزا معلوم ہوتے ہیں۔ گیارہویں دفعہ جلق کر چکا تھا کہ تھوڑی دیر بعد مرگی کا دورہ ہوا اور وہ بالکل نامرد ہو گیا اور پھر شوہت نہیں آئی۔ یہ جلق سے اعضاء کا نقصان ہے۔

ایک نو جوان کا بیان ہے کہ اس نے ایک گھنٹہ کے عرصہ میں نو بار جلق کی۔ پہلے تین بار انزال ہوا۔ چوتھی دفعہ تھوڑی سی رطوبت نکلی۔ اس کے بعد پانچ مرتبہ لذت محسوس ہوئی لیکن کچھ انزال نہ ہوا۔ دوسری صبح اس کو تقطیر البول ہو گیا۔ آخر کار شہید اعصابی تشنج ہو گیا۔ جس سے قضیب بالکل مفلوج ہو گیا۔ یہ اعضاء کی خرابی ہے۔

مندرجہ بالا واقعات سے یہ بخوبی عیاں ہے کہ کثرتِ جلق کی وجہ سے جو نقصان پہنچتا ہے وہ نقصان منی کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ اگر نقصان منی کا خیال کیا جائے تو وہ مذکورہ بالا حالات میں ایک چھپے سے زائد نہیں نکلی ہوگی۔ دلیل یہ ہے کہ بلوغت سے پہلے جلق کرنے سے کسی قسم کا اخراج منی نہیں ہوتا لیکن تاہم اس زمانے میں جس قدر نقصان جلق سے ہوتا ہے اس قدر کسی اور طرح نہیں ہوتا۔

جلق اور بد صحبت

جلق کی بد عادت بد صحبت ہی سے پڑتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب تک کوئی یہ فعل بد دیکھے تو یا کوئی اس کو ترغیب نہ دے یہ بد عادت نہیں پڑتی۔ جو بھی اس فعل بد کو شروع کرتا ہے وہ دوسروں سے حاصل کرتا ہے۔ اس لئے صحبت بد سے دور رہنا بے حد ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سکول کے طلباء جو برے بچوں کی صحبت میں رہتے ہیں کثرت سے اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی یہ عادتیں ان میں رواج پاجاتی ہیں۔ ایک ڈاکٹر کے سامنے ایک طالب علم نے بیان کیا کہ ہماری ساری جماعت جلق لگایا کرتی تھی۔ پہلے بہت بڑے لڑکے جلق کیا کرتے تھے۔ چھوٹے ان کو دیکھ کر ایسا کرنے لگے۔ پھر نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ جماعت کا کوئی لڑکا محفوظ نہ رہ سکا۔

بد صحبتوں میں عشتیہ خیالات، جذبات کو بھڑکانے والی کتب اور عریاں تصاویر کے حملے نو عمر بچوں کے دل و دماغ پر یکے بعد دیگرے ہونے لگتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے خیالات قبل از وقت اعضاءِ تناسل کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ پھر ادنیٰ سی تحریک پر وہ جلق کے خواگر ہو جاتے ہیں۔

جلق اور کثرتِ منی

عام طور پر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ کثرتِ منی ہی اخراج کی صورت پیدا کر دیتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ منی کی کثرت بھی شدید تحریک اور انتشار پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن نابالغ بچوں میں منی کا نام و نشان بھی نہیں ہوتا۔ مگر ان کو بھی بد صحبت میں جلق کی بد عادت پڑ جاتی ہے۔ گویا جلق کی ابتدا بد صحبتوں میں لذت کے حصول سے ہوتی ہے اور پھر یہ لذت کسی خاص تصور کے تحت قائم رہتی ہے اور جب بھی وہ تصور ذہن میں آتا ہے لذت کی طلب بے چین کر دیتی ہے اور اس کے حصول کے لئے جلق شروع کر دی جاتی ہے۔

اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ جلق قوتِ باہ کے غارت ہونے کے لئے جماع کی نسبت زیادہ مضر ہے۔ نہ اس وجہ سے کہ جلق بار بار کیا جاتا ہے بلکہ اس وجہ سے کہ جلق کرنے میں تصور کا اثر بھی ساتھ شامل ہوتا ہے۔ اعصاب طبعی تحریک سے متحرک نہیں ہوتے بلکہ تصور کی رنگینیاں

اس کے اعضائے تناسل کو تحریک دیتی ہیں اور اومیہ مٹی کا پڑ ہو جانا اس تحریک کا باعث نہیں ہوتا جیسا کہ عام طور پر حالت طبعی میں ہوتا ہے بلکہ تصور کی دلفریبی اصل محرک ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے بد شکل اور بڑھاپے کا تصور جنسی تحریک پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ گندے تصورات و مشقیہ خیالات اور حصول لذت ہمیشہ بری صحبتوں سے دور رہنا ضروری ہے۔

جلیق اور نفرت جماع

جلیق سے حس طبعی کی بجائے آلات تناسل میں سوزش اور خراش کی صورت بن جاتی ہے جس سے ایک خاص قسم کی تحریک پیدا ہو جاتی ہے جو اس تحریک سے بالکل مختلف ہوتی ہے جو تحریک جماع کے لئے پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک نوجوان عورت کا ذکر ہے لیکن حالات عورت اور مرد دونوں پر منطبق ہو سکتے ہیں۔

ایک بورڈنگ سکول میں ایک لڑکی پڑھا کرتی تھی جہاں پر وہ جلیق کی بد عادت سے روشتاس ہو گئی۔ اس نے بغیر کسی پیش بندی اور پس و پیش کے جلیق کو اپنا شعار بنا لیا۔ پھر آٹھ سال کی عمر میں اس کی شادی ہو گئی۔ اس کو بہت خوشی تھی کہ آئندہ اس کو ایسی اعلیٰ درجہ کی لذتوں سے لطف اندوز ہونے کا موقع ملے گا۔ لیکن آہ انامیہ کی کاہستیا ناس ہو کہ شادی سے بجائے خوشی کے اس کو بے حد دکھ اور تکلیف حاصل ہوئی۔ شادی بجائے خوشی کے اس کے لئے درد و غم کا سرچشمہ بن گئی۔ کیونکہ خاوند کی بغل گیریوں سے اس کو کوئی حظ حاصل نہیں ہوتا تھا اور جب کبھی اس کا خاوند ہم بستری کی کوشش کرتا تو وہ تشنج میں مبتلا ہو جاتی اور کئی دیر تک اس کا یہی حال رہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ جلیق کی تحریک چونکہ جماع کی تحریک سے مختلف ہوتی ہے اور جلیق میں دوسرے کی پابندی نہیں ہوتی۔ جب چاہا اور جتنی بار چاہا اپنی مرضی کے مطابق جلیق کر لیا۔ لیکن جماع میں دوسرے کی پابندی اور جنسی تحریکات مرضی کے مطابق نہیں ہوتیں اس لئے جماع سے نفرت ہو جاتی ہے۔ یہ جلیق کی وجہ سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے۔ اس سے انسانی زندگی تباہ ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کے علاج میں بڑی کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔

جلیق اور مستورات

جلیق کی بد عادت صرف مردوں ہی میں نہیں ہوتی بلکہ مردوں سے زیادہ عورتوں میں یہ بدی اپنا گہرا اثر کر لیتی ہے۔ یہ عادت کسی خاص قوم یا ملک تک محدود نہیں ہے بلکہ عام طور پر اس جنس میں یہ عمل کیا جاتا ہے۔ ہر عمر کی عورتیں اس بد عادت میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ بچپن سے لے کر ادھیڑ عمر تک کی عورتوں کو اس مرض میں مبتلا دیکھا گیا ہے۔ غیر شعوری عمر میں جو بچیاں اس مرض میں مبتلا ہو جاتی ہیں اس کی وجہ اکثر درماتی امراض خصوصاً آتھک و سوزاک اور خارش وغیرہ ہوتی ہیں یا ان کے والدین میں جنسی جذبات کی شدت ہوتی ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچیوں کو پیشاب کے بعد صاف نہیں کیا جاتا جس سے جسم میں سوزش ہو جاتی ہے اور خارش کی صورت بن جاتی ہے۔ اس طرح بچیوں کو بغیر جاگیگے کے مٹی پر کھیلنے کے لئے بٹھا دیا جاتا ہے۔ جسم میں خراب قسم کی مٹی خشکی اور سوزش پیدا کر دیتی ہے۔ نتیجہ میں وہاں پر خارش کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے بلکہ بچیوں کو بے چینی سے خارش کرتے دیکھ کر مائیں یا نوکر یا نیاں خود اپنے ہاتھ سے خارش کرتی ہیں اور اس طرح بچیاں اس لذت کا شکار ہو جاتی ہیں۔

بعض جنسی بھوک میں مبتلا عورتیں لذت کی خاطر جس کو وہ غلطی سے پیار کا نام دے کر بچیوں کے جسم سے کھینچتی ہیں اور پیار میں مبتلا رہتی ہیں، مگر اپنی جہالت سے یہ نہیں سمجھ سکتیں کہ وہ ان کو کس مصیبت میں ڈھکیل رہی ہیں۔ ایک غریب گھرانے کی بچی کو اسی قسم کی خارش پیدا

ہوگئی جو شدید سوزش کی شکل اختیار کرگئی۔ اس کی عمر دو سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ جب اس کو اس تکلیف کا دورہ پڑتا تو وہ دروازہ کی دہلیز پر چلی جاتی اور شدت سے اپنے جسم کو رگڑتی۔ اس کا جسم ڈھی ہو جاتا۔ اس کی ماں پاس کھڑی دیکھتی رہتی مگر کچھ نہ کر سکتی۔ معلوم ہوا کہ اس کے والدین میں جنسی بھوک کی شدت غالب تھی۔

نوجوان لڑکیاں شہوانی گفتگو یا شہوانی نظاروں یا اس قسم کی کتابوں اور رسالتوں کے پڑھنے یا تصاویر دیکھنے یا اس بد عادت میں مبتلا سہیلیوں کے ساتھ بے تکلف ہونے سے اس بدی میں پھنس جاتی ہیں۔ اکثر نوجوان لڑکیوں کو نوکرائیوں وغیرہ سے بھی اس کی تعلیم مل جاتی ہے۔ ایام حیض ایسا وقت ہے کہ اس قسم کی عادت بد کے واسطے بہت ہی آدگی طبیعت میں پیدا ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات طبیعت مجبور ہو جاتی ہے جیسے جسم کی شدید خارش اور سوزش میں رگڑنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

عورتوں میں جلق کی علامات

لڑکیوں اور عورتوں میں جلق کی بد عادت پڑنے کے بعد فوراً ہی ان میں اس کے نتائج علامات کی صورت میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ سب سے پہلے چہرہ پر آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ پہلے رگھ میں زردی پیدا ہونا شروع ہوتی ہے، پھر چہرہ پر ایک قسم کا خیرا ابھرنے لگتا ہے، آنکھوں کے گرد سیاہی مائل ملتے پیدا ہونے لگتے ہیں، آنکھیں بے رونق اور ست ہو جاتی ہیں۔ لب اور رخساروں کی سرخی ختم ہو جاتی ہے۔ اس طرح چہرے کی خوشگوار یا ناکل زائل ہو جاتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہوتی ہے کہ جرات اور بے باکی ختم ہو جاتی ہے اور ندامت و شرمندگی اور خوف کے طے جلے اثرات جسم پر نمایاں ہو جاتے ہیں اور جسم کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

ان علامات کے علاوہ زنا نہ اعضاء پر سخت اثر پڑ کر ان میں نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایام حیض میں بے قاعدگی اور ماہیت میں فرق لاحق ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات حیض کی رنگت سیاہ ہو جاتی ہے اور اس سے سخت بدبوی آتی لگتی ہے اور ساتھ ہی پشت اور رانوں میں سخت درد ہونے لگتا ہے۔ رحم اور اندام نہانی اور بیرونی حصے میں اکثر ورم معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ رحم اپنا جگہ سے نیچے گر کر آگے بڑھ جاتا ہے۔ اس سے اس قدر تکلیف رہتی ہے کہ بعض اوقات مریض کے ساتھ قبر تک جاتی ہے۔ ایک خاص قسم کی رطوبت جسے سیلان الرحم (لیکوریہ) کہتے ہیں۔ اندرون جسم سے برابر جاری رہتی ہے۔ بعض دفعہ اس کی کثرت کا یہ حال ہوتا ہے کہ اندر کے کپڑے وغیرہ تر ہو کر باہر بہنے لگتی ہے۔ جسم کے جن مقامات پر یہ رطوبت لگ جاتی ہے وہاں پر بھی سوزش و جلن اور خارش ہو جاتی ہے۔ ذہنی اور نفسیاتی طور پر دماغ پریشان رہتا ہے۔ نفسیاتی قوتیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ جو عورتیں یا لڑکیاں اس بد عادت میں پھنس جاتی ہیں وہ اپنے شہروں سے، خواہ کیسے ہی خوبصورت اور جوان ہوں، سخت نفرت کرتی ہیں۔

آخر میں ایک خوفناک مرض پیدا ہو جاتا ہے جس کو ذکاوت شہوانی (منفومیٹیا) کہتے ہیں۔ اس مرض میں اعضائے جنسی میں حد درجہ کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے اندام نہانی میں سخت تکلیف کا احساس قائم رہتا ہے۔ جب تک اس مرض کا علاج باقاعدگی سے نہ کیا جائے، آرام نہیں آتا۔

حیرت انگیز واقعہ

ایک مشہور ڈاکٹر جو طبی مصنف بھی تھا وہ اپنا تجربہ اور مشاہدہ لکھتا ہے کہ میرے پاس ایک دفعہ کچھ عورتیں آئیں۔ ان سب میں جلق کے اثرات پائے جاتے تھے اور یہ بد عادت ان میں عرصہ سے چلی آتی تھی جس کا خود انہوں نے اپنی زبان سے میرے سامنے اقرار کیا۔ اتفاقاً

ان کو اس مضمون کی ایک کتاب ہاتھ لگ گئی، جس کو دیکھ کر ان کو معلوم ہوا کہ وہ کیسے مہیب اور مصیبت کا سامان اپنے لئے تیار کر رہی تھیں۔ پھر انہوں نے میری طرف رجوع کیا۔ چونکہ میں نے بہت سی عورتیں دیکھی تھیں جو اس بد عادت کی وجہ سے لیکوریوا (سیلان الرحم) بڑھ کا درد، درد اعصاب، درد پشت میں مبتلا تھیں۔ مگر میں نے ان کو بتلایا کہ یہ تمام امراض ان کی ایک ایسی غلطی اور بد عادت کا نتیجہ ہیں جس کو جلق کہتے ہیں۔ یہ سن کر وہ سب دنگ رہ گئیں۔

دلچسپ واقعہ

ایک معروف ڈاکٹر لکھتے ہیں کہ کوئی دو سال گزرے ایک نوجوان عورت عمر تقریباً ۲۴ سال میرے زیر علاج رہی۔ یہ نہایت سخت جنون کے مرض میں مبتلا تھی۔ یہ انتہائی تند مزاج و طیش آور اور قریباً دیوانی تھی۔ یہ کئی ماہ سے اس مرض میں مبتلا تھی۔ جب تک میرے زیر علاج رہی یہ زرد روخ تھی خون کا تو اس میں گویا نمک نہ تھا۔ بھوک بہت ہی کم تھی۔ بسا اوقات کھانا بالکل ہی نہ کھاتی تھی۔ اس کا جسم صرف پوست و استخوان باقی رہ گیا تھا۔ ایک دن میں نے اس کو معمول سے زیادہ برقرار اور صحیح مزاج پایا۔ میں نے موقعہ پا کر اس سے عادت جلق کا تذکرہ چمپیرا اور اس کو بتلایا کہ اگر یہ جملوق ہے تو ہرگز آرام نہ ہوگا جب تک کہ یہ اس بد عادت سے کنارہ نہ کر لے گی۔

اس نے میری بات مان لی اور اقرار کیا کہ واقعی وہ اس عادت میں پھنسی ہوئی ہے اور ساتھ ہی وعدہ کیا کہ آئندہ وہ اس سے حسب ہدایت بالکل احتراز کرے گی اور دو تین ہفتے بعد اس کی حالت سدھر گئی۔ رفتہ رفتہ اس کی صحت اچھی ہوتی گئی۔ اس کا دل اور ذہن اچھا ہوتا گیا اور چند ہفتوں بعد وہ بالکل تندرست ہو گئی۔

اس کا صحت یاب ہونا بالکل ناممکن تھا۔ مگر جلق کی بد عادت کے چھوڑ دینے میں اس کی صحت مندی کا راز مضمر تھا۔

جلق اور عزت نفس

ایک مشہور و معروف ڈاکٹر لکھتے ہیں کہ جلق جس طرح مردوں میں ہے اس سے بڑھ کر مستورات میں عام ہی نہیں بلکہ عالمگیر بھی ہے۔ لیکن ایسی عورتوں کی صحیح تعداد بتانا ناممکن ہے۔ لیکن سب سے بڑا نمونہ یہ ہے کہ اگر مردوں کو دیکھا جائے تو ان میں نوے فیصدی صاف صاف لکھ دیں گے کہ وہ اس مرض جانکاہ میں مبتلا ہیں۔ لیکن مستورات میں دس فیصدی سے بھی ایسی امید کرنا سراسر فضول ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی ممالک میں ایسے واقعات کا علم اتفاقاً ہوتا ہے۔

مزمور گڑ ایسے پیکروں میں جو انہوں نے مستورات کے سامنے دینے ہیں خود اپنی نسبت بیان کرتی ہیں ”کوئی آٹھ سال گزرے کہ میری توجہ اس بد عادت کی طرف ایک طبی کتاب دیکھ کر مبذول ہوئی، جس میں میری ہم جنس مبتلا ہو جاتی ہیں۔ یہ پہلا واقعہ تھا کہ مجھ کو معلوم ہوا کہ میری ہم جنسوں میں بھی یہ بدی اس قدر پھیلی ہوئی ہے۔ اس وقت سے مجھ کو متواتر شہادتیں ملتی رہی ہیں کہ یہ بدی نہایت خوفناک حد تک عورتوں میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ اگر یہ بدی صرف غربا میں ہوتی تو اتنا تعجب نہ تھا، مگر انیسویں صدی کے غریبوں سے لے کر ان امیروں اور شریفوں میں بھی بکثرت موجود ہے جو سوسائٹی کا فخر سمجھے جاتے ہیں۔ میں ایک اعلیٰ درجہ کی معزز خاندان کی امیر اور درمیانہ عمر لیڈی کے ایک خط کا خلاصہ پڑھ کر سناٹی ہوں جس سے معلوم ہو گیا کہ مستورات میں اس بدی کے کیا اثرات ہوتے ہیں۔

”جب میری عمر سولہ سال کی تھی تو ایک نوکرانی سے مجھ کو اس بد عادت کی تعلیم ملی اور جب تک میری شادی نہ ہوئی میں کوئی دو سال تک اس میں مبتلا رہی۔ اس اثنا میں میری صحت جو پچھلے دو سالوں میں کسی قدر خراب ہو گئی تھی مجھ کو اس کی وجہ معلوم نہ تھی اچھی ہو گئی اور

تندرست و توانا بچے میرے بطن سے پیدا ہوئے۔ کوئی چھ سال گزرے کہ بد قسمتی سے میرے شوہر کو مجبوراً کاروبار کے سلسلہ میں ہندوستان کا سفر کرنا پڑا۔ اس کی عدم موجودگی میں پھر میں نے اپنی کچھلی بدی اختیار کر لی اور اس کی واپسی تک اس میں پھنسی رہی۔ چنانچہ اس سے مجھ کو مختلف اقسام کے امراض پیدا ہونے لگے اور اب بے اختیار مجھ کو معلوم ہونے لگا کہ میں غلطی کر رہی تھی۔ تاہم مجھ میں اتنی جرأت تھی اور نہ ہی اتنی دلیری کہ اس کو ترک کر دوں اور ڈاکٹر کا مشورہ لوں۔ آخر کار میرے شوہر کو میرا عیب معلوم ہو گیا اور مجھ کو مجبور کیا کہ میں اس بد عادت کو چھوڑ دوں۔“ جواب میں اس کو میں نے لکھا کہ ”میری اب یہ حالت ہے کہ میری کمر اور رانوں میں متواتر درد رہتا ہے۔ رجم نیچے گر پڑا اور کسی قدر آگے بڑھ گیا ہے۔ علاوہ ازیں متواتر ایک قسم کے مادے کا اخراج ہوتا رہتا ہے جو رانوں میں جس مقام پر لگتا ہے وہاں پر دردم ہو جاتا ہے۔ ایام جنس میں بے قاعدگی ہو گئی ہے اور سیاہ رنگ کا غلیظ مادہ خارج ہوتا رہتا ہے جس سے تکلیف ہوتی ہے۔ مجھ کو بواسیر بھی ہے۔ شوہر کے ساتھ ہم صحبت ہونا ناممکن ہے مگر توجہ ہے کہ پچھلے دنوں سے میرے دل میں قدرتی طور پر اپنے شوہر کی طرف سے سخت نفرت پیدا ہو گئی ہے جو ایک تندرست نوجوان اور خوبصورت شخص ہے اور جس پر کہ میں اپنی جان دیتی تھی۔ میرے بال جو پہلے میرے سر پر بکثرت تھے اب سفید ہوتے جا رہے ہیں اور جلد جلد گرنے لگے ہیں۔ میرے چہرے پر دانے نکل آئے ہیں اور میرے ہمسائے مجھ پر شراب خوری کا الزام لگاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اس قدر بد نصیبی میں مبتلا ہوں کہ بعض اوقات بے اختیار تھک آ کر میرا دل چاہتا ہے کہ ہمارے باغ کے نیچے جو دریا بہ رہا ہے اس میں کود پڑوں اور اس طرح اپنی جان دے دوں۔“

جلیق اور مستورات

ذیل کے امراض عورتوں کو صرف جلیق کی وجہ سے لاحق ہونا ممکن ہیں: حد درجہ کا عصبی مزاج ہونا، حد سے بڑھ کر شرم، اختلاف قلب، آواز کا کم ہونا، طاقت کا زائل ہونا، بد ہضمی، درد سر، بے قاعدہ اور بے سبب درد، زرد اور بے خون چہرہ نظر آنا، حلقہ دار آنکھیں، دانٹوں کا درد، درد اعصاب، بدن پر گوشت کی کمی۔

علاوہ ان کے بے شمار خفیف تکالیف کا ہونا، جو اس بدی کے شکار کو لاحق ہوتی ہیں۔ سخت عصبی امراض، صرع، ہسٹریا (اختناق الرحم)، درم رجم، رحم کا بے قاعدہ محل وقوع، نفسانی توہی اور اعضاء کی سستی اور بالآخر قطعی بے کاری۔

پاک و ہند میں جب کنواری لڑکیوں کو جن بھوت اور چڑیلوں کا اثر ہوتا ہے اور مختلف صورتیں نظر آتی ہیں تو سمجھ لو کہ یہ بھوق ہے۔ اس قسم کی لڑکیاں شادی ہو جانے کے بعد بھی ان اثرات کے زیر اثر رہتی ہیں۔ اس قسم کی لڑکیوں اور عورتوں کی یہ اکثر عادت ہوتی ہے کہ وہ خوشی و غمی جیسے خاص موقعوں پر بے ہوش ہو جایا کرتی ہیں اور عالم بے ہوشی میں مختلف متبرک یا خوفناک صورتوں کا دیکھنا بیان کرتی ہیں۔ ایسی لڑکیوں اور عورتوں کو ذرا ذرا سی بات پر غصہ آ جاتا ہے۔ اگر ان کی مرضی کے مطابق کوئی بات نہ کی جائے تو کئی نئی دنوں تک غصے میں بھری رہتی ہیں اور غصے کی وجہ سے درد سر اور درشتگی میں مبتلا رہتی ہیں۔ جس کا اظہار وہ وہاں پر پٹی باندھ کر کرتی ہیں۔ بلکہ اکثر اپنی شدید بے چینی سے بے ہوش ہو جاتی ہیں۔ یا ان کے پیٹ میں ہوا کا گولہ بن جاتا ہے۔ پیٹ کا پھول جانا اور بد ہضمی تو روزانہ کی بات ہوتی ہے اور ہمیشہ بھوک بند ہونے کی شکایت کرتی رہتی ہیں۔ لیکن جب کھانے کا وقت آتا ہے تو سب سے زیادہ کھانا کھاتی ہیں۔ ان میں زیادہ تر لذیذ و مقوی اور مرغن اندیز خاص طور پر کھائی جاتی ہیں۔ جن میں حلوہ پوری اور پراٹھا، گھی میں تریز، دودھ یا بادام کی کھیر، حریرہ، مغزیات کے لٹو، اسی قسم کی کوئی اور مٹھائی کھائی جاتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بیماری اور بھوک نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ نہیں کھایا جاتا۔ ایسی لڑکیاں اور عورتیں نہ

کسی اور کے گھر رہ سکتی ہیں اور نہ کسی اور کو کھانا دیکھ سکتی ہیں۔ ہر لڑکی کے فیشن پر اعتراض اور برعورت کی شکل کا منہ بناتی ہیں۔ یہ سب کچھ ان کے جنسی جذبات کی شدت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اگر سمجھ دار معالج ذرا ان کی طبیعت کو سمجھ کر علاج کرے تو ان کو بہت جلد آرام آ جاتا ہے۔

سباب جلق

جلق پر ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں جن میں اس کے اسباب اور نتائج بھی شامل ہیں۔ تاہم اختصار کے ساتھ ان کے اسباب درج ذیل ہیں: (۱) صحبت بد اور فحش خیالات کا پرچار (۲) کثرت شہوت (۳) اولاد کی طرف سے بزرگوں کی غفلت (۴) سنگ مثانہ (۵) سوزش جگر (۶) کرم امعاء (۷) سوزش غلظہ (۸) ریگ گردہ (۹) عصبی فتور وغیرہ۔ اسباب سے جنسی تحریکات کا احساس ہونے لگتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے خیالات قبل از وقت اعضائے تناسل کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور پھر ادنیٰ سی تحریک پر وہ جلق کے خوگر ہو سکتے ہیں۔

اگر ذرا غور سے دیکھا جائے تو جہالت و نادانگی ایک بڑا سبب اور اصل سرچشمہ اس بد عادت کے اختیار کرنے کا بن جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسانی صحت کو کسی چیز سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا کہ اعضائے تناسل کے علم کو نہ صرف غیر ضروری بلکہ قابل شرم و حیا خیال کیا جاتا ہے۔ انسان کو بدن و روح دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پھر روح کو غالب اور بدن کو مغلوب قرار دے کر اعضائے تناسل کی طرف سے ایسی چشم پوشی اختیار کر لی گئی ہے کہ گویا وہ بدن کا محض بے خبری اور بے پروائی ہم پر نئے نئے حملے کر کے آتی ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ بچوں کو اعضائے تناسل کی تفریح اور فریالوہی پڑھا کر ان کے نقصانات سے آگاہ کر دیا جائے۔ بلکہ والدین کو بتدریج ضرورت ان بد عادات کے نقصانات کا علم ہونا چاہئے تاکہ وہ بچوں کی نگرانی کریں۔ ان میں اگر ایسے خطرناک اثرات محسوس کریں تو ان کو معالج کے پاس لے جا کر ان تحریکات کے اسباب معلوم کر کے ان کا بچپن ہی سے باقاعدہ علاج کرا دیں تاکہ وہ جلق اور اس قسم کی دوسری بد عادات سے محفوظ رہ سکیں۔

علامات

اس مرض کے بیمار نہایت ہی پست ہمت اور بزدل ہوتے ہیں۔ چہرہ اواس، طبیعت عقلمن، کاروبار سے بے پروا اور مجلس سے گریزاں، رنگ زرد، آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے، نہایت شرمیلا مزاج، ہر وقت آنکھیں میچھے کئے ہوئے، آنکھیں ملا کر بات چیت نہ کرنا۔ ہتھیوں اور ٹوکوں میں سرد پسینہ، عورتوں کی صحبت سے گریزاں اور اکثر تنہائی پسند ہوتے ہیں۔

علاج بالتدبیر

پہلے اس بد عادت کو رفع کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس غرض کے لئے اطباء نے کئی طریقے تجویز کئے ہیں۔ مریض کو اس عادت کا ایک ذہنی احساس ہوتا ہے، اس لئے خیال آنے پر وہ بے اختیار آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ آدمی کیسا ہی سمجھ دار ہو جلق کے نقصانات سے کتنا ہی واقف ہو، خیال آتے ہی بے بس ہو جاتا ہے اور کارروائی شروع کر دیتا ہے۔ اس لئے رفع عادت کے لئے صرف پند و نصائح ہی کافی نہیں ہو سکتے۔

اس بد عادت سے دور رکھنے کے لئے اول صورت یہ ہے کہ قنیب پر آبلہ انگیز ادویہ کا مفاد لگا دینا چاہئے، تاکہ درد کی وجہ سے مریض قنیب پر ہاتھ پھیرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ دوسرے آبلہ انگیز ادویہ اعصابی ہوتی ہیں اور اعصابی ادویہ رطوبات پیدا کرتی ہیں، جن

سے تازہ اور شہوت کم ہو جاتی ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایسا طلاء استعمال کرنا چاہئے جو اعصابی تحریکات بڑھا دیتے ہیں۔ ان کے استعمال سے آبلے تو پیدا نہیں ہوتے، مگر پھر بھی قضیب کی خارجی سطح میں ایسی تیزی پیدا ہو جاتی ہے کہ اس پر ہاتھ کی رگڑ برداشت نہیں ہو سکتی۔ ایسے ضاد اور طلاؤں کے نسخہ جات علاج کے دوران بیان کریں گے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ اس بد عادت والے مردوں یا عورتوں اور خاص طور پر نوجوانوں اور لڑکیوں کو تنہائی میں بیٹھنے کا موقع نہ دیا جائے اور رات کو ان کو اکیلا نہ سونے دیا جائے۔ بلکہ ہمیشہ ان کے ساتھ ان کا کوئی بزرگ بھی سوائے وعظ و نصیحت سے ان کے دلوں میں خوف خدا پیدا کیا جائے۔ خاندانی وقار کو بیدار کیا جائے اور اس امر پر زور دیا جائے کہ اس عادت بد سے آئندہ خاندانی نام و نمود کے ساتھ اولاد کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ مریض کو صحت کے تباہ ہو جانے اور آئندہ خطرناک امراض کی پیدائش کا یقین پیدا کیا جائے اس طرح رفتہ رفتہ وہ ذہنی طور پر بھی اس مرض سے دور رہنا قبول کر لیتا ہے۔

جب اس بد عادت کی طرف سے مریض کے دل میں نفرت پیدا ہو جائے اور دل سے اپنی اصلاح کی طرف مائل ہو تو پھر اس میں طبعی جنسی قوت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ اس میں جماع کی رغبت بیدار ہو جائے۔ بعض معالج خصوصاً فرنگی طب کے حاملین قاطع ہاؤ ادویہ استعمال کر کے جنسی جذبہ کو ختم کر دیتے ہیں۔ جس سے مریض کی جسمانی صحت متاثر ہو کر خراب ہو جاتی ہے۔ مخدرات و مسکنات کا استعمال یقیناً نقصان پیدا کرتا ہے۔

ادویات کے استعمال سے قبل مریض کی روزانہ زندگی باقاعدہ کریں: (۱) صبح جلد اٹھنا (۲) سیر کرنا (۳) روزانہ غسل کرنا (۴) آگر ہلکی ورزش کی عادت ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ (۵) عبادت اور مذہبی کتب کے مطالعہ کی عادت ڈالی جائے۔ (۶) غذا، وقت مقرر پر لینا (۷) بھوک شدید نہ ہو تو غذا میں نانہ کر لینے کی عادت ڈالنا۔ (۸) روزانہ ناشتہ میں کھن یا دودھ گھی کا استعمال۔ (۹) دوپہر کے کھانے میں پھل اور سبز پھل کا زیادہ استعمال کرنا۔ (۱۰) اتانج وغیرہ بہت کم کھانا، تاکہ غذا جلد ہضم ہو جائے۔ (۱۱) رات کے کھانے میں ہلکی اور زود ہضم غذا یہ ہونی چاہئیں۔ (۱۲) کاروبار دل جمعی سے کام کرنا۔ (۱۳) اچھے لوگوں کی مجلس میں بیٹھنا جہاں پر دوسروں کی خدمت خصوصاً ملکی و قومی خدمت کا جذبہ پیدا ہو۔ دوسروں کی خدمت کا جذبہ اعصاب میں زندگی پیدا کرتا ہے۔

حلوہ مقوی اعصاب

نسخہ: مرہہ گاجریک سیر، کھویا نصف سیر، الائچی خورد ایک تولہ، گھی حسب ضرورت لیں۔

تذکیب: ازل مرہہ گاجریک پیس لیں۔ پھر اس میں کھویا ملا لیں۔ پھر اندازاً کچھ گھی دیکھی میں ڈال کر اس میں الائچی خورد پیس کر ڈال دیں اور آگ پر رکھ دیں۔ جب الائچی کچھ سرخ ہو جائے تو اس میں مرہہ گاجریک اور کھویا ڈال کر ہلکی آٹھ پر پکائیں۔ جب مرہہ گاجریک اور کھویا سرخ ہو جائیں تو اس وقت اس میں اس قدر گھی اور ڈال دیں کہ جس میں حلوہ تہہ تر ہو جائے۔

مقدار خوراک: ایک چمچنا تک صبح و شام ہر ادیم گرم دودھ استعمال کریں۔

فوائد: اعصابی عضلاتی مقوی، اعصاب و دماغ کو طاقت دیتا ہے۔ جسم میں صالح رطوبت پیدا کرتا ہے۔ ذکاوت حس کو دور کرتا ہے۔ جگر اور گردوں کی سوزش کو کم کرتا ہے۔ دل کو فرحت بخشا ہے۔ رنگت کو صاف اور جسم کو موٹا کرتا ہے۔ جس کو جلق کی بد عادت ہو ان کے

لئے بہت مفید ہے۔

مثنائی مقوی اعصاب

نسخہ: ناریل ایک سیر، مغز بادام نصف سیر، گوند کیکر نصف سیر، گھی ایک پاؤ، چینی دو سیر، پانی ایک سیر۔

ترکیب: اول ایک دہیگی میں گھی ڈال کر آگ پر رکھیں۔ اس میں گوند کیکر ڈال کر چمچ ہلاتے رہیں۔ یہاں تک کہ گوند پھول جائے۔ ٹھنڈا ہونے پر اس کو پھین لیں۔ ناریل اور بادام کو بھی جیس کر گوند میں ملا لیں۔ پھر چینی میں پانی ڈال کر آگ پر رکھیں۔ جب دو تار کا توام بن جائے تو آگ پر سے اتار لیں اور فوراً ہی اس میں دو مرکب ملا کر کسی قفال میں ڈال لیں۔ ٹھنڈا ہونے پر ٹکڑے کاٹ کر رکھ لیں۔

مقدار خوراک: آدھی چھٹانک سے ایک چھٹانک تک نیم گرم دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

فوائد: (اعصابی عضلاتی مقوی) جگر و گردوں اور مثانہ کی سوزش کو کم کرتا ہے۔ نیا خون اور صالح رطوبت پیدا کرتا ہے۔ ضعف قلب کو بے حد مفید ہے۔ ذکات حس کو دور کرتا ہے۔ اعصاب و دماغ اور حواس خمسہ خصوصاً آنکھوں کو طاقت بخشتا ہے۔ رنگت کو صاف اور جسم کو مونا کرتا ہے۔ جن کو جلق کی بد عادت ہو اس کا استعمال اس بد عادت سے دور رکھتا ہے۔

سرفوف مقوی اعصاب

نسخہ: زیرہ سفید، کشیز مقشر، خشکاش، تخم تربوز مقشر، تخم خربوزہ مقشر، خیارین مقشر اور چینی سب چیزیں ہم وزن لے لیں۔

ترکیب: سب کو کوٹ کر سرفوف تیار کر لیں۔

مقدار خوراک: ایک تولہ سے تین تولہ تک، ہمراہ دودھ نیم گرم استعمال کریں۔

فوائد: (اعصابی عضلاتی مقوی) اس میں بھی مندرجہ بالا خواص پائے جاتے ہیں۔

طلاء آبلہ انگلیز

نسخہ: روغن کبیر، روغن ترب ہر دو ایک ایک پاؤ، روغن جمال گوند ایک تولہ، موم نصف پاؤ۔

ترکیب: پہلے موم کو کسی برتن میں آگ پر رکھ کر گرم کریں۔ جب موم پگھل جائے تو اس میں باقی روغن ملا لیں۔ بس تیار ہے۔

مقدار استعمال: ضرورت کے مطابق تھوڑا سا لے کر ششہ اور نیچے کی نالی چھوڑ کر باقی قنیب پر لپ کر دیں۔ ماش کی ضرورت نہیں۔ روزانہ ایک بار رات کو کافی ہے۔ چند دنوں میں دانے نکل آئیں گے۔ جن سے ایک طرف قنیب کو طاقت آئے گی، کبھی دور ہو جائے گی اور جلق کی عادت ختم ہو جائے گی۔

طلاء آبلہ انگلیز شدید

نسخہ: شیر عشر، شیر تھوہر دونوں ہم وزن ملا کر مسلسل ایک گھنٹہ کھل کر لیں۔ بس تیار ہے۔ (اعصابی ندی شدید) فوائد کے لئے بے انتہا مفید ہے۔

مقدار استعمال: ضرورت کے مطابق مندرجہ بالا طریق پر استعمال کریں۔ کبھی دو بلا پن اور لمبائی میں کمی ہوگئی ہو تو اس کا استعمال بے حد مفید ہے۔ اس کے استعمال سے قنیب پر آبلے ابھر آئیں تو دو لگانا ترک کر دیں۔ یہ آبلے خود بخود رفع ہو جاتے ہیں۔ جلق کی عادت کو

روکنے کے لئے مفید ہے۔ اگر آبلوں کی تکلیف زیادہ ہو اور اس کو روکنا مقصود ہو تو روغن کنجد ایک چھٹا تک میں پانچ ماشے ست اجوائن شامل کر کے ان پر دن میں دو تین بار لگائیں۔ آبلے بھی رفع ہو جائیں گے اور طاقت بھی قائم رہتی ہے۔

طلاء مقوی شامی

نسخہ: عطر گلاب، عطر حنا، عطر مشک، ایک ایک حصہ، روغن صندل (اگر میسوری ہو تو بہتر ہے) پانچ حصے۔

ترکیب: سب کو ملا لیں۔ تیار ہے۔

مقدار خوراک: (اعصابی عضلاتی مقوی) ضرورت کے مطابق چند اور نیچے کی نالی چھوڑ کر تعقیب پر ہلکے ہلکے ماش کریں۔ اس سے آبلے نہیں نکلتے۔ اس سے کئی دکھڑی اور بلا پن دور ہو جاتا ہے۔

اغلام

ضعف مردانہ کا تیسرا سبب اغلام ہے۔ اس سے قبل اس کے دو اسباب یعنی (۱) کثرت مباشرت اور (۲) طلق کے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہ بھی طلق کی طرح خوفناک جذباتی مرض ہے۔

اغلام کیا ہے؟

اغلام ایک جنس کے دو افراد کا ایک دوسرے کے ساتھ مباشرت کرنا ہے۔ یعنی مرد کا دوسرے مرد یا عورت کا عورت یا کسی غیر جنس کے ساتھ مباشرت کرنے کو اغلام کہتے ہیں۔ یہ فعل نہ صرف نہایت قبیح ہے بلکہ سخت نقصان دہ عادت ہے جس کا انجام انتہائی خوفناک ہوتا ہے۔ یہ عادت کم و بیش ہر ملک میں اور ہر زمانے میں پائی جاتی رہی ہے۔ اس فعل بد کی تاریخ پر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ فعل قدیم زمانے میں بھی پایا جاتا تھا۔

قرآن حکیم سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں یہ فعل انتہائی عروج پر تھا۔ وہ حسین اور نیک طبیعت عورتوں کی نسبت خوبصورت مردوں اور لڑکوں کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ وہ قوم حضرت لوط علیہ السلام کے کہنے سے اس فعل سے باز نہ آئی اور آخر کار چاہ کر دی گئی۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اہل روم اپنی تہذیب و تمدن کے عروج کے زمانے میں اس فعل بد میں بری طرح گرفتار تھے۔ بلکہ ہر درجہ اور ہر عمر کے لوگ اس میں مبتلا نظر آتے تھے۔ یہاں تک کہ شہنشاہ فریڈرک اعظم بھی ان لوگوں میں شمار ہوتے ہیں جو بہت بری طرح اس بد عادت میں گرفتار تھے۔

کہا جاتا ہے کہ کسی ہم جنس کی اپنے ہم جنس سے جب محبت ہو جاتی ہے اور وہ بے تکلف ہو جاتے ہیں تو انتہائی لذت و سرور اور مسرت میں اس فعل بد میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ ممکن ہے ایسی صورت بھی عمل میں آجائے۔ لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ کیونکہ اکثر بچے و جوان اور بوڑھے بھی اس بد عادت میں مبتلا پائے گئے ہیں۔ اس میں حسن و خوبصورتی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ بد صورت بچوں، جوانوں اور بوڑھوں کے ساتھ بھی یہ عادت بد پوری کی جاتی ہے۔ بلکہ حیوانات سے بھی یہ بد عادت پوری کی جاتی ہے جن میں گدھے، گدھیاں اور کتیاں بلیاں شامل ہیں۔ انتہا یہ ہے کہ بڑی بڑی بڑی گزریاں اس مقصد کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ فسادِ شہوت کا ایک پہلو اور غلط طریق پر انزال کی ایک صورت ہے جس میں ابتداء میں تو لذت اور فرحت حاصل ہوتی ہے، لیکن پھر عادت اور جذبہ بن جاتا ہے اور اکثر تکلیف ہوتی ہے۔

دورِ حاضر کی فرنگی تہذیب و تمدن میں اس اخلاق کش بدعات میں بے حد کثرت ہو گئی ہے۔ خاص کر بڑے شہروں میں اس کی انتہائی کثرت ہے۔ اس کے مراکز اکثر سکول، کالج اور ہنریل خانے و کلب یا ایسے مقامات ہیں۔ جہاں مجرم مرد یا بچے اکٹھے رہتے ہوں۔ یہ بدعات پڑ جاتی ہے۔ آج کل یورپ اور امریکہ میں اس عادت بد کی انتہائی کثرت ہو گئی ہے جس کا ثبوت برطانیہ کے پارلیمنٹ کا وہ قانون ہے جو حال ہی میں پاس ہوا ہے کہ اغلام کو جرم نہ قرار دیا جائے۔ حالانکہ اس سے قبل دنیا بھر کی تمام حکومتوں نے اس فعل بد کو شدید جرم قرار دے رکھا ہے۔ بلکہ اگر کسی حیوان سے بھی ایسی حرکت کی جائے تو بھی جرم ہے۔ برطانیہ میں اس فعل کو جرم کی حدود سے خارج کر دینے سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جرم میں اس کثرت سے ہر طبقہ کے لوگ شریک ہیں کہ اگر ان کو مجرم قرار دیا جائے تو ملک بھر میں فساد کا خطرہ ہے۔ لیکن اس فعل کی آزادی سے انسانی کردار میں جو فساد پیدا ہوگا وہ اس قدر شدید اور خطرناک ہوگا کہ اس کا اندازہ لگانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ خلاف وضع فطری کی بدعات عورتوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ اگرچہ کم ہے لیکن اس کے وجود سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کی ابتداء ایک عورت کے دوسری کسی عورت یا لڑکی سے جذبہ عشق کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ ایسی عورتیں آپس میں ایک دوسری کے ساتھ نہایت درجہ عاشقانہ محبت رکھتی ہیں۔ ہر قسم کی مالی اور خاندانی قربانی دیتی ہیں۔ ہفتوں ایک دوسرے کے گھروں میں جا کر رہتی ہیں۔ گھر والوں کے منع کرنے کے باوجود باز نہیں آتیں اور اپنی سبکی سے انتہائی محبت کا اظہار کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کو جدا کرنا بے حد مشکل ہو جاتا ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں یہ مرض بڑھ رہا ہے۔ بڑی لڑکیاں چھوٹی لڑکیوں سے یا بعض استانیوں اور لیکچرار اپنی شاگرد لڑکیوں سے ایسی محبت کا اظہار کرتی ہیں۔ پر لطف بات یہ ہے کہ جب کسی گھری کسی درگاہ وغیرہ میں ایسی شدید محبت اور عشق کا جذبہ نظر آتا ہے تو دوسری لڑکیاں اور عورتیں ان کو شکوک اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ ایسے تعلق کو اچھا خیال نہیں کرتیں۔ البتہ ایسی عورتیں اور لڑکیاں مردوں اور لڑکوں سے بہت جھجک محسوس کرتی ہیں اور ان سے اکثر دور رہتی ہیں اور اپنی گفتگو میں ان سے نفرت کا اظہار کرتی ہیں۔ بلکہ اگر ان کی شادی کا ذکر آ جائے تو اول تو بہت بے چینی کا اظہار کرتی ہیں اور پھر اس شادی میں خرابیاں ظاہر کر کے کیڑے نکالتی ہیں۔

یونانی دور تہذیب و تمدن میں جب نوجوان آپس میں ایسی محبت رکھتے تھے تو وہ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ وہ عورتوں کو نہایت نفرت سے دیکھتے ہیں۔ اس طرح جب یونانی دو شیزا آپس میں محبت کرتی تھیں تو وہ مردوں سے سخت نفرت کرتی تھیں اور اس بات پر نازاں ہوتی تھیں کہ وہ مرد کی ناز برداریوں کی محتاج نہیں ہیں۔ یہی جذبہ اب ہمارے ہاں اکثر پڑھی لکھی اور ملازمت پیشہ عورتوں میں بھی بڑھتا جا رہا ہے جس کے نتائج یقیناً خطرناک ہو سکتے ہیں۔

ان بداعمال کے برے نتائج کی مثالیں فرانس میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ جہاں حسن و عشق اپنی پوری بلندیوں پر نظر آتا ہے، جہاں عریانی اور بے شرمی کو آرٹ اور کچھ کہا جاتا ہے وہاں پر عشق اور محبت کے اظہار پر فخر اور مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ وہاں پر اس قسم کے خلاف فطرت عشق کی بڑی بڑی حکایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ اس قسم کی الفت اور جذبہ رنڈیوں میں اپنے عروج پر پایا جاتا ہے اور اچھے اچھے خاندانوں کو اس بدعات سے نقصان پہنچ رہا ہے۔ یہ سب کچھ صرف لذت اور فساد کا نتیجہ ہے۔

اغلام کے نقصانات

شہوت انسان میں صحت اور قوت کا اظہار ہے لیکن اس کا غلط استعمال فسادِ شہوت ہے۔ شہوت کے اثرات اور اظہار اور قبل از بلوغت

ہی شروع ہو جاتا ہے تاکہ بچپن ہی سے اس کے جنسی اعضاء اور قوتی ارتقاء اور تکمیل کی منزلیں اس کے جسم کے ساتھ مکمل ہونی شروع ہو جائیں۔ اگر جوانی سے قبل ہی شہوت کا غلط استعمال شروع ہو جائے تو پھر انسان جسمانی و نفسیاتی اور روحانی طور پر ارتقاء اور تکمیل کی منزلیں طے نہیں کر سکتا اور ناممکن انسان رہ جاتا ہے۔ یہ ماں باپ اور سرپرست کا کام ہے کہ وہ بچے کی نگرانی کریں تاکہ بچہ فسادِ شہوت میں گرفتار نہ ہو سکے۔ بلکہ جوانی کی تکمیل کے بعد بھی اگر فسادِ شہوت میں گرفتار ہو جائے تو پھر صحت اور جوانی برباد ہو جاتی ہے۔ اور بڑھاپا جلد آ جاتا ہے۔

فسادِ شہوت میں (۱) کثرتِ مباشرت (۲) حلیق (۳) انعامِ قابل ذکر ہیں۔ یہ تینوں بد افعال جس کثرت کے ساتھ ہمارے ملک میں عمل پذیر ہیں ان کا اندازہ جنسی مریضوں کی کثرت سے لگایا جا سکتا ہے۔ فسادِ شہوت سے جس قدر جسمانی و جنسی اور نفسانی اور روحانی نقصان ہوتا ہے اس کا اندازہ مریض بالکل نہیں لگا سکتا۔ یہ اندازہ صرف صاحبِ علم اور اہلِ نبی ہی لگا سکتا ہے۔ عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ یہ صرف جنسی نقصان ہے۔ لیکن اس جنسی نقصان کا جو اثر جسم و نفس اور روح پر ظاہر ہوتا ہے اس سے انسان کے اندر کردار اور اخلاق کی قوتوں کا ارتقاء اور تکمیل ختم ہو جاتی ہے۔ یہ صرف اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا بلکہ نسل اور ماحول پر بھی اثر انداز ہو جاتا ہے۔ گویا یہ صرف اس کی ذات کا نہیں بلکہ ملک اور قوم کا نقصان ہوتا ہے۔

ہادی انظر میں فسادِ شہوت کے نقصان کی تین صورتیں ہوتی ہیں: (۱) قضیب کا نقص (۲) اندرونی اعضاءے تامل کا نقص (۳) اعصاب کا نقص۔ مگر جاننا چاہیے کہ تینوں نقص صرف مقامی حالت تک محدود نہیں رہتے بلکہ ان کے اثرات اعضاءے رئیس اور اعضاءے شریف تک پہنچ جاتے ہیں۔ ارتقائے انسانی و نشوونما آدمیت، تکمیل بشریت نہ صرف رک جاتی ہے بلکہ فنا ہو جاتی ہے۔ جس شخص نے تعلیم میں فضیلت کی تکمیل نہیں کی وہ اس کے شرف کا کیسے اندازہ لگا سکتا ہے۔ اسی طرح جس نے مقام بشریت کو نہیں دیکھا وہ اس کے کمال کو کیسے سمجھ سکتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ قضیب کی بناوٹ میں زیادہ تر اسٹیفٹی اجسام ہوتے ہیں جن کا تعلق عضلات اور قلب سے ہوتا ہے۔ وہاں پر جو عضلے نفاذی اور اعصاب پائے جاتے ہیں ان میں انتہائی لطافت کا احساس پایا جاتا ہے۔ خصوصاً حشفہ اور اطمیل میں یہ اثرات اپنی انتہاء کو پہنچتے ہوتے ہیں۔ ان سب کو شریانوں اور وریدوں سے غذا پہنچتی ہے۔ جس سے وہاں کی نشوونما کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔ لیکن انعام میں اعضاءے غیر فطری طور پر دباؤ پڑتا ہے۔ اس طرح جو رگرتگی ہے اس سے حشفہ اور اطمیل کی جھلی و اعصاب میں خراش اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ بار بار ایسا کرنے سے خون کا دوران اس طرف زیادہ ہو جاتا ہے جس سے وہاں کی لطافت اور احساس میں اس قدر شدت آ جاتی ہے کہ دکھ پیدا ہو جاتی ہے جس سے درم تک کی نوبت پیدا ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اندرونی جنسی اعضاءے کے ساتھ ساتھ دل و دماغ اور جگر بگڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر بجائے جسم و نفس اور روحانی تکمیل کے خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ عورت کے ساتھ مباشرت کرنے میں تین خاص صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اول عورت کی اندامِ نہانی ایک لطیف اور نازک مقام ہے جو عضوِ مخصوص کے اندازے کے مطابق بنایا گیا ہے اور اس کے لئے مقامِ راحت ہے۔ دوسرے وہاں پر خاص قسم کی رطوبت پائی جاتی ہے جو قضیب کو رگڑ سے محفوظ رکھتی ہے اور سکون بخشتی ہے۔ تیسرے وہاں پر ایک خاص قسم کی حرارت ہوتی ہے جس کا ایک خاص درجہ ہوتا ہے جو مرد کے صحیح انزال میں مدد کرتی ہے بلکہ اس کے عضوِ مخصوص میں پسینہ لاکر اس کے اسٹیفٹی مواد کو بھی تحلیل کر دیتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس انعام میں نہ مقامِ راحت ہے، نہ رطوبت کی غیر موجودگی سے تسکین ملتی ہے اور نہ حرارت سے وہاں پر مٹی اور مواد کا صحیح اخراج ہوتا ہے۔ ان محتائق سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مباشرت اور انعام میں کس قدر فرق ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کس قدر خوفناک اور نقصان پائے جاتے

ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مباشرت سے جسم انسان کا صحیح ہوتا ہے اور اغلام میں یہ صورت ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ خوفناک امراض کے ساتھ اخلاقی تباہی پیدا ہوتی ہے۔

ان کے علاوہ اغلام میں سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس مقام میں سختی کے ساتھ ساتھ گندے مادے ہوتے ہیں جن سے آفتک اور سوزاک جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں جس سے اس شخص کی زندگی ہمیشہ کے لئے اجیران ہو جاتی ہے اور ایسی صورت میں جب کہ ذکاوت حس بڑھ چکی ہو اور دوران خون جنسی اعضاء کی طرف ہو تو نہ صرف وہاں پر امراض کی شدت ہوتی ہے بلکہ وہ قابل علاج بھی نہیں ہوتے۔ اس لیے مشکلات دوگنا ہو جاتی ہیں۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ جو لوگ مفعول بنتے ہیں وہ بھی نقصان سے خالی نہیں رہتے۔ اول تو ان کے مقصد میں امراض پیدا ہو جاتے ہیں، دوسرے ان کی اپنی مردانہ جنسی قوتیں ختم ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ان میں زنانہ پن پیدا ہو جاتا ہے اور وہ عورت سے نفرت کرنے لگتے ہیں بلکہ وہ اپنے عضو مخصوص کو کاٹ کر پھینک دیتے ہیں۔

جو لوگ جنسی طور پر عورت میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتے ہیں وہ اسی قسم کے مفعول ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلے جو عورتیں جنسی طور پر مرد بنا شروع ہو جاتی ہیں وہ وہی عورتیں ہوتی ہیں جو دوسری عورتوں سے جنسی تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں مردانہ جنسی اوصاف ابھر آتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی عورتیں حقیقی طور پر نہ مرد بن پاتی ہیں اور نہ مکمل طور پر بن سکتی ہیں۔

اغلام کے اسباب

جنسی انتشار ایک فطری جذبہ ہے جس کا ہر تندرست انسان میں پایا جانا ضروری ہے۔ چونکہ اس کا مقصد نسل انسان کو جاری رکھنا ہے۔ اس لئے بچپن ہی سے جب کہ دودھ پینے کا زمانہ ہوتا ہے یہ جذبہ ظاہر ہونے لگتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بچے کو لذت بھی محسوس ہوتی ہے اور جوں جوں بچہ بڑھتا جاتا ہے اس کے اس جذبہ میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اس کی لذت بھی بڑھتی محسوس ہوتی ہے۔ تحقیقات سے یہ حقیقت مسلمہ ہو گئی ہے کہ بچے کا یہ جنسی جذبہ اور لذت بغیر نقصان کے بڑھتے رہیں تو اس سے نہ صرف اس کی جنسی قوت غیر معمولی طور پر بڑھتی ہے بلکہ اس کی ذہنی و روحانی اور جسمانی قوتیں بھی بہت حد تک بڑھ جاتی ہیں۔ اس طرح انسان ذہنی و روحانی اور جسمانی طور پر ایک بلند مقام پالیتا ہے۔

لیکن جب اس جنسی جذبہ کو غلط قسم کی لذت کے حصول سے نقصان پہنچ جاتا ہے تو فطری طور پر اس کی ان تمام قوتوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے جس کی صورت میں یہ ہوتی ہیں کہ زمانہ شیر خواری میں اس کے والدین یا دیگر رشتہ دار اور عزیز بے گنجی میں اس کو پیار سے سلاتے ہیں یا دایہ اپنے آرام کی خاطر بچے کے رونے اور بے چین ہونے پر اس کو سہلانا شروع کر دیتی ہے۔ اس طرح بچے کو حصول لذت کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اسی طرح جب بچے باہم کھیلتے ہیں تو ایک دوسرے کے جنسی اعضاء کو چھو کر یا چھبیز کر آپس میں لذت کو بیدار کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ایک صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ چھوٹی عمر کے بچوں کو اکٹھا سلا دیا جاتا ہے تو جس وقت ان میں جنسی انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور ان کے اعضاء جنسی دوسرے کے بدن پر دباؤ ڈالتے ہیں اس وقت بھی ان کو لذت اور سرور کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں اور وہ حظ حاصل کرتے ہیں اور یہی صورتیں دایہ کے ساتھ بچے کے لینے سے پیدا ہو سکتی ہیں جس سے غلط ذہن کی دایہ اس کو کچھ اہمیت نہیں دیتی بلکہ بچے کو اپنی طرف اور بھیجتی رہتی ہے جو اس کے حظ میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے اور کبھی کبھی مختلف جنسوں کے بچوں کو بے تکلف ملنے، لینے اور کھینے کا اتفاق ہو جاتا ہے تو اس

جنڈہ کو اور بھی شدت ملتی ہے۔ ایسی صورتوں میں جوان ہونے تک بچے کا جنسی جنڈہ اور لذت بڑھتی اور پختہ ہوتی رہتی ہے۔ انہی اثرات کے تحت جب بچہ جوان ہو جاتا ہے تو اس کو بطن و انعام اور کثرت مباشرت کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اس طرح اس کے جنسی جنڈہ کو شدید نقصان پہنچ جاتا ہے اور وہ اپنی صحیح اور مکمل نشوونما کو بیٹھتا ہے۔ بچہ کی پرورش میں جہاں پر اس کی غذا اور صحت اور تعلیم کا خیال رکھا جاتا ہے، وہاں اس کے جنسی جنڈہ کی نگرانی کرنا بھی از حد ضروری ہے۔

علامات

جن نو جوان بچوں کے جنسی جنڈہ کو نقصان پہنچ چکا ہوتا ہے چاہے وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں تو وہ اکثر بہت شرمیلے ہو جاتے ہیں۔ اکثر خوفزدہ رہتے ہیں۔ جب کبھی جنسی جنڈہ کا ذکر آتا ہے تو گھبرا جاتے ہیں۔ اکثر تنہائی پسند ہوتے ہیں۔ بہت کم عام لوگوں میں بیٹھتے ہیں۔ تعلیم اور کام و ہندوں میں جی نہیں لگتا۔ ان کی ذہانت اور سرسریں روز بروز کم ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اکثر نشتریں گرگتار ہو جاتے ہیں۔ گھر کے ذمے نشہ سے بچے رہیں تو ناول و افسانوں اور سینما ویڈیو وغیرہ کا نشہ پڑ جاتا ہے۔ گھر میں جب ان کی شادی کا ذکر آتا ہے تو گھبرا جاتے ہیں۔ اکثر صاف انکار کر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں ان پر سختی کرنا براگز مفید نہیں ہے۔ ایسا کرنے سے وہ لا علاج مریض بن جاتے ہیں۔ ان کا صحیح علاج یہ ہے کہ پیار محبت سے ان کے نقصان کو معلوم کر کے صحیح طور پر ان کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اور جس مرض میں وہ مبتلا ہیں اس کا علاج کسی قابل معالج سے کرانا چاہیے۔ اس طرح وہ پھر بہت حد تک اپنی کھوئی ہوئی صحت دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔

علاج

انعام کا مریض کچھ دہی سا ہو جاتا ہے۔ معالج کے لئے ضروری ہے کہ اس کے علاج سے قبل اس کو اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کرے اور اس کو یقین دلائے کہ اس کا مرض کوئی خاص نہیں ہے۔ صرف ذہنی بوجھ ہے، صرف سمجھنے کی بات ہے، نہ جسم کی کمزوری ہے اور نہ قوت باہ کی خرابی ہے۔ الہذا اسے اپنی قوت پر یقین نہیں ہے۔ بلاوجہ ایک خوف سایدا ہو گیا ہے۔ علاج سے چند دنوں میں یہ اعتماد پیدا ہو جائے گا اور بے معنی خوف دور ہو جائے گا اور تم اس قابل ہو سکو گے اور شادی کر سکو گے۔ معالج کو چاہیے کہ مریض میں شادی کا شوق پیدا کرے۔ ایک حسین و جمیل بیوی کا تصور پیدا کرے۔ اس کی نزاکت و نفاست کی لذت پیدا کرے۔ اس کی محبت و خدمت کے جذبے کو تیز کرے۔ غرض بیوی سے لذت و حظ اور لطف اندوز ہونے کی صورتیں اور نقشے پہنچ دے اور ساتھ ہی کسی ہستی کی زندگی کی عزت و ناموس کے نمونے پیش کرے۔ اس کے ساتھ اولاد کا پیار اور اس سے۔ خاندان کے نام و نشان کی بقاء کا قائم رہنا اور بیوی کے مقابلے میں انعام کی خرابیوں کو ذہن نشین کرائے۔ اس سے مریض علاج کی طرف دل سے رجوع کر لیتا ہے اور اس طرح علاج میں یقینی کامیابی ہو جاتی ہے۔

ایک غلط فہمی

انعام کے مریض کے علاج کے مطابق یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اس کو اس عادت سے روکنے کے لئے مسکانت اور مخدرات کا استعمال کرایا جاتا ہے اور فرنگی طریق علاج میں اس کے سوا ان کے پاس اور کوئی علاج ہی نہیں ہے۔ وہ اس مقصد کے لئے برومانیڈ اور اسی قسم کے مرکب جیسے سوڈیم برومانیڈ، امونیم برومانیڈ، پوٹاشیم برومانیڈ اور کیپٹر برومانیڈ وغیرہ استعمال کر کے مریض کی قوت مردانہ کو اور بھی کمزور کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنے سے مریض کبھی اچھا نہیں ہوتا بلکہ اور بھی بیمار ہو جاتا ہے۔

صحیح علاج

انعام کا مریض ہمیشہ عضلاتی یا اعصابی یا عضلاتی غدی ہوتا ہے۔ اکثر ریاح اور تیزابیت کو زیادتی ہوتی ہے۔ اس کا علاج غدی تحریک کو زیادہ سے زیادہ بڑھانا ہے۔ اس طرح عضلات میں تحلیل ہو کر اس کے جسم میں حرارت پیدا ہو جائے گی اور اس کا ذہن اور جذبات اعتدال پر آ جائیں گے اور اس کو انعام سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔ اس کی غذا میں تھی، شہد اور بادام کا زیادہ سے زیادہ اضافہ کر دیں اور ادویات میں غدی اعصابی ادویات کا استعمال شروع کر دیں۔ اگر قبض ہو تو غدی اعصابی ملین یا مسہل دیں۔ ورنہ صرف غدی اعصابی محرک یا شہد بے کافی ہوتی ہیں۔ ذیل کے نسخے بھی مفید ہیں۔

۱۔ غدی اعصابی تریاق

زنجبیل سات حصے، الائچی خورد ایک حصہ، شہد نیم گرم دونوں کے برابر ملا لیں۔

مقدارِ خورد: ایک ماشہ سے چار ماشہ تک دن میں تین چار بار دیں۔ غدی اعصابی تحریک کے لئے بے خطا دوا ہے۔

۲۔ غدی اعصابی اکسیر

قلقل سیاہ ایک حصہ، بادیان سات حصے، مغز بادام مقشر آٹھ حصے۔ ہر ایک چس کر باہم ملا لیں۔

مقدارِ خورد: چھ ماشے سے ایک تولہ تک دن میں دو تین بار دیں۔ اگر مناسب خیال کریں تو چار بار بھی دے سکتے ہیں۔ بے حد یقینی دوا ہے۔

۳۔ غدی اعصابی طلاء

روغن پودینہ ایک ماشہ، روغن زیتون گیارہ ماشہ۔ دونوں کو خوب اچھی طرح ملا لیں۔ معروف طریقہ پر مریض کو استعمال کرائیں۔ انعام کی عادت چھڑانے کے لئے انتہائی مفید طلاء ہے۔

جریان

جریان کے معنی کسی رقیق مواد کا بہنا ہے۔ طبی اصطلاح میں عام طور پر مٹی کے بلا ارادہ یا بلا ضرورت بہنے کو کہا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو جریان مٹی کہتے ہیں۔ اس کو سیلان مٹی بھی کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں اس کو اسپرے ٹور یا کہتے ہیں۔ جو دو یونانی الفاظ سے مرکب ہے۔ ایک لفظ پیرم ہے جس کے معنی تخم یا بیج کے ہیں اور دوسرا لفظ ریاء ہے جس کا معنی بہنا ہے۔ چونکہ مٹی جسم انسان میں تخم یا بیج کی حیثیت رکھتی ہے، اس لئے اس کو جریان مٹی کہتے ہیں۔ عام لوگ اس کو دھانت پڑنا کہتے ہیں۔ چونکہ مٹی کا عام طور پر اخراج بوقت مباشرت ہوتا ہے جس کو انزال (گرنا) کہتے ہیں۔ مگر جریان کی صورت میں مٹی بغیر مباشرت، بغیر خواہش، بغیر ارادہ اور اکثر بغیر انتشار کے اخراج پاجاتی ہے بلکہ بہہ جاتی ہے جو اکثر سیلان کی صورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو جریان مٹی کہتے ہیں۔ ضعف باہ کی چوتھی قسم جریان مٹی ہے۔ پیشاب و پاخانے کے وقت پیشاب سے قبل یا پیشاب کے ساتھ یا پیشاب کے بعد جب کوئی سفید مادہ خارج ہوتا ہے اس کو عام طور پر جریان مٹی کہتے ہیں اس کے علاوہ شہوانی خیالات یا کپڑے کی رگڑ کی صورت میں بھی اکثر جریان کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

بعض اہل علم و برکت انزال اور احتلام کو بھی جریان منی میں شمار کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں علامات جریان سے بالکل جدا ہیں۔ سرعت انزال کی علامات اس وقت پیدا ہوتی ہیں جب عمل مباشرت میں بہت جلد انزال ہو جائے۔ یہ حالت انزال ہے، جریان یا سیان نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس میں عمل و ارادہ اور خواہش کو بھی دخل ہوتا ہے۔ اسی طرح احتلام کی علامت اس حالت میں پیدا ہوتی ہے جب مریض کو حالت خواب میں انزال ہو جائے۔ اس میں اگر چند لذت اور خواہش نہیں ہوتی مگر یہ بھی صورت انزال ہوتی ہے۔ اس لئے احتلام بھی جریان منی سے ایک مختلف حالت اور علامت ہے۔ ان تینوں کے اسباب اور علامات بھی جدا جدا ہیں۔ جن کی تفصیل آئندہ بیان کی جائے گی۔

جریان منی کی طرح دو رطوبتیں اور بھی اخراج پاتی ہیں۔ عام طور پر ان کا اطلاق بھی جریان منی پر کر دیا جاتا ہے۔ مگر یہ دونوں رطوبتیں دراصل منی سے جدا ہیں۔ اگر چہ ان دونوں کے رنگ بھی سفید ہوتے ہیں مگر دونوں منی سے علیحدہ شمار ہوتی ہیں۔ ان میں ایک رطوبت کا نام مذی ہے اور دوسری رطوبت کو ودی کہتے ہیں۔ مذی ایک ایسی لطیف شے ہے جو لذت کے وقت اخراج پاتی ہے۔ عام طور پر جذبہ مباشرت اور لذت کی صورت میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے اخراج کی حقیقت یہ ہے کہ منی کے اخراج کے وقت اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ منی کے اخراج کی صورت میں پیشاب کی نالی تر رہے تاکہ منی کی حدت سے پیشاب کی نالی میں رکاوٹ یا سوزش نہ پیدا ہو جائے۔ جس سے نقصان کا خدشہ ہوتا ہے۔ عام لوگ اس کو بھی منی خیال کرتے ہیں اور اس کی زیادتی کو بھی باعث نقصان خیال کرتے ہیں۔ اس کے کثرت اخراج میں کچھ نہ کچھ نقصان تو ہو سکتا ہے لیکن حقیقت میں اس سے کوئی خاص نقصان نہیں ہوتا۔ اس کا اخراج ایک فطری امر ہے، کیونکہ جب تک ایک شخص حالت لذت میں رہے گا، اس وقت تک مذی کا اخراج جاری رہے گا۔ جو لوگ ضرورت کے خلاف زیادہ وقت لذت میں صرف کرتے ہیں، ظاہر ہے اس سے رطوبت کا اخراج زیادہ ہوگا، گویا اس کی زیادتی ہر شخص کے جذبات کی زیادتی اور حصول لذت پر منحصر ہے۔ اسی طرح بعض لوگ حسن و عشق اور لطف و محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح غیر شعوری طور پر ان کے جذبات لذت سے بھڑکتے رہتے ہیں جس سے ان میں اس رطوبت کی پیدائش اور اخراج بڑھ جاتا ہے۔ بعض دفعہ کثرت جذبات سے اس کا اخراج بھی غیر معمولی ہوتا ہے۔ جس کے نتائج اکثر خراب ظاہر ہوتے ہیں۔

دوسری رطوبت ودی ہے جو پیشاب کے وقت فطری طور پر اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ پیشاب کی نالی کو تر رکھے اور نالی میں پیشاب کی چلن اور تیزابیت کا احساس نہ ہو۔ جب بھی پیشاب میں حدت اور تیزابیت پیدا ہوتی ہے تو اس سے اس رطوبت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس سے چلن اور سوزش دور ہو جاتی ہے۔ بہر حال یہ دونوں رطوبتیں منی سے بالکل جدا ہیں۔

جنسی لذت

لذت بھی ایک جذبہ ہے جس طرح مسرت و غم و غصہ انسانی جذبات ہیں۔ جب انسان میں کوئی جذبہ شدت یا تسلسل اختیار کرتا ہے تو اس کا اثر دل و دماغ اور جگر پر پڑتا ہے۔ اس سے دوران خون میں اس طرف تیزی ہو جاتی ہے۔ اگر دوران خون میں ایک بیک شدت پیدا ہو جائے تو اکثر موت واقع ہو جاتی ہے۔ خوشی و مسرت ایک اچھا جذبہ ہے۔ لیکن اس کی شدت سے بھی موت واقع ہو جاتی ہے۔ جس کو شادی مرگ کہتے ہیں۔ اسی طرح غم مرگ اور خوف مرگ واقع ہو جاتے ہیں لیکن جب کسی جذبہ میں شدت نہ ہو مگر تسلسل ہو تو اس سے اس عضو کی طرف دوران خون اکٹھا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جس سے وہاں پر خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

یہی صورت جذبہ لذت کے حصول میں بھی پیدا ہوتی ہے۔ یہ جذبہ جنسی لذت کے تحت ہو یا کسی اور لذت کے تحت۔ بہر حال دوران خون پر ضرور اثر انداز ہوتا ہے۔ اس میں شدت ہو تو اس کا نقصان فوراً ظاہر ہو جاتا ہے اور اگر اس میں تسلسل ہو تو اس کا نقصان رفتہ رفتہ

پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات بہت خوفناک امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن میں جریان سيلان الرحم اور ذیابیطس و خارش قابل ذکر ہیں۔ جب تک جذبہ لذت ختم نہ ہو ایسے امراض سے چھٹکارا پانا مشکل ہو جاتا ہے۔

مرد ہو یا عورت، ان کی خواہشات میں مسرت اور لذت کو بہت دخل ہے۔ وہ شب و روز ان کے حصول میں جدوجہد اور کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے جنسی لذت کے علاوہ کھانے پینے میں لذت، زیور و کپڑے میں لذت، مکان و سجاوٹ میں لذت، پھولوں، پھولوں میں لذت، سیر تماشا میں لذت، نغمہ و سرود میں لذت، یہاں تک کہ شراب اور رقص میں لذت۔ یہ ہر قسم کی مسرتیں اور لذتیں کبھی کبھار تو برداشت ہو جاتی ہیں لیکن ہمہ وقت مسرت و لذت کے چکر میں پڑے رہنا سخت نقصان رساں ہے۔ اس سے دلچسپی اور لذت کے علاوہ ہارت فعل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قدرت فطری طور پر انسان کو غم و غصہ اور خوف و اندامت کے اثرات کا احساس دلاتی رہتی ہے تاکہ مسلسل ایک ہی جذبہ زندگی کے لئے نقصان کا باعث نہ بن جائے۔ یاد رکھیں کہ صرف پرہیزگاری ہی انسان کو ہر جذبہ کی شدت اور تسلسل سے محفوظ کر سکتی ہے۔

بچوں سے لاڈ کرنا بھی ایک خاص قسم کی لذت ہے۔ اس سے بچوں اور ماں باپ بلکہ بہن بھائیوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ لاڈ کو غلطی سے پیار سمجھ لیا گیا ہے۔ یہ غلط ہے۔ لاڈ اور پیار میں بہت فرق ہے۔ لاڈ غیر فطری صورت ہے جو صرف بچے کی مرضی کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ جو اس کی ایک لذت کے جذبہ کی تکمیل ہے جس سے دوران خون ایک خاص جانب دورہ کرتا ہے۔ اور نقصان کا باعث بن جاتا ہے۔ لیکن پیار ایک فطری صورت ہے جس میں اس کے اخلاقی زندگی اور کردار حسہ کی تکمیل مد نظر ہوتی ہے۔ اس لئے اگر بچہ کوئی ناجائز اور غلط قسم کی ضد کرے تو یہ اس کی لذت ہے۔ اس کا قائم رہنا اس کی صحت اور زندگی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ جو ماں باپ اور بہن بھائی اس کی غلط مرضی اور ضد پورا کرتے رہتے ہیں وہ بھی اسی لذت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

جریان اور فرنگی ماہرین کی رائے

طب یونانی کا دعویٰ ہے کہ فرنگی طب (ڈاکٹری) و ماہرین جنسی امراض میں ناکام ہیں۔ ہم نظریہ مفرد اعضاء کے تحت اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ واقعی فرنگی ڈاکٹر جنسی امراض کی نہ حقیقت سے آگاہ ہیں اور نہ ہی اس کے علاج سے صحیح طور پر واقف ہیں۔ جہاں تک ان کے علاج کا تعلق ہے وہ صرف علاماتی ہے۔ یعنی پیدا شدہ علامات کو روکتا ہے نہ کہ اصل امراض کو سمجھتا اور مد نظر رکھتا۔ جہاں تک علامات کو رفع کرنے کا تعلق ہے وہ بھی صرف تسکین و تخدیر کی حد تک ہے جو امراض و علامات کی ابتدائی حالت تک تو مفید ہو سکتی ہے لیکن ان کی انتہاء اور شفاء کے لئے اور خاص طور پر سوزش کی حالت میں تحلیل کے بغیر شفاء ناممکن ہے۔ ذیل میں فرنگی ماہرین کی آراء پر غور کریں اور ان کی بے بسی کا اندازہ لگائیں۔

ڈاکٹر کارپینٹر

سیلان مٹی عصب کے اثر کے تابع ہے اور دل کا شہوت انگیز خیالات کی طرف متوجہ ہونا اس کی زیادتی کا باعث ہے۔

ڈاکٹر جے اے ملٹن

ڈاکٹر کارپینٹر کے مذکورہ بالا قول کی نسبت اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مبہم الفاظ لکھ دیئے ہیں جن سے کوئی محدود نتیجہ نہیں نکلتا۔ صرف یہ کہہ دینا کہ سیلان مٹی عصب کے اثر کے تابع ہے حقیقت مرض پر رہنمائی نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد ڈاکٹر ملٹن اس امر کی تصریح

بیان کرتے ہیں کہ کس طرح اخراج رطوبات پر نظام عصبی کا اثر ہوتا ہے اور کہتے ہیں کہ بعض اخراجات دل کے جوش سے بڑھ جاتے ہیں۔ مثلاً پسینہ اور آنسو اور بعض کم ہو جاتے ہیں جیسے یرقان غم کے باعث ہوتا ہے تو پت کا اخراج ترک جاتا ہے یا بدہضمی جو تغلرات کے سبب ہوتی ہے اس میں مقدار اخراج رطوبات کم ہو جاتی ہے۔ لیکن ابھی یہ امر تحقیق طلب ہے کہ دلی و دماغی محبت بھی جگر اور لہجہ کی رطوبت کو بڑھاتی ہے یا نہیں۔

ڈاکٹر کارپینٹر صاحب کی بحث کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ اعصاب کے اثر سے رطوبت بڑھ جاتی ہے مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر عصبی اثر کا نتیجہ صرف اس قدر ہے تو کیا وجہ ہے کہ احتلام میں نمی زیادہ خارج ہوتی ہے اور مباشرت میں کم، حالانکہ مباشرت میں طبعی تحریک کی بنیاد ہوتی ہے۔

ڈاکٹر ایک ٹرو شو

یہ صاحب لکھتے ہیں کہ "احتلام سے یہ نسبت مباشرت کے کچھ زیادہ قوت زائل نہیں ہوتی"۔ مگر یہ رائے صاحب ممدوح کی قرین قیاس نہیں۔ یہ بات صدآدمیوں کے تجربے میں آئی ہوئی حقیقت ہے کہ احتلام سے بہت تھکان اور در ماندگی ظاہر ہوتی ہے۔ وجہ اس کی صاف اور صحیح ہے کہ جماعت میں تحریک طبعی ہوتی ہے جو احتلام میں نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر گیگم جی

یہ صاحب لکھتے ہیں کہ نظام عصبی کے مرکزوں یعنی دماغ و نخاع کا جو ہر اصلی کثرت جماعت و حلق سے خرج ہو جاتا ہے اور خون جو جماعت کے وقت ان میں زیادہ پایا جاتا ہے وہ فعل جماعت کی جستی زیادہ کرتا ہے۔ ان کو غذا دینے میں کچھ مدد نہیں ملتی اور نہ جو ہر صرف شدہ کے عوض جو ہر جدید بنا کر اس کا خلا پورا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے طبعی اور واجب فعل میں خلل واقعہ ہوتا ہے۔ یعنی عروق دموی کا فالج ہو جاتا ہے اور نہ کہ سگز نے کی طاقت زائل ہو جاتی ہے جو جریان کا اصل سبب ہے۔

ڈاکٹر ہمفری

اعضائے تناسل کی ساخت میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں اس کی نسبت ابھی تک کوئی صاف و شرح بیان نہیں دیکھا گیا۔ مگر جن لوگوں نے اس امر کی طرف توجہ مبذول کی ہے وہ کہتے ہیں "نازہ کے پروسٹیک حصہ میں نرمی، ملائمت یا ورم کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اس کی تصدیق ڈاکٹر کوننگ کی تحریر سے بھی ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے بعض شدید مریضوں میں اس حصہ کو ملائم اور بہت زیادہ حد تک نرم پایا ہے۔

ڈاکٹر وسٹفا

ان کے نزدیک نازہ کا متالم ہونا ضروری نہیں۔ یہ ایجاد کیو لیٹری اپریٹس کے کنٹر کنائل عضلات میں اصل خلل واقعہ ہونا تسلیم کرتے ہیں۔

مرض کی تاریخ

عام بیماریوں کی طرح اس مرض کی تاریخ بھی تیرہ و تارک حالت میں ہے کہ اس کا ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہیں ہو۔ اس کا کب شروع

ہوئی اور کس طرح شروع ہوئی۔

لیکن جو کچھ حکماء اور فضلاء نے اس کی نسبت کہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب انسان نے اپنی ابتدائی سادگی کو ترک کر کے آرام پسندی کی زندگی بسر کرنا شروع کی اور محنت و مشقت کو خیر باد کہہ کے شہروں اور مکانوں میں یود و ہاش اختیار کی تو اس مرض کا ظہور ہوا۔ مگر زمانہ ظہور مرض کا پتہ لگانا نہایت مشکل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے جس کو تقریباً چار ہزار برس کا عرصہ گزرا ہے۔ اس مرض کا پتہ لگتا ہے۔ کیونکہ ان کی شریعت میں مریضان جریان کے لئے احکامات موجود ہیں۔

طب یونانی کی کتابوں میں بقراط کی تصنیفات میں اس مرض کا پتہ چلتا ہے اور بقراط حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ سو برس پیشتر گزرا ہے۔ ڈاکڑی کتابوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مرض پندرہویں صدی کے آخر تک بڑے بڑے طبیبوں کو بھی بخوبی معلوم نہیں تھا۔ ان لوگوں کی کتابوں میں اس کا ذکر تو موجود ہے مگر قابل الطمینان بیان نہیں ہے۔

ڈاکٹر ہنٹر کے زمانہ تک اس مرض کے بارے حکماء کو سکوت رہا مگر اس وقت ان کی توجہ اس کی طرف زیادہ تر مائل نہ ہوئی۔ ہاں! البتہ ڈاکٹر لیلے منڈن نے اپنا بہت سائنسی وقت اس کی تحقیق اور تفتیش میں صرف کیا اور کئی مریضوں کے حالات ان کے اپنے ہاتھوں سے لکھے ہوئے جمع کئے ہیں۔

جریان کے اسباب

مرض جریان کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں:

✽ **بہ خوری و کسلمندی:** مولدات مٹی اور مقوی افندیہ کا کھانا۔ ریاضت نہ کرنا اور ترک جماع کرنا۔ بعض اوقات صرف انہی وجوہات سے جریان مٹی پیدا ہو جاتا ہے۔

✽ **قبض:** پانخانہ پھرتے وقت اکثر اوقات زور لگایا جاتا ہے جس سے مستقر مٹی پر زور پڑتا ہے اور جو مٹی اس کے اندر جمع ہوتی ہے خارج ہو جاتی ہے۔

✽ **خراش مقعد:** جب بواسیر یا کرم صغیر مقعد کے اندر گدگدی کرتے ہیں تو یہ سب شرکت مستقر مٹی میں بھی کبھی کبھی دفعہ ہوتا ہے اور اگر ضعف کمزوری شامل حال ہو تو مٹی کا سیلان جاری ہو جاتا ہے۔

✽ **النحاب مقامی:** اس کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً سوزش اطمیل جس کو انگریزی میں یورترہائیس کہتے ہیں۔ سوزناک حار ہو یا مزمن، زہریلا ہو یا بغیر زہر کے، ستر پھر یعنی اطمیل کا بند یا تنگ ہو جانا۔ سوزش مثانہ جس کو انگریزی میں سٹائٹس کہتے ہیں یہ بھی اہم اسباب میں سے ہے۔

✽ **حدت بول:** بعض اوقات پیشاب سرخ ہو جاتا ہے یا اس میں تیزانی مادہ غالب آ جاتا ہے اور اس سے سوزش ہوتی ہے تو سوزش کی تحریک سے پیشاب کرتے وقت خصوصاً اگر مستقر مٹی پہلے سے کمزور اور زودرنج ہو تو مٹی نکل آتی ہے۔ جن لوگوں کے گردوں سے ریگ نکلا کرتی ہے ان کو یہ مرض اکثر ہو جاتا ہے۔

✽ **تنگی اطمیل** و امراض مثانہ کے باعث جب نتھنا پڑتا ہے تب بھی کبھی کبھی اخراج مٹی ہو جاتا ہے۔

✽ **غلفہ** لہا ہو تو اس کے نیچے ایک قسم کی سفید میل جمع ہو جاتی ہے۔ اس کی خراش سے دفعہ ہو کر اخراج مٹی ہو جایا کرتا ہے۔

✽ **تیزابی منی:** بعض دفعہ منی میں کچھ ایسا تغیر واقع ہو جاتا ہے کہ نکلنے وقت سوزش و جلن کرتی ہے اور گرم معلوم ہوتی ہے۔ ایسی حالت

میں مٹی کی خراش سے اخراج شروع ہو جاتا ہے۔

❖ خیالات فاحشہ: عشق انگیز خیالات اعضائے تناسل کی طرف توجہ مبذول رکھتے ہیں۔ اعضائے تناسل کی طرف دوران خون تیز رہتا ہے اور اعضائے مذکورہ خیالات کی خدمت گزاری کرتے کرتے ایسے ذکی اُحس اور سرج الٹا شیر ہو جاتے ہیں کہ ادنیٰ سا اشارہ بلکہ بے معنی جنبش کو حکم ضروری سمجھ کر قیمل کو مستعد ہو جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ معمولی حالات و خیالات جن کا دوسروں پر چنداں اثر نہیں پڑتا، اس امر میں زیادہ خیال کرنے والوں کو انزال ہو جاتا ہے۔ بلکہ جن واقعات کی موجودگی میں عام لوگوں کے اعضائے تناسل چپ چاپ اور بے حس رہتے ہیں، ان ہی واقعات و حالات سے ان شہوت پرستوں میں انتہا و انتشار ہو کر انزال تک نوبت پہنچتی ہے۔ مثلاً پا جامہ کی رگڑ سے یا سواری میں زین کے چھو جانے سے یا رات کو سوتے وقت لحاف کی رگڑ سے انتشار یا بغیر انتشار ہی انزال ہو جاتا ہے۔ جو شخص مجامعت یا حلق وغیرہ سے یا خیالات عشقیہ اور فحش سے ہر وقت اپنے اعضائے تناسل کو متاثر رکھتا ہے اور ان سے حد سے زیادہ کام اور ان کی طاقت سے بڑھ کر خدمت لیتا ہے تو اس حد سے زیادہ فرمانبرداری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اعضائے تناسل بالکل کھتے ہو جاتے ہیں۔ اوجیہ منی بالکل مسترہی ہو جاتے ہیں اور مٹی کو سنبالنے کا فعل بجا نہیں لاسکتے۔ قوت ماسکہ ان میں نہیں رہتی۔ جو مٹی ان میں موجود ہوتی ہے بغیر تحریک کے ہی خارج ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس بیان مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ خیالات عشقیہ کئی طرح سے مضرت ہوتے ہیں۔ اول اخراج مٹی کی تحریک کرتے ہیں۔ دوم اعضائے تناسل کو ذکی اُحس اور جلد باز کر دیتے ہیں۔ سوم ظروف مٹی کو مسترہی کر دیتے ہیں۔

❖ استرخانی اوجیہ منی: اسباب مذکورہ بالا سے یا کسی اور سبب سے اگر اوجیہ منی کے کئی ریشوں میں فاج واقع ہو تو ان کی قوت ماسکہ نہیں رہتی اور مٹی باہر نکل آیا کرتی ہے۔ جب یہ معلوم ہو جائے کہ اطمینان میں زیادتی حس کی کوئی علامت نہیں اور کوئی عارضہ سبب بھی لذع کا موجود نہیں ہے۔ تب جان لینا چاہیے کہ اوجیہ منی میں استرخا واقع ہو گیا ہے۔ صاحب طب اکبر کہتے ہیں کہ ایسی حالت میں مٹی رقیق ہوتی ہے نعوذ نہیں ہوتا اور برودت کی دوسری علامات موجود ہوتی ہیں۔

❖ اعصابی ضعف: بن نسبت دیگر متذکرہ بالا اسباب کے یہ سبب بہت عام ہے۔ مرکز ہائے اعصاب یعنی دماغ و نخاع اور ان کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس ضعف کی وجہ عموماً تاریخ و غم و فکر و الم و محنت و دماغی یا بدنی کا زیادہ کرنا، رطوبت کا زیادہ اخراج پانا، افعال غیر واجب یا حرکات متکسرہ اور متواغیرہ کے باعث اجزائے نوپیدا کا بدل یا تحلیل کا کافی نہ ہونا، ہارڈ کے مقام پر درد، پنڈلیوں میں اطمینان کا پایا جانا، نیند میں فتور کا آ جانا، حافظہ کا خراب ہو جانا، مزاج کا چڑچڑا ہونا اور دماغی فتور کا ظاہر ہونا۔

❖ جلق: جلق کا انزال معمولی انزال سے بہت مختلف ہوتا ہے۔ جب مباشرت عورت کے ساتھ کی جاتی ہے تو حشہ فرج کی ملائم سطح پر رگڑا جاتا ہے۔ کسی قسم کا صدمہ اطمینان کو نہیں پہنچتا۔ جلق کے فعل میں ہاتھ کی رگڑ سخت ہوتی ہے۔ رگڑ کا ضرر دور کرنے کے لئے کوئی رطوبت موجود نہیں ہوتی۔ اطمینان کی نالی اور دوسری ساختوں کو براہ راست صدمہ پہنچتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شروع شروع میں اطمینان میں تھوڑی تھوڑی خراش معلوم ہونے لگتی ہے۔ بعض مرتبہ چپشاب میں سوزش واقع ہوتی ہے۔ بار بار چپشاب کی حاجت معلوم ہونے لگتی ہے اکثر وہاں اطمینان سرخ ہو جایا کرتا ہے۔ غرضیکہ اس غیر معمولی اور غیر طبعی رگڑ سے اطمینان کی سطح داخلی میں امتلاء دم ہو جاتا ہے اور ایک قسم کی خفیف ورم کی بنیاد پڑ جاتی ہے اور اس کی وجہ سے اطمینان و مسترہی کی حس بہت تیز ہو جاتی ہے اور حس کی اس تیزی کے باعث ادنیٰ تحریک سے مٹی خارج ہو جاتی ہے۔ جب بار بار اخراج ہونے لگتا ہے تو مٹی جلد جلد بننے لگتی ہے اور نفع تام نہ ہونے کے باعث فاسد مٹی مسترہی میں آتی ہے۔ غیر طبعی شے کا مسترہی میں موجود ہونا اس کے کئی ریشوں کو لذع کرتا ہے اور مٹی کو ٹھہرنے نہیں دیتا۔

بعض اسباب ایسے ہیں کہ ان کو میلان دم کا پیدا کرنے والا نہیں کہہ سکتے لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ان سے مرض مذکورہ کی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ مثلاً چائے یا قہوہ کی کثرت یا کثرت شراب و تبا کو کی عادت یا اوندھاسونے اور میلا رہنے کی عادت، دماغی محنت اور ورزش نہ کرنے سے بھی جریان مٹی کی تکلیف ہو جاتی ہے۔

ہر چند کہ بعض اعصابی بیماریاں مثلاً مرگی، جنون اور مالی خولیا وغیرہ اس عارضہ کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں۔ تاہم جن لوگوں کے خاندانوں میں کوئی عصبی مرض بطور موروثی کے موجود ہوتا ہے، ان کو جریان کے بدنتائج میں مبتلا ہونے کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔

سب سے زیادہ عام سبب اس مرض کا اعضائے تناسل کا ذکی لُحس ہونا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ سوائے کثرت مٹی کے دوسرے اسباب کے عمل اسی وقت ہوتا ہے جب کہ اعضائے تناسل کی حس پہلے سے زیادہ ہوگئی ہو۔ یہ حس کئی طرح زیادہ ذکی ہو جاتی ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ مثلاً اول کثرت جماع جس سے تمام جسم خصوصاً آلات تناسل ضعیف ہو جاتے ہیں اور مٹی چونکہ جلدی جلدی بنتی اور خارج ہوتی رہتی ہے تو اس سبب سے خصیتیں جن میں مٹی بنتی ہے اور اوجیہ جن میں مٹی جمع ہو جاتی ہے اور وہاں سے خارج ہوتی ہے بہت ہی کمزور اور ذکی لُحس ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح حرام مغز اور اعصاب پر صدمہ پہنچنے سے اعضائے مذکورہ کا فعل خراب ہو جاتا ہے۔ پس جملہ نظام عصبی میں جو باہ سے تعلق رکھتے ہیں حسایت بڑھ جاتی ہے کہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ تحریک سے اس قدر متاثر ہو جاتے ہیں کہ ان سے جس طرح بن پڑے فوراً کار معلو وضہ کو سرانجام دیتے ہیں۔ چنانچہ اگر قبض کی وجہ سے ذرا سا بھی دباؤ قناتہ انٹی پر پہنچے یا مقعد میں کسی نوع کا خراش یا محض نام کو ہی شہوت انگیز خیالات سے دغدغہ ہو تو مٹی فوراً خارج ہونے لگتی ہے۔

دوسرا سبب اس ذکاوت حس کا جلق ہے، جس سے نازہ کی ساخت بگڑ جاتی ہے۔ اس کے اندر ہر وقت امتلائے دم اور خفیف درم رہتا ہے۔ اس کا منہ سرخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔ پیشاب بار بار آتا ہے۔ مٹی کی اصلیت بھی خراب ہو جاتی ہے اور چونکہ وہ اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہتی اس سبب سے کبابہ انٹی اس کو ایک اجنبی جسم سمجھ کر اور بھی جلدی جلدی خارج کرتے ہیں۔ جلق سے اور کیا کچھ مضر نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

تیسرا سبب اس تیزی کا اظہار ہے۔ اظہار کے علاوہ ان مضار کے جو جلق سے حاصل ہوتے ہیں یا کثرت جماع سے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک اور خرابی یہ ہوتی ہے کہ مقعد کے گرد عضلاتی ریشہ جو مانع دخول ہوتے ہیں ان کے سبب سے مقعد کو زیادہ صدمہ پہنچتا ہے۔ نازہ کا منہ کشادہ ہو جاتا ہے اور اس کی ساخت خراب ہو جاتی ہے۔

یونانی طبیبوں نے اس کے چھ اسباب بیان کئے ہیں۔ اول کثرت مٹی بہ سبب کثرت تناول مولدات مٹی۔ دوم حدت و حرقت مٹی کہ اس کے لذع کی وجہ سے طبیعت اس کو دفع کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ سوم استرخائے اوجیہ مٹی بہ سبب برودت و رطوبت کہ جس کی وجہ سے اس کا ماسکہ ضعیف ہو جائے اور مٹی کو محفوظ کر سکے۔ چہارم تشنج اوجیہ مٹی۔ پنجم ضعف کردہ یا اس کی چربی کی شدت حرارت و شہوت یا کثرت جماع کی وجہ سے گلنا۔ ششم تصور جماع، استماع سخن جماع۔

ویدک طبابت کے طبیب جریان کے اسباب یوں لکھتے ہیں کہ زیادہ بیٹھنا، بہت سونا، نیا پانی پینا، بکرا بھیڑ، قد سیاہ، بہت شیریں چیزیں، بہت دہی اور غلغم پیدا کرنے والی خلاف طبیعت چیزیں، شراب کا بکثرت پینا وغیرہ۔ اس مرض کو پریمیہ کہتے ہیں اور تین طرح کے پریمیہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ جریان مٹی کو شکر پریمیہ لکھا ہے اور یہ علامت لکھی ہے کہ اگر مٹی سمیت پیشاب کرے اس کو شکر پریمیہ کہتے ہیں اور اس کا علاج یوں لکھا ہے کہ دوپ، دوریا، پنخ ڈایا، سالوکا چھلکا ان کا کاڑھا پئے تو شکر پریمیہ اور خون کا پریمیہ جاوے۔

علامات جریان منی اس نگیزی ہوئی حالت کا نام ہے جو کثرت اخراج منی سے لائق ہوتی ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ یہ وہ حالت ہے جس کو کثرت اخراج منی کا نتیجہ خیال کرنا چاہئے۔ پس اس کے علاوہ وہ ہوں گی جو بکثرت اخراج منی کا نتیجہ سمجھی جاسکتی ہیں۔ یہ علامات دو حصوں میں منقسم ہو سکتی ہیں۔ اول علامات ابتدائی۔ دوم علامات انتہائی۔ ابتدائی علامات جو شروع مرض میں پائے جاتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

اخراج منی بلا ارادہ

اس میں منی بلا ارادہ خارج ہوتی رہتی ہے۔ اس اخراج کی دو اقسام ہو سکتی ہیں۔ اول بد اقبال وقت کے:

✽ اخراج منی رات کے وقت ہوتا ہے۔

✽ اخراج منی دن کے وقت ہوتا ہے۔

✽ اخراج منی دونوں وقت دن کو بھی اور رات کو بھی ہو سکتا ہے۔

دوم بد اقبال حالات کے۔ اس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً:

✽ اخراج منی کم و بیش شہوت اور نعوذ کے ساتھ ہوتا ہے یا بلا شہوت۔

✽ انزال بے خبری کی حالت میں ہوتا ہے یا اس وقت آنکھ کھل جاتی ہے۔

✽ بعد اخراج منی ضعف و سستی پیدا ہوتی ہے یا راحت و سکون ہوتا ہے۔

قسم اول کی تینوں صورتیں

صورت اول یہ کہ رات کو اخراج منی بلا ارادہ ہو جاتا ہے۔ عموماً رات کے آخری حصے میں جب کہ آدمی نیم خوانی کی حالت میں ہوتا ہے اور چت لینا ہوا ہوتا ہے۔ اس وقت اخراج منی ہو جاتا ہے۔ اس کو انگریزی میں ناکرپل امیشن کہتے ہیں اور عربی میں اس کا نام احتلام ہے۔ اب احتلام کے وقتوں میں اور تعداد میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض آدمیوں کو ہر شب میں یا ہر ہفتے میں یا ہر مہینے میں ایک بار احتلام ہو جاتا ہے۔ بعضوں کو ہر شب، ہر ہفتے یا ہر مہینے کئی بار احتلام ہو جایا کرتا ہے۔ جیسے جیسے جلدی جلدی احتلام ہوتا ہے ویسے ہی اس کی مصرتین بھی زیادہ ہوتی ہیں۔

جریان کے اسباب

اکثر وہ حالات جن سے اعضاء تناسل کی طرف توجہ مائل رہے۔ جن سے ان اعضاء میں خنجر و انفاظ زیادہ پایا جائے۔ مثلاً کثرت جماع، جلیق، وغیرہ کا عادی و خوگر ہونا یا عشق انگیز قصوں اور کتابوں کا پڑھنا جس سے ہر وقت اعضاء تناسل متحرک حالت میں رہتے ہیں۔ ادنیٰ سی تحریک سے وہ نہایت سخت متاثر ہو جایا کرتے ہیں اور صحت منی خارج کرتے ہیں۔ عشقیہ خیالات کی وجہ سے سے رات کو خواب میں بھی عشق انگیز آتی ہیں۔

علامات جریان

جب مباشرت کے بغیر بلا خواہش منی کا اخراج خود بخود ہو تو یہ جریان منی یا سیلان منی کی سب سے بڑی علامت ہے۔ اخراج عام طور پر پیشاب و پانسانے اور جذبات کی شدت کے وقت ہوتا ہے۔ مگر جب جریان کا مرض بڑھ جاتا ہے اور اعضاء مخصوصہ زیادہ ذکی الحس ہو

جاتے ہیں تو پانچ ماہ وغیرہ کی گزیر سے کسی خوبصورت شکل کو دیکھنے یا تصورات سے بھی اخراج کا مرض ہو جاتا ہے۔ جب مرض میں کچھ مدت گزر جاتی ہے تو ذیل کی علامات پیدا ہوتی ہیں:

ضعف و نقاہت کے آثار، مثلاً کمزوری تھکان، دماغی محنت کا نہ ہو سکتا۔ خیالات کا منتشر رہنا، توجہ کا کسی خاص امر پر مرکوز نہ ہونا۔ تھوڑا سا چلنے سے پنڈلیوں میں کمزوری کا پایا جانا۔ صبح بستر سے بیدار نہ ہو سکتا۔ سر کا بوجھل رہنا، نسیان کا لاحق ہو جانا۔

جب ان علامات میں بھی شدت پیدا ہو جاتی ہے تو ذیل کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ محنت کا کوئی کام مریض سے نہیں ہو سکتا۔ محنت کسی قسم کی ہو، جسمانی ہو یا دماغی ہو، تھوڑا سا کام کر کے اس کو دم چڑھ جاتا ہے۔ خیالات درست نہیں رہتے۔ اس کے خیالات اکثر پریشان اور غیر منظم ہوتے ہیں۔ حافظہ کمزور اور قوت فیصلہ بے کار ہو جاتی ہے۔ سر میں گاہے درد اور گرانی رہتی ہے۔ کمر و پشت اور پیٹ و سینہ میں اکثر عصبی درد رہتا ہے۔ ہاضمہ خراب، ڈکیریں اور نفخ رہتا ہے۔ نیند نہیں آتی اور اگر آتی ہے تو اس سے نہ راحت معلوم ہوتی ہے اور نہ تھکن اترتی ہے۔ خوابیں ڈراؤنی آتی ہیں۔ رفتہ رفتہ مثانہ میں خراش، مقعد و حشہ اور تحلیل میں جلن معلوم ہوتی ہے۔ ریڑھ پر چبوتیاں چلتی معلوم ہوتی ہیں۔ رانوں اور جنکا سوں کے عضلات میں درد، پنڈلیوں میں کچکی رہتی ہے۔ نگاہ اور سماعت میں کمزوری شروع ہو جاتی ہے۔ جلد کا رنگ زرد و سیاہی مائل ہو جاتا ہے۔ آنکھیں میں ہلکا ہلکا درد ہوتا ہے۔ دقت تنفس، چڑچڑاپن، پاؤں کے ٹوکڑوں میں جلن، عام بدلتی لاغری اور کمزوری روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور آخر کار قوت باہر باد ہو جاتی ہے۔ مختصر یہ کہ اس مرض میں جسمانی اور جنسی کمزوری کے علاوہ درد سرداچی، سر پھکانا، ضعف بصارت، ضعف سماعت، مرگی، جنون، ضعف ہضم، مزمن اور ذوق و سل تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یہ ایک خوفناک مرض ہے کہ اس کا علم بعض اوقات مریض کو نہیں ہوتا اور یہ اپنا کام کر جاتا ہے۔

تشخیص مرض

جب کوئی مریض علاج کے لئے آئے اور وہ خود جریان اور جنسی کمزوری کا ذکر نہ کرے لیکن نبض وقارورہ اور چہرے پر اس کے آثار اور علامات ظاہر ہوں تو معالج کو اس مرض کی تشخیص کرنا نہایت ضروری ہے۔ لیکن اکثر مریض خصوصاً نوجوان اس مرض کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے۔ دوسرے بعض مریض واقف ہوتے ہیں لیکن شرم کی وجہ سے بیان نہیں کرتے اور بعض مریضوں نے خود بری عادتوں میں پڑ کر اپنا نقصان کیا ہوتا ہے۔ اس لئے ان میں بیان کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ یہ صرف معالج کا کام ہے کہ جب بھی وہ کسی ایسے مریض کو دیکھے تو پہلی تشخیص کے بعد مریض کو سمجھا دے کہ وہ کسی برے مرض میں گرفتار ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض کسی اور مرض میں گرفتار ہوتا ہے اور اس کے ساتھ جریان کی علامت بھی پائی جاتی ہے۔ مگر مریض جس مرض میں گرفتار ہوتا ہے وہ اس کی تکلیف سے غلامی نہیں پاسکتا اور نہ ہی کسی اور علامت یا مرض کی طرف توجہ دے سکتا ہے۔ یہ فرض معالج کا ہے کہ وہ اپنی تشخیص میں اس مرض کو معلوم کرے اور اس امر کا یقین کر لے کہ پہلے جریان کا علاج ضروری ہے یا اس مرض کا جس میں مریض مبتلا ہو چکا ہے۔

صرف ایک مرض

یاد رکھیں کہ کسی مریض کو بیک وقت دو تین یا چار اس سے زیادہ مرض نہیں ہو سکتے۔ ہمیشہ ایک وقت میں ایک ہی مرض ہوتا ہے۔ باقی سب اس کی علامات ہوتی ہیں۔ البتہ بعض اوقات علامات یا کوئی ایک علامت اس قدر شدید ہوتی ہے کہ مریض اور نادان معالج اس کو کئی

مرض تصور کر لیتا ہے۔

اچھی طرح یاد رکھیں کہ تشخیص اسی علم کا نام ہے کہ مرض اور علامات کو جدا جدا کیا جائے تاکہ علاج میں آسانی اور یقینی صورت پیدا ہو جائے۔ اس طرح مرض اور ہر علامت جلد سے جلد رفع ہو جاتی ہے۔

تشخیص کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مریض کی تمام علامات کا غور سے مطالعہ کرنے کے بعد مرض کا تعین کر لیا جائے اور پھر یہ یقین کر لیا جائے کہ تمام علامات واقعی اس مرض کی ہیں۔ اس تشخیص کا نتیجہ حیرت انگیز ہوگا یعنی اسی وقت سے مریض کا مرض اور تمام علامات رفع ہونا شروع ہو جائیں گی۔ مرض چاہے بیس سال پرانا ہو، صحیح تشخیص سے لوٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ دو اور سی ایک طرف صحیح غذا کے استعمال سے ہی اسی روز مرض اور تمام علامات کم ہونا شروع ہو جاتی ہیں اور چند لمحوں میں آرام کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو مہر کبھی دو خانہ تشریف لاتے ہیں، انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ کہے اور جا دو گری دیکھی ہے۔ اس لئے بعض مہر معالجین نے یہاں پر ایک ایک دو دو ماہ لگا کر اس فن کو حاصل کیا ہے۔ اس تشخیص میں زیادہ تر معالج کو نظر یہ مفرد اعضاء اور اس کے ماتحت نبض و قارورہ اور چہرہ و جسم کی علامات سے تشخیص کی تعلیم دی جاتی ہے۔

بہر حال یہاں پر یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ صحیح تشخیص کے بعد فوراً ہی ہر مرض اور اس کی علامات رفع ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر یاد رکھیں کہ بغیر تشخیص کے صرف مریض کی حقیقت پر علاج کرنا حکمت نہیں عطا کیا نہ پن ہے، بلکہ گناہ ہے۔

جریان کا اصول علاج

یاد رکھیں کہ اصول علاج کا مقصد یہ ہے کہ ہر مرض کے علاج میں جو چند اصول مقرر کئے گئے ہیں، علاج ان کے تحت کیا جائے۔ کیونکہ بے مقصد دوائیں استعمال کرنا بے معنی ہوتا ہے بلکہ بعض دفعہ صحیح تجویز و نسخہ اور دوائیں بھی مفید ثابت نہیں ہوتیں۔ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ جریان ان امراض میں سے ایک ہے جن میں اکثر معالج نام کام رہتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس کو اکثر غلط سمجھا گیا ہے اور اس کے علاج میں بھی اس لئے غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ورنہ جریان کا علاج مشکل نہیں ہے لیکن اصول علاج کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ جریان کے علاج میں تین اصول ذہن نشین کر لیں: (۱) ذکات حس کا دور کرنا۔ (۲) صحیح غذا دینا۔

ذکات حس کا دور کرنا

ذکات حس کے معنی ہیں احساسات میں تیزی۔ یہ اصطلاح خصوصاً جنسی تحریک کے لئے بولی جاتی ہے۔ بعض معالج اور اکثر عوام اس حالت کو جسم میں گرمی کی زیادتی خیال کرتے ہیں۔ لیکن ایسا خیال کرنا صحیح نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جسم میں جس قدر بھی احساسات پیدا ہوتے ہیں ان کا تعلق اعصاب سے ہے اور جسم میں جس قدر بھی حرکات عمل میں آتی ہیں ان کا تعلق عضلات سے ہے اور جسم میں جس قدر رطوبات کا اخراج اور بندش ہے اس کا تعلق غد کے ساتھ ہے۔ البتہ اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں کہ اعصاب میں جب تحریک پیدا ہوتی ہے تو غد سے رطوبات کا اخراج شروع ہو جاتا ہے اور جب عضلات میں تحریک ہوتی ہے تو رطوبات کے اخراج میں بندش آ جاتی ہے جس کو ہم نزلہ کے نام سے بیان کر چکے ہیں۔ جو معالج اس حقیقت کو ذہن نشین کر لیں گے وہ ہر قسم کے رطوبات کے اخراج اور بندش کا علاج کر سکتے ہیں۔

ذکاتِ حس کے علاج میں غلطی

ذکاتِ حس کے متعلق یہ تصور عام ہے کہ گرمی سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا علاج اکثر مہردات و مسکنات اور مخدرات سے کیا جاتا ہے۔ یہ تصور بالکل غلط ہے، کیونکہ مہردات و مسکنات اور ملذذات وغیرہ اعصاب میں تیزی پیدا کرتی ہیں اور اس سے رطوبات کے اخراج میں تیزی آ جاتی ہے۔ البتہ دل اور عضلات کے افعال میں سستی اور تسکین پیدا ہو جاتی ہے جس سے دورانِ خون میں کمی پیدا ہو کر عارضی طور پر علامت میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور دوا کا اثر دور ہونے پر مرض اور علامت پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر لیتی ہے۔

فرنگی طب کی غلط فہمی

فرنگی طب میں بھی ذکاتِ حس کے لئے مسکنات اور مخدرات استعمال کرائے جاتے ہیں۔ چونکہ اس میں گرمی سردی کا کوئی تصور نہیں ہے اس لئے وہ مہردات کا استعمال نہیں کرتے۔ البتہ جہاں کہیں سے دورانِ خون کو کم کرنا ہو وہاں پر سرد پانی کی پٹی اور برف تک کا استعمال کر لیتے ہیں۔ جیسے سرسام میں وہ اکثر برف کی ٹوپی استعمال کرتے ہیں۔

ہم پہلے بھی کئی بار لکھ چکے ہیں کہ فرنگی طب میں ہر عضو کے فعل میں دو ہی صورتیں تسلیم کی گئی ہیں۔ ایک کسی علوم کے خلل میں تیزی دوسرے کسی عضو کے فعل میں سستی۔ ازل صورت کو تحریک اور دوسری صورت کو تسکین کہتے ہیں۔ ازل صورت کے لئے محرکات اور دوسری صورت کے لئے مسکنات اور مخدرات کا استعمال کرتے ہیں۔ تیسری صورت ان کے ذہن میں نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تحریک اور سوزش کا علاج نہ مسکنات سے ہوتا ہے اور نہ ہی مخدرات مفید ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فرنگی طب میں جریان و احکام اور سرعت انزال کے لئے دتوں سے برومانیڈ و ہائیڈو سائیس اور کلورل ہائیڈرےٹ وغیرہ استعمال کرائے جاتے ہیں۔ مگر نہ یہ علامات رفع ہوتی ہیں اور نہ ذکاتِ حس ختم ہوتی ہے۔

تحریک اور سوزش کا علاج صرف تحلیل ہے

جاننا چاہئے کہ جسم میں جہاں بھی تحریک و تیزی اور سوزش ہو اس کا علاج تحلیل ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ورم کا علاج کیا جاتا ہے۔ اسی اصول پر ذکاتِ حس اور اعصابی تحریک کا علاج تحلیل سے کیا جاتا ہے۔ جہاں پر تحلیل کی جاتی ہے وہاں پر دورانِ خون کو تیز کرنا پڑتا ہے۔ جس سے وہاں کی سوزش رفع ہو جاتی ہے۔ یاد رکھیں کہ تحلیل ادویہ انتہائی قسم کی خشک یا گرم خشک یا گرم تر ہوں گی۔

ایک راز کی بات

یہ صحیح ہے کہ ذکاتِ حس اعصابی تحریک ہے مگر اس اعصابی تحریک کا دباؤ زیادہ تر جنسی اعضاء کے اعصاب پر ہوتا ہے۔ جس سے منی کا اخراج جاری رہتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے سر میں دباؤ ہو تو درد سر عیبی، ناک پر دباؤ ہو تو زکام، گردوں پر دباؤ ہو تو پیشاب میں زیادتی اور اگر آنتوں کے اعصاب پر دباؤ ہو تو اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ اعصاب تو سر سے پاؤں تک پھیلے ہوئے ہیں۔ تحریک کم و بیش ہر جگہ ہوتی ہے، لیکن تکلیف وہاں زیادہ ہوتی ہے جہاں پر اس کا دباؤ زیادہ ہوتا ہے۔

ماحول کا بدلنا

جریان اکثر انہی لوگوں میں دیکھا گیا ہے جن کا ماحول جنسی تحریکات سے بھرپور ہوا ہو۔ اس میں بچہ و جوان، ادھیڑ و بوڑھا، عورت و مرد اور نیک و بد کی شخصیات نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مولوی اور پیر کوئی بھی ہو جب جنسی ماحول ہوگا تو اس پر جنسی تحریکات کا ضرور اثر ہوگا۔ اس اثر کو

روکنا انسانی اختیار میں نہیں ہے۔ کیونکہ حسن و خوبصورتی، لذت و لطف اور عشق و محبت کے اثرات انسانی اعصاب پر اثر انداز ہو کر دل اور عضلات کے افعال میں تیزی پیدا کر دیتے ہیں جن سے دوران خون میں تیزی آ جاتی ہے جو جنسی اعضاء کی طرف دوڑتا ہے جس سے وہاں پر تحریک شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے جن لوگوں کو جریان ہوان کو جنسی اثرات سے دور رہنا چاہئے۔ خاص طور پر عشقیہ قصے اور داستانیں، رقص و سرود اور عریاں و جنسی تصاویر کا دیکھنا بے حد نقصان دہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلام نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کے حلقے میں شریک ہونے سے روکا ہے۔ لیکن فرنگی تہذیب نے یہ تیز ختم کر دی ہے۔ جس سے آتشک اور سوزاک جیسے موذی امراض پیدا ہو کر نقصان کا باعث بن رہے ہیں۔ اس لئے جریان کے علاج سے قبل مریض کا ماحول بدلنا ضروری ہے۔

غذا کی صحیح ترتیب

جریان کے مریض میں اول تو غذا کی تبدیلی کی ہی نہیں جاتی۔ اگر کچھ کی جاتی ہے تو ٹھنڈی افندیہ و اشربہ پر زور دیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی چیزیں نہ صرف مرض کو بڑھا دیتی ہیں بلکہ اکثر بدنہیسی کا باعث ہوتی ہیں۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ مریض کو تاکید کریں کہ غذا وقت پر کھائے، غذا کا درمیان وقفہ کم از کم چھ گھنٹے ہو، اگر صبح شام کھائے تو زیادہ بہتر ہے اور اگر اتنے وقفہ کے بعد بھی شدید بھوک نہ ہو تو غذا کو دوسرے وقت پر چھوڑ دے۔ غذا میں صبح مکھن کے ساتھ ڈبل روٹی، دوپہر کو بھوک ہو تو کوئی چھل اور رات کو دلیہ، ڈبل روٹی وغیرہ کسی سالن کے ساتھ دے دیا کریں۔ جس میں گھی زیادہ ہو۔ کیونکہ جسم میں خشکی ہو تو اعصاب کی سوزش میں شدت ہو جاتی ہے۔ گھی ہی ایک ایسی شے ہے جس سے تحریکات و ذکات بلکہ سوزش تک ختم ہو جاتی ہے۔

علاج جریان بلا ادویہ

جریان کے علاج میں ذکات و حس کا رفع کرنا ضروری ہے جس سے جوش باہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے لیکن یہ کمی عارضی ہوتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ کمی نہیں ہوتی اور جوش میں بھی شدت ہوتی ہے۔ اس میں کمی آ جاتی ہے اور جسم میں اعتدال قائم ہو جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے اکثر قاطع باہ اور منی کو خشک کرنے والی ادویات استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ اصول تو صحیح ہے لیکن جب ادویات کا استعمال کیا جاتا ہے تو اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی غلط ادویات استعمال کر دی جاتی ہیں جو فائدے کے بجائے نقصان کا باعث بن جاتی ہیں۔ یعنی قوت باہ میں کمی آ جاتی ہے مگر جریان بڑھ جاتا ہے۔ جیسے کشیز، کاہو، کاسنی، نیلوفر، صندل، خشکاش، چہار مغز، انجون اور کافور وغیرہ۔ اسی طرح غذاؤں میں کدو، ٹنڈا، توری، شلغم، مولیٰ گا جو وغیرہ کا استعمال جوش باہ کو کم کر دیتا ہے۔ اس مقصد کے لئے ایسی ادویات ہونی چاہئیں جو برودت کے ساتھ اپنے اندر کچھ جس اور خشکی کی طاقت بھی رکھتی ہوں۔

ایک راز کی بات

جریان منی کے بہت سے اسباب ہیں جیسا کہ گزشتہ صفحات میں تفصیل سے بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن اگر صحیح دوا اور غذا کا استعمال کیا جائے تو اسی کے ساتھ ذکات و حس اور دیگر اسباب خود بخود دور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ تمام اسباب کا مرکزی اثر اعصاب پر اور جنسی اعصاب میں سوزش کا پیدا ہونا ہوتا ہے اور علاج میں اعصاب کی اس سوزش کو رفع کرنا ہوتا ہے جو ان ادویات اور افندیہ سے وہاں تحلیل ہو کر دفع ہو جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے مفرد مرکب ادویات اور مجربات و افندیہ درج ذیل ہیں۔

جریان کے لئے مفرد ادویہ

آلمہ، اسپند، اقا قیاق، حنم املی سوختہ، پھلی اور گل کیکر، شیر برگد، بوپھلی، بہن سرخ، بلبلہ، پتیل، پھنکھوی، چاکو، سلاجیت، سم الفار، طہاشیر، عناب، کھنہ، کرنجہ، گلگوشی، مازو، مائیں، ہیرا کیس اور ہلبہ۔ یہ سب ادویہ عضلاتی اعصابی ہیں۔

جریان کے لئے کشتہ جات

کشتہ فولاد، کشتہ سرب، کشتہ الماس، کشتہ توتیا، کشتہ جست، کشتہ یاقوت، کشتہ حبث الہدیہ، کشتہ مرجان، کشتہ قلعی اور کشتہ چاندی وغیرہ۔ یہ سب عضلاتی اعصابی کشتہ جات ہیں۔ ان میں صرف طاقت کی کمی بیشی کا فرق ہے۔

جریان کے لئے اغذیہ

آزو، امرو سرخ، کمی، باجرہ، باقلا، جامن، جوار، سنگھازا، سیب، شکر قندی، نارنگیل اور چنا۔

جریان کے لئے گرم مفردات

اگر ضرورت ہو تو گرم ادویات بھی جریان کے لئے استعمال ہو سکتی ہیں۔ لیکن ان ادویہ میں خشکی ان کی گرمی سے زیادہ ہونی چاہئے۔ جیسے ازراقی، اسطوخودس، انڈا، اندرائن، پیاز و تخم پیاز، جاوتری، چنا، خرما، کشتہ خرمرہ، خونچان، دارچینی، مروارید، کندر پھل، معطر قرعہ اور لونگ وغیرہ یہ سب عضلاتی ندی ہیں۔

جریان کے لئے مہربات

تحقیقات طبی فارماکوپیا میں ہتھتے بھی عضلاتی اعصابی اور عضلاتی ندی مرکبات اور مہربات دیئے گئے ہیں وہ سب جریان ندی کے لئے یقینی و بے خطا اور تریاق و آسیر ہیں۔ اسی طرح تحقیقات الجربات میں جو نسخے جریان کے لئے لکھے گئے ہیں وہ سب بے حد مفید ہیں۔ ہمارے نسخہ جات و مرکبات اور مہربات کی یہی سب سے بڑی خوبی ہے کہ وہ سو فیصدی صحیح ہیں۔ البتہ مریضوں کو اپنی غذا اور ماحول کو درست رکھنا چاہئے۔ ان کے علاوہ ذیل میں چند مہربات درج کئے جاتے ہیں۔

سفوف جریان

نسخہ: ثعلب مصری ۲ چھٹا تک، مغز حنم ہندی سوختہ تین چھٹا تک، آزو، سنگھازا تین تولے۔

ترکیب: باریک جین کر ملائیں، بس تیار ہے۔

مقدار خوراک: ایک ماشہ سے تین ماشہ تک دن میں دو تین بار آب تازہ سے لیں۔

حبوب جریان

نسخہ: سم الفار ایک ماشہ، کشتہ فولاد دو تولے اور سلاجیت اصلی نو تولے۔

ترکیب تیاری: اول سم الفار کو کھل میں ڈال کر کھل کریں۔ پھر اس میں تھوڑا تھوڑا کشتہ فولاد ڈال کر کھل کریں۔ جب تمام کشتہ ختم ہو جائے تو پھر سلاجیت اسی طرح کھل کر کے ملائیں اور گولیاں بقدر دانہ خود بنا لیں۔

مقدار خوراک: ایک گولی صبح اور ایک گولی شام فوراً بعد از غذا امراہ چائے یا دودھ استعمال کریں۔ جریان کے علاوہ مؤلدہ و مقوی خون و جسم ہے۔

مٹھائی جریان

نسخہ: پستہ ایک پاؤ، اخروٹ تین پاؤ، ناریل چار پاؤ اور مرہ سبب آٹھ پاؤ۔

ترکیب تیاری: پہلے تینوں میوہ جات کو باریک کر کے ملا لیں، پھر مرہ باریک کر کے ان میں ملا لیں۔ بس تیار ہے۔

مقدار خوراک: ایک تولہ سے تین تولہ تک صبح ناشہ کے ساتھ اور رات کو نغذا کے ساتھ کھائیں۔

اکسیر جریان

نسخہ: کشتہ چاندی، کشتہ یاقوت، کشتہ مرجان، ہر ایک ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ۔

ترکیب تیاری: سب کو ملا کر کم از کم نصف گھنٹہ گھل کر لیں۔ بس تیار ہے۔

مقدار خوراک: ڈیڑھ رتی سے تین رتی تک، ہفتی میں ڈال کر کھالیں۔ دن میں دو خوراکیں لے سکتے ہیں۔

تریاق جریان

نسخہ: خونچاں دو تولے، رائی تین تولے، کلونجی تین تولے۔

ترکیب تیاری: تمام ادویات کو باریک کر کے باہم ملا لیں۔ بس تیار ہے۔

مقدار خوراک: دو ماشے سے چار ماشے تک صبح وشام ہمراہ دودھ یا چائے استعمال کریں۔ جریان کے علاوہ مقوی خون اور مقوی بدن بھی

ہے۔ مردی طاقت کے لئے کامل بھروسے کا نسخہ ہے۔

احتمام

ماہیت احتمام

احتمام عربی لفظ ہے۔ اس کا مادہ حلم ہے، جس کے معنی خواب دیکھنا یا خواب میں جنسی لذت حاصل کرنا ہے۔ چاہے اس کی کوئی بھی

صورت ہو۔ اس میں مباشرت و اغلام اور بلیق و حظ شدید وغیرہ شامل ہیں۔ عوام میں یہ بدخوابی، خواب میں شیطان آنا یا خواب میں کپڑے

خراب ہونا بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں ناکنزل امیشن کہتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نیند کی حالت میں جب منی اور اس کے اعضا، کا جسم پر دباؤ کا غلبہ ہوتا ہے تو طبیعت جنسی جذبہ کو پیش کر دیتی

ہے۔ جس سے جنسی جذبہ میں اس قدر شدت پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان بے قابو ہو جاتا ہے اور اس کا انزال ہو جاتا ہے اور یہ اخراج منی

بلا ارادہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت انسان عام طور پر چت لیٹا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے احتمام خواب کی حالت میں اخراج منی کو کہتے ہیں۔ لیکن

اکثر نیم خوابی کی حالت ہوتی ہے۔

سونے والے شخص نے خواب میں دیکھا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے جذبات محبت میں مشغول ہے یا حظ و لذت کے جذبہ شدید میں مبتلا

ہے۔ پھر ایسی حالت میں اس کو بے اختیار اور بلا ارادہ انزال ہو جاتا ہے۔ احتمام کے متعلق بعض اطباء اور ڈاکٹروں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

بعض کی یہ رائے ہے کہ یہ خواب میں انتہائی حظ و لذت اور شدت جذبہ کا نتیجہ ہے۔ لیکن اکثر کی یہ رائے ہے کہ چونکہ اس میں مادہ منی کا نقصان

ہے اس لئے یہ مرض کسی مرض کی علامت میں شریک ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر احتلام کا ہے ہو جو مادہ منی کے دباؤ سے ہو جاتا ہے تو کوئی بات نہیں۔ اس کی کثرت ضرورت علامت مرض ہے۔ اسی طرح وقفوں اور تعداد میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ بعض کو ہر شب، ہر ہفتہ یا ہر ماہ میں ایک بار احتلام ہو جاتا ہے۔ تو اس کا نقصان بھی بڑھتا جاتا ہے اور طبیعت پریشان رہنے لگتی ہے۔ اس لئے جب احتلام میں کثرت ہو جائے اور جسم میں ضعف پیدا ہونا شروع ہو جائے جس کے ساتھ پریشانی بھی شریک ہو تو ضرور اس کے علاج اور مداوا کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ ورنہ نقصان کا خطرہ ہے۔

احتلام کی شدید صورت

رات کے احتلام کی طرح اگر کبھی کبھار دن میں بھی احتلام ہو جائے تو یہ بھی کسی مرض کی علامت میں شامل نہیں بلکہ وقتی طور پر ذہنی یا منی کا جسم پر دباؤ ہے۔ لیکن یہ رات کی طرح دن میں بھی کثرت اختیار کر لے تو یہ ایک خطرناک صورت ہے۔ دن میں احتلام کی صورت دراصل احتلام شبینہ کی ترقی یافتہ صورت کا نام ہے۔ اس کو عربی میں ذرور اور انگریزی میں ابرٹلی بولیوشن کہتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پہلے رات کو انزال ہونا شروع ہوتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ شدت اختیار کر کے آلات منی پر قبضہ کر لیتا ہے اور وہ آلات ایسے ذکی اُلُحس ہو جاتے ہیں کہ دن بھی ادنیٰ ادنیٰ سے خواب میں تحریک پر احتلام ہو جاتا ہے۔ پھر کھانا ایسے کمزور ہو جاتے ہیں کہ فوراً اپنے مادہ کو باہر نکال دیتے ہیں۔

احتلام کی خطرناک صورت

جب احتلام کی حالت زیادہ شدت اختیار کر لیتی ہے تو خطرناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ احتلام کی تیسری صورت ہے۔ اس میں آلات منی بہت زیادہ ذکی اُلُحس ہو جاتے ہیں اور منی انتہائی طور پر رقیق ہو جاتی ہے۔ اس میں غلظت نہیں رہتی۔ مثل پانی کے ہو جاتی ہے۔ خواہ نغوظ ہو خواہ نہ ہو۔ ذرا سی تحریک سے اخراج پا جاتی ہے۔ اور بعض وقت پاخانہ بھرتے وقت ذرا سا زور لگایا جائے تو منی فوراً باہر آ جاتی ہے۔ کبھی سوزش کے ساتھ اور کبھی بلا سوزش خارج ہو جاتی ہے۔ یہ صورت انتہائی نقصان دہ ہے۔

اگر ایسی حالت میں منی کا کیساوی امتحان کیا جائے تو اس میں دانہ ہائے منی کم ہو جاتے ہیں اور حویات منی بہت کم ہو جاتے ہیں اور اکثر حویات (کرم منی) کی دم نہیں ہوتی۔ صرف سر ہی نظر آتے ہیں۔ بقیہ دم والے حویات کا ہونا منی کے خام ہونے پر وال ہے۔ اس لئے اس سے نطفہ قرار نہیں پاسکتا اور بعض اوقات اس میں خون کے نقطے نظر آتے ہیں۔ جب ایک عرصہ تک یہی حالت رہتی ہے تو خصیوں میں سوزش واقع ہو جاتی ہے اور اس کی ساخت خراب ہو جاتی ہے۔

احتلام کے اسباب

احتلام منی، سوزش و خراش آلات مخصوصہ، فاسد خیالات کا غلبہ، مجرد رہنا، موسیقی و نغمہ اور رقص و سرود میں زیادہ مشغول ہونا۔ جذباتی اول اور افسانے پڑھنا، اکثر چت یا اوندھا سونا، بھوک کے بغیر کھانا، قبض، بدعاشی، پیٹ میں کیڑے، ان میں بعض اسباب وقت ہوتے ہیں اور جب وہ ختم ہو جاتے ہیں تو احتلام ختم ہو جاتا ہے۔ اور جب پھر یہ اسباب پیدا ہو جاتے ہیں تو احتلام شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی عارضی سبب مسلسل رہے تو احتلام دائمی صورت اختیار کر کے باعث مصیبت بن جاتا ہے۔ عارضی اسباب میں شکم سیری، نرم بستروں پر سونا اور سوئے میں مثانہ کا پیشاب سے پر رہنا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ رات کو دیر سے سونا بھی احتلام کے اسباب میں شامل ہوتا ہے۔ کثرت

مباشرت اور اکثر حظ و لذت کے ماحول میں رہنا۔

علامات احتلام

ذکرہ بالا صورتوں کے علاوہ ضعیف و نفاہت کے آثار مثلاً کمزوری، دماغی محنت کا نہ ہو سکتا، خیالات کا منتشر رہنا، توجہ کا کسی خاص امر پر مجتمع نہ ہونا، تجویزی دور آنے جانے پر پنڈلیوں کے عضلات میں کمزوری کی علامات کا پایا جانا، صبح کے وقت بستر خواب سے بیدار نہ ہونا، سر کا بوجھل رہنا، نسیان کا لاحق ہو جانا۔ جب یہ علامات زیادہ ترقی کر جاتی ہیں تو انتہائی علامات کے نام سے موسوم ہو سکتی ہیں۔ مثلاً کوئی کام محنت کا مریض سے نہیں ہو سکتا، کسی قسم کی محنت ہو، دماغی یا جسمانی، تھوڑا سا کام کرنے پر وہ بے دم ہو کر رہ جاتا ہے۔ سلسلہ خیالات درست نہیں رہتا۔ اس کے خیالات پریشان اور غیر منظم ہوتے ہیں۔ حافظہ کمزور اور قوت فیصلہ بے کار ہو جاتی ہے۔ سر میں گاہے درد اور گاہے گرانی رہتی ہے۔ کمر اور چہرہ سینہ میں اکثر عصبی درد رہا کرتا ہے۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا۔ ذکارتیں آتی ہیں اور نوح ہو جاتا ہے۔ نیند نہیں آتی اور اگر آتی ہے تو اس سے کوئی راحت معلوم نہیں ہوتی ہے۔ خواہش متوحش آتی ہیں، پیشاب میں فتور واقع ہو جاتا ہے، مقعد و حشفہ اور اہلیل میں جلن معلوم ہوتی ہے، ریزہ پر بیچہ نیشان سی چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ رانوں اور جگاموں کے عضلات میں درد، پنڈلیوں میں درد اور سماعت میں ثقل معلوم ہوتا ہے۔ جلد کا رنگ سیاہی مائل زرد ہو جاتا ہے۔ آٹھین میں دھیمہ دھیمہ درد ہوتا ہے۔ وقت ٹھنک، مزاج چڑچڑا، آلات تناسل کی کمزوری، مریض دن بدن لاغر و کمزور ہوتا چلا جاتا ہے۔ پاؤں کے تلوے جلا کرتے ہیں۔ جن کے نتیجے میں کمزوری، بزدلی، سوزش، ناامیدی، بظان باہ، ضعف بصر، ضعف ہضم، درد معدہ، درد سر، کبھی سہل، مرگی، نامردی اور جنون تک حالت پہنچ جاتی ہے۔

احتلام پہ نظر یہ مفروضہ اعضاء

احتلام عضلات کی تحریک سے پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح جریان اعصابی تحریک سے اور سرعت انزال غدی تحریک سے پیدا ہوتے ہیں۔ اکثر حکماء و اطباء اور فرنگی ڈاکٹر احتلام و جریان اور سرعت انزال کو مٹی کا غیر معمولی اخراج خیال کرتے ہوئے ان تینوں کا علاج ایک ہی طریق اور ایک ہی قسم کی ادویات سے کرتے ہیں۔ جن میں مہر دات و مسکنات اور ضد رات شامل ہوتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں مختلف علامات ہیں جو مختلف اعضاء میں تحریک اور سوزش سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے ہر ایک کا علاج بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہے جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں ہر ایک کا الگ الگ علاج لکھا ہے۔

احتلام کی ابتداء معدہ کے عضلات کی تیزی اور تحریک سے شروع ہوتی ہے۔ پھر وہاں سوزش کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جب اس میں شدت پیدا ہو جاتی ہے تو اس کا اثر دل اور جسم کے دیگر عضلات تک پہنچ جاتا ہے اور انتہائی حالت میں دماغ کے عضلاتی پردے میں سوزش کی صورت پیدا ہو جاتی ہے جس سے تمام جسم میں ذکاوت شدت اختیار کر لیتی ہے اور ذرا سی بھی عضلاتی تحریک جسمانی ہو یا ذہنی، برداشت نہیں کر سکتی۔ جس کا نتیجہ اخراج منی اور احتلام ہوتا ہے۔

اصول علاج

مرض کی شدت اور مریض کی حالت کے مطابق علاج ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ مرض کی شدت اور مریض کی بے چینی بے حد پریشانی کا باعث بن جاتی ہے اور بعض دفعہ بہت سے اسباب اکٹھے ہو جاتے ہیں جن کا فوری طور پر رفع کرنا مشکل ہوتا ہے اور بعض دفعہ مختلف اسباب

پیش آجاتے ہیں۔ ان کے علاج میں کسی میں کسی اور کسی میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ اکثر ایک سے زیادہ ہی اسباب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اگر اسباب مرض میں ایک ایسا ہی سبب مرض کا باعث ہے تو جلد آرام ہوگا۔ بعض مرتبہ ایک اصلی سبب ہوتا ہے اور کئی اسباب اس کے مدد و معاون ہو جاتے ہیں اور مرض کو ترقی دیتے ہیں۔ پھر ان اسباب میں سے بعض بہ آسانی رفع ہونے والے ہوتے ہیں۔ بعض کا دور کرنا کچھ دشوار ہو جاتا ہے۔ بعض اسباب ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو دور کرنا فقط مریض کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اگر وہ خود کو ان سے بھنا چاہے تو بھنا سکتے ہیں۔ ورنہ وہ کسی صورت نہیں ہٹ سکتے اور معالج کی کوئی تدبیر و غذا اور دوا کام نہیں کر سکتی۔ البتہ ایسے موقع پر مریض کو چنگی ہمدردی کے ساتھ ذرا ترش روی اور سختی ہے تاکہ ایدائے کہہ اگر اس نے مرض رفع کرنے کی کوشش نہ کی تو آئندہ ایسی خوفناک صورت حال اور امراض پیدا ہو جائیں گے کہ زندگی عذاب بن جائے گی اور جب تک وہ معالج کی مرضی کے مطابق یقین دلائے اس وقت تک وہ علاج سے انکار کر دے۔ یہ علاج کی کامیابی کے لئے اولین قدم ہے۔

اس حقیقت کو مد نظر رکھیں کہ اگر امتلائے منی باعث مرض ہے تو باقاعدہ زندگی اور شادی سے جلد آرام ہو جاتا ہے۔ اگر مرض کا سبب عضلاتی سوزش اور خراش ہو تو اس صورت میں علاج سے جلد آرام ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر حلق و اغلام اور کثرت مجامعت باعث مرض ہو تو آرام ہو سکتا ہے۔ مگر مریض و معالج دونوں کو کوشش کرنا پڑتی ہے۔

علاج کے لئے مریض کا ماحول فوری طور پر بدل دینا چاہئے۔ لطف و لذت اور حظ کی صورتیں قطعاً بند کر دینی چاہئیں۔ عشق و محبت کے سلسلے روک دینا چاہئیں۔ بلکہ دوستوں کی صحبت خصوصاً جذباتی قسم کے دوستوں سے بالکل دور رہنا چاہئے۔ اخلاقی قدروں کو مد نظر رکھنا چاہئے اور مذہبی تعلیم پر صالح طور پر گامزن ہو جانا ضروری ہے۔ صبح کے وقت جلدی اٹھنا، نہانا، جسمانی اور ذہنی طور پر پاک و صاف رہنا اور اکثر اوقات اپنے کام میں مشغول رہنا چاہئے۔ روزانہ صبح و شام اس قدر ورزش اور محنت کرے کہ تھکن کے بعد آرام اور نیند کے لئے طبیعت مجبور کر دے۔ جب آکھل جائے تو فوراً اٹھ بیٹھنا چاہئے۔ لیئے رہنا نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ خیالات کی پاکیزگی کی لازمی جزو ہے۔

غذائی علاج

مریض کو غذا سے اس وقت تک دور رکھنا چاہئے جب تک اس کو شدید بھوک نہ لگے۔ ایسی صورت میں صرف پھل دیتے رہنا چاہئے۔ پھلوں کے جوس بھی دے سکتے ہیں۔ جہاں پر پھل ملنے مشکل ہوں وہاں پر تازہ دودھ پلایا جا سکتا ہے۔ جب بھوک میں شدت ہو تو صبح کی غذا میں مکھن اور دودھ یا چائے، مغز بادام، پیس کر اور مکھن میں ملا کر بھی دے سکتے ہیں۔ اگر بھوک زیادہ ہو تو ذیل روٹی مکھن یا گھی میں تر بہ تر کھا کر دودھ یا چائے پی سکتے ہیں۔ دلہ گھی میں تر بہ تر مکھن یا بیٹھا کھا کر دودھ یا چائے پی سکتے ہیں۔ دوپہر کو صرف سائمن ترکاری اور پھل، اگر بھوک شدید ہو تو روٹی چاول بھی کھا سکتے ہیں۔ رات کو دودھ یا چائے میں مکھن یا گھی ملا کر پلایا کر لیں۔ اگر بھوک زیادہ ہو تو برنی یا دودھ کی کوئی مٹھائی کھا کر دودھ پلا سکتے ہیں۔ دوپہر اور رات کو بھی پھل دینے جا سکتے ہیں۔

علاج بالمسرد و دویہ

نمک، بادیان، سناکی، زنجبیل، کشنیز، کھی، روغن زیتون، دنیہ کی جلی، گوشت کا شوربا، مچھلی، انگور، حل، اسپھول، تخم کاسنی، تخم کدو شیریں، توری، تخم توری، تخم مولی، نمک مولی، تخم گاجر، مٹھی، ستاور، خولیاں، ست گلو، ریوند چینی، فلفل سیاہ، فلفل دراز، ہلدی، دارچینی، گندھک،

پارہ، ریٹھا، شکر، زیرہ سیاہ، زیرہ سفید، آمیس، چرانسہ، ریوند عصارہ، شہد، چینی، دودھ، بالائی، مکھن، انزروت، الفلاح اور بسن وغیرہ۔

علاج بالمرکبات

تحقیقات فارماکوپیا میں جس قدر غدی عضلاتی اور غدی اعصابی مرکبات درج ہیں وہ ضرورت کے مطابق استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ یعنی جسم میں حرارت کی کمی ہو تو غدی عضلاتی مرکبات کا استعمال کریں۔ بلکہ اگر ضرورت محسوس ہو تو کچھ غدی اعصابی بھی دے سکتے ہیں۔ تاکہ رطوبت پورے طور پر ختم ہو کر مکمل حرارت پیدا ہو جائے۔

جب جسم میں خشکی کا اثر زیادہ محسوس ہو تو غدی اعصابی کا استعمال کرائیں۔ البتہ ہر صورت میں قبض وادار اور شدت مرض کا اندازہ کر لیں۔ یعنی اگر قبض ہو تو اس کو بھی ملین یا مسہل غدی عضلاتی دیں اور اگر پیشاب میں خرابی یا جلن وغیرہ ہو تو غدی اعصابی ملین یا مسہل دیں۔ اسی طرح جو نسخے تحقیقات المخرجات میں درج ہیں وہ بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ سب اپنی جگہ بے حد مفید اور یقینی و بے خطر مخرجات ہیں۔ ذیل میں چند خصوصی مخرجات درج کئے جاتے ہیں۔ جو ضرورت اور تحریک کے مطابق استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ سفوف احتلام

هو الشافی: نمک خوردنی ایک حصہ، سناکی تین حصے، باریک کر کے سفوف بنالیں۔
مقدار خورد: چاررتی سے ایک ماش تک دن میں دو تین یا چار بار استعمال کریں۔ یہ نسخہ غدی اعصابی ملین ہے۔

۲۔ جبوب احتلام

هو الشافی: تخم مولی دو حصے، ریوند خطائی چار حصے، انزروت دو حصے، باریک کر کے گولیاں بقدر نحو و بنالیں۔
مقدار خورد: ایک ایک گولی دن میں تین چار بار ہمراہ آب تازہ دیں۔ غدی اعصابی شدید ہے۔

۳۔ مصالحہ احتلام

هو الشافی: فلفل سیاہ ۱۰ حباتی حصہ، الپچی خورد آدھا حصہ، زیرہ سیاہ ۶ حصے سفوف بنالیں۔ بس تیار ہے۔
مقدار خورد: ایک ماش سے تین ماش تک۔ غدی اعصابی شدید ہے۔

۴۔ تریاق احتلام

هو الشافی: گندھک اور ریٹھا دونوں ہم وزن باریک کر میں کر بقدر نحو و جبوب تیار کریں۔
مقدار خورد: ایک ایک گولی دن میں دو تین بار یا چار بار بھی لے سکتے ہیں۔ ایک ایک خوراک میں دو دو گولیاں بھی لے سکتے ہیں۔ یہ غدی اعصابی تریاق ہے۔

۵۔ اسکیر احتلام

هو الشافی: شکر، نو شادر تین حصے، سہاگ دو حصے، کشنیز پانچ حصے، ملٹھی پانچ حصے، باریک کر میں کر سفوف تیار کر لیں۔
مقدار خورد: ایک ماش سے چھ ماش تک ہمراہ آب تازہ نیم گرم استعمال کریں۔ یہ نسخہ غدی اعصابی اسکیر ہے۔

۶۔ حلوہ احتلام

هو الشافی: مغز بادام ایک چھٹانک رات کو بھگور رکھیں۔ صبح کو چھیل کر باریک کر کے چھینی ملا لیں۔ پھر کسی برتن میں مناسب گھی ڈال کر گرم کریں۔ جب گھی گرم ہو جائے تو اُتار کر اس میں بادام ڈال کر ملا لیں۔
مقدارِ خوراک: 6 ماشے سے روزانہ صبح ناشہ کریں۔ یہ نسخہ بھی غدی اعصابی مقوی ہے۔

سرعت انزال

سرعت انزال کی مابیت

مردانہ قوت میں ضعف کا چوتھا سبب سرعت انزال ہے جو ایک ایسی علامت ہے جس سے مباشرت میں قبل از وقت (طبعی مدت سے قبل) انزال ہو جاتا ہے۔ جانا چاہئے کہ انزال کی دو صورتیں ہیں: (۱) طبعی انزال (۲) غیر طبعی انزال۔

۱۔ طبعی انزال

مباشرت میں انزال کی طبعی مدت عام طور پر دو تین منٹ سے پانچ منٹ تک ہو سکتی ہے یا زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک ہو سکتی ہے۔ چونکہ مباشرت کا اصل مقصد اولاد پیدا کرنا یا زیادہ سے زیادہ صحت کے لئے اخراج منی کرنا ہے۔ اس لئے تندرست انسان کے لئے یہ مدت بہت کافی ہے۔ اس سے زیادہ مدت کے طلب گار لذت اور حظ کے خواہش مند ہیں جس کا تعلق صحیح زندگی سے نہیں ہے۔

۲۔ غیر طبعی انزال

غیر طبعی انزال کی بھی دو حالتیں ہیں:

اول صورت: طبعی مدت سے پہلے انزال ہو جائے یعنی مباشرت میں دخول کے ساتھ ہی فوراً منی کا اخراج ہو جائے یا دخول سے پیشتر ہی انزال ہو جائے یا مباشرت کے خیال یا خوبصورت شکل دیکھنے کے ساتھ ہی انزال ہو جائے۔ یہی صورت سرعت انزال میں شمار کی جاتی ہے۔ یہی قابل علاج ہے۔ یہی بڑھ کر ضعف باہ پیدا کر دیتی ہے۔ دوسرے اس علامت سے اکثر اولاد نہیں ہوتی۔ تیسرے اس خرابی سے عورت کی تسلی نہیں ہوتی اور اس کو مورو سے نفرت ہو جاتی ہے۔ جس سے اکثر خانہ خراب یا خانہ برباد ہو جاتا ہے۔

دوسری صورت: طبعی مدت سے بہت دیر بعد انزال ہو۔ یہ صورت کسی مرض کی وجہ سے ہو یا کسی غذا اور دوا کے ساتھ یا اپنی چلتی حرکات کرنے سے مدت انزال کو طول دے دیا جائے یعنی پندرہ بیس منٹ سے نصف گھنٹہ تک بڑھا لیا جائے تاکہ مباشرت کی لذت سے زیادہ سے زیادہ لطف حاصل کیا جاسکے۔ لیکن یاد رکھیں کہ پہلی صورت کی طرح دوسری صورت بھی سخت نقصان دہ ہے۔ اس سے اڈل اعضائے منویہ میں ضعف، دوسرے مادہ منویہ کی پیداوار میں کمی پیدا ہو جاتی ہے۔ تیسرے عضو مخصوص میں استرخا، چوتھے فالج کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے، اتنی مدت مسلسل حرکات کرنے سے عورت کے رحم میں درم ہو جاتا ہے، چھٹے جریان خون شروع ہو جاتا ہے۔ آخر عورت کے اعضائے مخصوصہ گوشت اور اعصاب کے بنے ہوتے ہیں وہ کس حد تک چومیں برداشت کر سکتے ہیں۔

امساک کی صورتیں

امساک کی بہترین صورت تو یہ ہے کہ انسان تندرست ہو اور اس کی مدت انزال طبعی ہو۔ اگر ایسی صورت نہ ہو تو اپنی صحت کو درست کر کے مدت انزال کو طبعی کر لینا چاہئے۔ جس کے لئے مناسب افذیہ وادویہ کا استعمال ہونا چاہئے۔ لیکن ہوتا ہے یہ کہ اکثر لوگ انہوں، بھنگ اور چرس و دھتورہ وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔ جن سے آخر کار قوت مردی برباد ہو جاتی ہے۔ اس لئے ان اشیاء اور دیگر مہذرات سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔ زیادہ امساک اور لذت کی خواہش نہ کریں، بلکہ اپنی ضرورت کو مد نظر رکھیں۔ جو اچھی صحت سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ خیال غلط ہے کہ زیادہ امساک سے عورت کو زیادہ خوشی اور تسلی ہوتی ہے بلکہ اس کے خلاف عورت کو تکلیف ہوتی ہے جس سے وہ مہاشرت سے دور ہو جائیگی اور برا مناتی ہے۔

بعض لوگ امساک کے لئے الٹی پلٹی حرکات بھی کرتے ہیں: (۱) مہاشرت کے وقت اپنی توجہ کو دوسری طرف لگانے کی کوشش کرتے ہیں یا حرکات کی گنتی شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے ایک طرف اپنی توجہ بدلتے ہیں اور دوسری طرف عورت پر یہ تاثر بٹھاتے ہیں کہ وہ اس قدر قوت کے مالک ہیں۔ (۲) مہاشرت کے وقت جب انزال کے قریب پہنچ جاتے ہیں تو اپنی حرکات روک دیتے ہیں یا عضو مخصوص کو باہر نکال کر تسکین حاصل کرتے ہیں۔ پھر حرکت شروع کر دیتے ہیں اور پھر تسکین وغیرہ کی صورت سے امساک کی صورتیں پیدا کرتے ہیں۔ (۳) مہاشرت کے وقت اپنے پاؤں سے مقعد پر دباؤ ڈال کر اپنی توجہ بدل کر امساک کی حالت قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (۴) مہاشرت میں ایک بار انزال کے بعد دوبارہ مہاشرت سے ایک لمبا عرصہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ ایسی تمام صورتیں عورتوں خصوصاً لڑائیوں (نوادردان چمن) پر ظلم ہے جو مہاشرت کی حقیقت کو نہیں جانتیں۔ جس سے وہ رحم کے مشکل اور پیچیدہ امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ جن کا نتیجہ اولاد سے محرومی یا تپ و دق و سل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور لذت و حذا کے دیوانے بالآخر مظلوم یا پاگل ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھیں کہ زندگی کے ہر عمل میں اعتدال کو قائم رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

تشخیص سرعت انزال

سرعت انزال کی تشخیص میں اکثر غلطیاں کی جاتی ہیں۔ یہ غلطیاں صرف عوام تک محدود نہیں ہیں بلکہ اچھے اچھے اطباء سے بھی روزانہ سرزد ہوتی ہیں اور بڑے بڑے حکماء کی کتب میں نظر آتی ہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جریان و احتلام اور سرعت انزال میں پوری طرح فرق نہیں سمجھا جاتا۔ ان تینوں کے اسباب و علامات کو آپس میں ملا دیا گیا ہے۔ صرف ایک مثال درج ہے جو ایک مشہور طبی مصنف کی کتاب میں درج ہے۔ سرعت انزال کے اسباب قریباً قریباً وہی ہیں جو جریان مٹی کے ہیں۔ جریان مٹی اور سرعت انزال اس حیثیت سے بالکل ملتے جلتے ہیں۔ سرعت انزال جریان مٹی کی ایک چھوٹی حالت ہے ورنہ جو نقص اعضائے تاسل اور مٹی کے جریان مٹی پیدا کرتے ہیں وہی اسباب چھوٹے اور خفیف ہونے کی حالت میں سرعت انزال پیدا کرتے ہیں۔ یہ صرف ایک مثال ہے لیکن اکثر کتب طبیہ میں سے اس قسم کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ جہاں تک فرنگی طب کا تعلق ہے وہ اس کی ماہیت و اسباب اور علامات و علاج وغیرہ سے بالکل بے خبر ہے۔

غلط فہمی

سرعت انزال کی ماہیت کو سمجھنے میں غلط فہمی صرف اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ اس کو صرف جریان مٹی یا اخراج مٹی کی ایسی صورت

خیال کر لیا گیا ہے جس سے سرعت اور تیزی پائی جاتی ہے اور حیرت یہ ہے کہ جریان منی میں تو اخراج مسلسل کے ساتھ ضعف انتشار قائم ہوتا ہے۔ جب کہ سرعت انزال میں انتشار میں شدت پائی جاتی ہے۔ پھر دونوں کو ایک ہی مرض قرار دینا کس قدر غلط فہمی ہے۔ اس لئے دونوں کے اسباب کو مشترک کہنا بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ اگر دونوں کی ایک ہی صورت ہوتی تو پھر ان کو جدا جدا امراض کا نام دینا ضروری نہیں تھا۔ سرعت انزال دراصل جریان اور احتلام سے بالکل جدا مرض ہے۔ اس لئے اس کو جدا سمجھنے کی ضرورت ہے لہذا اس کے اسباب بھی ان سے مختلف ہیں۔

حقیقت سرعت انزال

اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ تندرست انسان میں انزال کے لئے ایک مناسب وقت ہوتا ہے جو دو منٹ سے لے کر پانچ منٹ تک یا زیادہ سے زیادہ اسی قدر اور وقت ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر اس سے کم ہو تو سرعت انزال اور اگر زیادہ بھی ہو تو مرض میں شمار کریں۔ جس کا نتیجہ خونخاک امراض خصوصاً فالج و لقوہ اور دو قہ وصل ہوتے ہیں۔ اس لئے مخدرات اور مسکات مضر اور نقصان دہ ہیں۔

گزشتہ صفحات میں ہم لکھ چکے ہیں کہ احتلام عضلات میں تیزی اور سوزش سے پیدا ہوتا ہے اور جریان اعصاب میں سوزش اور تیزی سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح سرعت انزال کے متعلق بھی سمجھ لیں کہ وہ گردوں میں سوزش اور تیزی سے عمل میں آتا ہے۔ اس حقیقت سے احتلام و جریان اور سرعت و انزال کی حقیقت اور ان کے فرق کو سمجھا جا سکتا ہے۔ جن کے اسباب و علامات درج کئے گئے ہیں۔

ایک خاص بات

اکثر لوگ خصوصاً جنسی مریض سرعت انزال کی بہت شکایت کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ سرعت انزال اس قدر عام مرض نہیں ہے اور نہ ہی فوری طور پر ہو سکتا ہے۔ چونکہ اس سے جنسی جذبہ میں شدت ہوتی ہے۔ اس لئے اس جذبہ کی تسکین سے شدت کم ہو کر سرعت انزال کم ہو جاتا ہے۔ لیکن جس کثرت سے لوگ اس کے شاک کی پائے جاتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سو فیصدی لوگ اس مرض میں گرفتار ہیں۔ دراصل یہ مرض کی صورت نہیں بلکہ لذت اور حظ کی زیادہ سے زیادہ طلب ہوتی ہے۔ انسانی خلقت کا تقاضا ہے کہ وہ لذت و لطف اور حظ کی طرف کھینچا جلا جاتا ہے۔ اکثر لوگ نہ اس کے مقصد کو سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس کی ضرورت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بلکہ اپنے جذبہ نفسانی کے تحت اپنے حواسِ خمسہ کو تسکین دیتے ہوئے لذیذ اندیز و اثریہ لطیف نظارے و پر لطف نغمے، حسین قصے اور جنسی حظ کو زندگی کھچ لیا گیا ہے۔ مگر اس حقیقت سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں کہ ان جذبات کی شدت رفتہ رفتہ کسی خاص عضو خصوصاً اعضائے ریسہ کی طرف خون کو اکٹھا کر دیتی ہے جس کا نتیجہ بالکل اسی طرح ہو سکتا ہے جیسے یک بارگی شدت جذبہ کے تحت خون کے اکٹھا ہونے سے عمل میں آتے ہیں جن کو ہم شادی مرگ یا غم مرگ کا نام دیتے ہیں۔ یا خونخاک امراض کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ جن میں جسم کا سن ہو جانا، ضعف بصر و ساعت اور فالج و لقوہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ انتہائی خوشی میں اپنے آپ میں نہ رہنا یا قہقہہ مار کر بے قابو ہو کر ہنسا بھی بعض اوقات نقصان کا باعث بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں قہقہہ مار کر ہنسنے کو منع کیا گیا ہے اور اس صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر زیادہ سے زیادہ لذت و لطف اور حظ خصوصاً جنسیاتی جذبات میں زیادتی اور شدید اسماک سے دور رہنا چاہئے۔ کیونکہ قدرتی اور اعتدال کا راستہ اور عمل ہی درست ہو سکتا ہے۔

ایک غلط فہمی

اکثر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جب تک مرد اور عورت کا انزال اکٹھا نہ ہو اس وقت تک اولاد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اگر مرد میں سرعت انزال ہو تو اس کو ضرور اس قدر اسماک کی اور ادویہ کھانی چاہئیں جس قدر اس کو عورت کے انزال میں ضرورت ہو سکتی ہے۔ یہ ایک زبردست غلط فہمی اور حقائق سے لاعلمی ہے۔ اسماک اپنی لذت و لطف اور حظ کے لئے نفسیاتی طلب ہے یا زیادہ سے یا زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سرعت انزال میں عورت تھنہ رہ کر بے قرار ہو جاتی ہے اور اس کی خاموشی بھی شدید احتجاج معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ خیال کرنا کہ اکٹھا انزال نہ ہونے سے اولاد نہیں ہو سکتی یہ سراسر غلط فہمی اور حقائق سے لاعلمی ہے۔ کیونکہ جن صاحب علم اور اہل فن کی نگاہ تشریح الابدان، منافع الاعضاء اور حقائق تولد و تناسل پر ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ مرد اور عورت کا اکٹھا انزال ہونا یا نہ ہونا قیام حمل میں کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اس کے بغیر بھی اولاد ہو سکتی ہے۔

جاننا چاہئے کہ اول تو یہ خیال ہی فطرت نفسانی اور مزاج کے خلاف ہے کہ دونوں ہم نفس اور ہم مزاج ہوں۔ اس لئے تقدم و تاخر لازمی امر ہے۔ دوسری مرد کے عضو مخصوص کی بناوٹ صرف ایک پچکاری کی حیثیت رکھتی ہے کہ اس سے مادہ منویہ کسی قدر لذت و انتشار اور عورت میں لطف و حظ پیدا کرنے کے ساتھ اس کے جسم میں داخل کر دیا جائے۔ پھر جسم میں یہ مادہ منویہ دس سے پندرہ یوم تک اندر رہتا ہے اور کرم مٹی اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔ جب ان کو اتصال نصیب ہوتا ہے تو حمل قائم ہو جاتا ہے۔ تیسرے عورت کے بیضہ جن کے ساتھ مرد کے کرم حمل قائم کرتے ہیں وہ عورت کے انزال کے ساتھ مشروط نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا تعلق عورت کے اس خون کے ساتھ ہے جو اسے ہر ماہ آتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے بیضوں کا اخراج ہوتا ہے۔ ہر حیض کے بعد بیضہ رحم میں پائے جاتے ہیں اور کرم مٹی کو قبول کر کے حمل کا باعث بنتے ہیں۔ چوتھے جب مرد عورت پر اس کی مرضی کے بغیر مجرمانہ حملہ کرتا ہے تو اس کا انزال عورت کی مرضی کے بغیر ہوتا ہے۔ مگر اولاد ہو جاتی ہے۔ پانچویں جب عورت بیٹھالیس اور پچاس سال کی عمر کو پہنچتی ہے تو اس کا سلسلہ حیض بند ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں ہزار ہا اکٹھا انزال کیا جائے مگر کبھی حمل قرار نہیں پاتا۔ ان حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ پیداؤں اولاد کے لئے مرد اور عورت کا اکٹھا انزال ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس لئے اس ضرورت کے لئے اسماک کی ادویہ کا استعمال غیر ضروری اور نقصان کا باعث ہے۔

سرعت انزال کے اسباب

اکثر طبی کتب میں سرعت انزال کے اسباب قریباً قریباً وہی لکھے ہیں جو جریان منی کے اسباب ہیں۔ گویا جریان منی اور سرعت انزال اس حیثیت سے بالکل ملتے جلتے ہیں۔ بلکہ سرعت انزال کو جریان منی کی ایک چھوٹی حالت قرار دیا ہے۔ یعنی جو نقصان اعضائے تناسل اور منی کے جریان پیدا کرتے ہیں وہی اسباب چھوٹے اور خفیف ہونے کی حالت میں سرعت انزال پیدا کرتے ہیں۔ یہ بات بالکل غلط ہے جیسا کہ ہم پہلے ہی بار لکھ چکے ہیں کہ سرعت انزال کا مرض جریان منی سے بالکل جدا مرض ہے۔ اس لئے سرعت انزال کے اسباب بھی اس سے بالکل جدا ہیں۔ سرعت انزال کے اسباب درج ذیل ہیں۔

۱۔ سوزش عدد اور غشائے مخاطی

سوزش عدد میں جگر گردے اور خصیتین و امعاء کے عدد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان حالات میں دوران خون مقام سوزش پر دباؤ کی حالت پیدا کر کے سرعت انزال کا بڑا اور قوی سبب بن جاتا ہے۔ اس حالت میں ذکاوت اور انتشار بھی اکثر رہتا ہے اور دوران خون میں

تیزی اور دباؤ بڑھ جاتا ہے۔

غشائے مخاطی کی صورت میں سر سے پاؤں تک کسی مقام کے غشائے مخاطی میں سوزش ہو سکتی ہے۔ اس میں اعلیل (پیشاب کی نالی) کی سوزش اور سوزاک قابل ذکر ہیں۔ چونکہ غشائے مخاطی کی سوزش بھی ایک قسم کی غدی سوزش ہے اس لئے وہی حالات قائم رہتے ہیں۔ بعض عیاش قسم کے لوگ انتشار میں تیزی پیدا کرنے کے لئے سوزاک پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

راز کی بات

فرنگی طب میں جس حالت کو بانی بلند پریش (خون کے دباؤ میں شدت) کہا جاتا ہے وہ اور کچھ نہیں ہے صرف جسم کے کسی غد یا جسم میں کسی جگہ غشائے مخاطی میں سوزش پیدا ہوتی ہے۔ پس وہاں کی سوزش کو معلوم کر کے دفع کرنے کی کوشش کی جائے۔ عام طور پر یہ سوزش اعضائے ریسر کی غشائے مخاطی یا گردوں اور خصیتین میں پائی جاتی ہے۔

۲۔ غلبہ خون

غلبہ خون عام طور پر خون کی زیادہ پیدائش سے ہوتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں: ① جگر کی تقویت ② بہترین غذا ③ اچھا ماحول۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن میں یہ تینوں صورتیں اکٹھی پائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک حالت میں بھی غلبہ پیدا ہو جائے تو سرعت انزال کی صورت قائم ہو جاتی ہے۔

یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ جگر کی تقویت سے جسم میں غذا جلد جلد خون بننے لگتی ہے اور اگر اس کے ساتھ بہترین غذا ہو تو خون میں کثرت کے ساتھ تقویت اور بڑھ جائے گی۔ اس کے ساتھ اچھا ماحول میسر آ جائے یعنی گلشن و آسائش زندگی، نفع و سرور اور حظ و لذت کا آرام وغیرہ۔ اگرچہ یہ وقتی صورتیں ہیں، تو ان کا تسلسل آ خر کار تحصیل قلب پیدا کر کے فوری موت (ہارٹ فیور) کا باعث بن جاتا ہے۔ بہر حال غلبہ خون بہت ہی کم لوگوں میں ہوتا ہے۔

۳۔ کثرت حرارت و حدت منی

کثرت حرارت کی صورت عام طور پر یہ ہوتی ہے کہ حرارت کی پیدائش زیادہ ہو اور اس کا اخراج یا خرچ کم ہو۔ اس کی تین صورتیں ہیں: ① جگر و غد یا غشائے مخاطی میں سوزش ② گرم اشیاء اور اغذیہ کا بافضل یا بافتقوی استعمال ③ گرم ماحول۔ ان تمام صورتوں میں جب جسم میں حرارت اور صفراء کی پیدائش بڑھ جاتی ہے اور اس حرارت کا اخراج پورے طور پر نہیں ہو سکتا یا اس کا جسم میں پورے طور پر خرچ نہیں ہو سکتا تو اس سے منی میں بھی حدت بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح سرعت انزال کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ گرم گرم روٹی سالن کھانے اور گرم گرم دودھ یا چائے پینے کے عادی ہوتے ہیں۔ اس عادت سے بھی اکثر سرعت انزال ہو جاتا ہے۔ گرم علاقے اور گرم ماحول میں جہاں پر بہت زیادہ شدت کی گرمی ہوتی ہے۔ گرمی جسم میں جذب ہو کر سرعت انزال کا باعث بنتی ہے۔ ایسے مکان بھی، جن میں گلشن اور گرمی کا احساس ہوتا ہے، سرعت انزال کے اسباب میں ان کو بھی شریک کر لینا چاہئے۔ ایسی صورتوں میں مقام اور مکان دونوں پر فضا اور تسکین دہ ہونے چاہئیں۔

اس امر کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ کثرت حرارت سے حدت منی پیدا ہو جاتی ہے اور اس سے سرعت انزال پیدا ہو جاتا ہے۔ حدت منی میں صرف حرارت کی پیدائش یا حار اغذیہ یا حار ماحول کے اسباب نہیں ہوتے بلکہ نفسیاتی اور جذباتی اثرات بھی منی میں حدت پیدا کر دیتے ہیں۔

یہ اثرات ظاہر صورتوں میں ہوں یا تصور میں پیدا ہو جائیں اس میں حقیقت تھیں وہ کہانیاں اور ناول شریک ہیں۔ بلکہ نفسیاتی اور جذباتی اثرات اس قدر شدید ہوتے ہیں کہ ان کا اثر فوراً ہو جاتا ہے۔ ان کے مقابلے میں پیدا کس حرارت کا اثر دنوں اور مہینوں میں ہوتا ہے۔ انڈیا میں گوشت و گرم مصالحات اور گرم میوہ جات وغیرہ اور جو لوگ کثرت سے شراب پیئے ہیں وہ بہت جلد اس مرض کا شکار ہو جاتے ہیں۔

سرعت انزال کے اسباب میں حرارت کے اثرات کی ایک خوفناک صورت یہ بھی ہے کہ جو لوگ فاحش یا حیض والی عورتوں سے مباشرت کرتے ہیں ان سے بھی جسم میں حرارت اور حدت مٹی پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ فاحش عورتوں میں آتلف اور سوزاک کے امراض عام ہوتے ہیں۔ ان سے جسم میں یقیناً حرارت و سوزش پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ اکثر وہی امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہی صورتیں حیض والی عورتوں سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ بلکہ اکثر سوزش ہو کر سوزاک پیدا ہو جاتا ہے۔

ان سب باتوں کے علاوہ سرعت انزال کی ایک اور صورت بھی اکثر پائی جاتی ہے۔ وہ ہے اپنے سے کم عمر عورتوں یا کنواری لڑکیوں سے مباشرت کرنا۔ ان کے جسم میں مرد کی حرارت سے بہت زیادہ حرارت ہوتی ہے۔ جو جسم میں جذب ہو کر مٹی میں حدت پیدا کر دیتی ہے اور سرعت انزال کا مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ ان اسباب کے ساتھ ہی کم عمر عورتوں یا کنواری لڑکیوں کے تصورات بھی حدت مٹی کا باعث بن جاتے ہیں۔ ظاہر میں یہ باتیں معمول زندگی ہیں لیکن سرعت انزال کے شدید اسباب ہیں۔ ان حقائق سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک صحیح زندگی کے لئے تزکیہ نفس بھی ایک بے حد ضروری امر ہے۔

تشخیص

صرف مریض کے کہنے پر اس کو سرعت انزال کی دوا دے دینا کوئی زیادہ مفید نہیں ہے، بلکہ مریض کو پورے طور پر سمجھنے کی ضرورت ہوتی ہے اور جس قدر اسباب بیان کئے گئے ہیں ان کو ذہن میں رکھنا لازمی ہوتا ہے۔ تاکہ مریض کا صحیح طریق پر علاج کیا جاسکے۔ بظاہر سرعت انزال معمولی مرض ہے لیکن مندرجہ بالا اسباب کے تحت غور کریں تو یہ ایک خوفناک مرض ہے۔ اس کی شدت سے خوفناک امراض پیدا ہوتے ہیں جن میں فاج، ذیابیطس اور تپ و ق و سل قابل ذکر ہیں۔ ضعف قلب اور ہارت فیور بھی انہی صورتوں میں ہو جاتے ہیں۔

علاج سرعت انزال بالا دویہ

ذہن نشین کرانے کے لئے ہم پھر لکھ رہے ہیں کہ سرعت انزال ایک جدا علامت ہے۔ اس کا جریان اور احتلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ سرعت انزال غدی تحریک ہے۔ اس میں چونکہ عضلات میں تحلیل پیدا ہوتی ہے اس لئے عضلات میں کمزوری ہو جاتی ہے جس سے مٹی میں اسماک قائم نہیں رہ سکتا۔ اسماک خون کے ذباذ سے پیدا ہوتا ہے۔ ریاح صالح سے قائم رہتا ہے۔ جو حرارت کی عضلات کی طرف زیادتی سے تحلیل ہو جاتی ہے۔

یہ امر بھی پھر ذہن نشین رکھیں کہ انزال ایک اضافی حالت ہے جو تندرستی کی حالت میں ملتی صورت پر قائم رہتی ہے۔ اس کا اندازہ دو تین حد پانچ منٹ سے زیادہ نہیں ہوتا اور نہ ہی ہونا چاہئے۔ یہ کی بیشی صالح ریاح کی کمی بیشی پر منحصر ہے۔ مرض کی حالت میں چند منٹ سے زیادہ نہیں ہوتی۔ یہی اس کی حالت مرض ہے اور اسی کا علاج کیا جاتا ہے۔

چونکہ لذت و لطف اور حظ انسانی شوق اور خواہشات کا کمال ہے۔ اس لئے اکثر انسان ان کی تکمیل کے لئے اور مد مقابل کو اپنی طاقت کی نمائش کے لئے اسماک کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ مرض کی حالت کو رفع کرنے کے لئے ان کی

کوشش جائز ہے لیکن ضرورت سے زیادہ طبی اور مصنوعی اسماک دل و دماغ اور جگر جو اعضائے رئیسہ ہیں، ان کو کمزور کر دیتا ہے۔ اول اندازہ سے زیادہ حرکت کرنا پڑتی ہے، دوسرے مسک ادویہ اپنی خشکی کی وجہ سے مادہ منویہ کو خشک کر دیتی ہیں، تیسرے مسک ادویہ میں اکثر نشادر اور اجزا شامل ہوتے ہیں۔ ان سب کا نتیجہ خونناک امراض کا پیدا ہو جانا ہے۔ البتہ طبی اور غیر مضر اسماک میں کوئی نقصان نہیں۔

ملذذ ادویہ

مباشرت میں لذت و لطف اور حظ کو بڑھانے کے لئے بعض لوگ ملذذ ادویات کا استعمال کرتے ہیں۔ اس حظ نفسانی سے ایک مراد یہ بھی ہوتی ہے کہ عورت بھی اس لذت و لطف اور حظ سے لطف اندوز ہو کر ان سے دلی محبت کرنے لگے۔ لیکن وہ لوگ اس حقیقت سے بالکل واقف نہیں ہوتے کہ ہر ملذذ دوا شدید محرک اور سوزش پیدا کرنے والی ہوتی ہے۔ اس سے دوران خون میں تیزی پیدا ہو کر جلد انزال ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے اس بات کو بھی ذہن نشین کر لیں کہ جو ادویہ بھی لذت و لطف اور حظ میں اضافہ کریں گی وہ یقیناً جلد انزال کا باعث ہوں گی۔

بعض لوگ ملذذ ادویہ اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ عورت کو جلد انزال ہو جائے لیکن وہ اس امر کو بھول جاتے ہیں کہ وہ وہ ان میں بھی سرعت انزال پیدا کر دے گی۔ ان ادویات کے استعمال سے بے حد نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ ملذذ ادویہ سے عورتوں کے رحم اور مردوں کے عضو مخصوص میں سوزش پیدا ہو کر سیلان الرحم اور جریان مٹی پیدا ہو جاتا ہے۔ مرد و عورت دونوں کو ملذذ ادویات سے پرہیز بہتر ہے۔

راز کی بات

سرعت انزال کے کئی اسباب بیان کئے گئے ہیں لیکن اگر صحیح افذیہ اور درست ادویہ کو تجویز کر دیا جائے تو تمام اسباب کا مرکز ہی اثر نعد اور خصوصاً جنسی نعد پر پڑتا ہے۔ جس سے وہاں کے عضلات میں جلد تحلیل ہو جاتی ہے۔ اس لئے علاج میں نعد کی اس سوزش کو رفع کرنا اور حرارت کا اعتدال مقصود ہوتا ہے۔ جو صحیح افذیہ اور درست ادویہ سے فوراً اعتدال پر آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ ایسی ادویہ اور افذیہ درج ذیل ہیں:

سرعت انزال کے لئے افذیہ

ہر قسم کا دودھ، مکھن، مرغابی کا گوشت، مچھلی، بادام، چھار مضر، انکور تازہ شیریں، امرود، بیضا، خر بوزہ، ناشپاتی، گھیا، کھیرا، مکڑی، شلغم اور چغندر وغیرہ۔ اس میں نعدی اعصابی، اعصابی نعدی اور اعصابی عضلاتی ہر قسم کی افذیہ شامل کی جاسکتی ہیں۔

سرعت انزال کے لئے مفرد ادویہ

اسفول، بانگلو، گوند بول اور گوند کبک، تال مکھان، صندل، تخم کاسنی، سمندر سوکھ، کف دریائی، ایریشم، اسکندھ، الماچی خورد، برہم ڈنڈی، بڑنی، بھگ، ترنجبین، حل، ثعلب، کشیز، رب السوس، ستاور، ریضا، زیرہ سفید و سیاہ، سپستان، سر پھوک، سونا کھی، شکر، گاؤز زبان، مٹک، لوہان، مروز پھلی، موم، انزروت، تلسی، شربت، شہد، گھی، لٹاخ وغیرہ۔

سرعت انزال کے لئے مجربات

تحقیقات طبی فارماکوپیا میں جتنے بھی نسخے جات غدی اعصابی، اعصابی غدی اور اعصابی عضلاتی دیئے گئے ہیں ضرورت کے مطابق وہ سب مفید اور صحیح ہیں۔ اسی طرح تحقیقات الجربات میں بھی جو نسخے درج ہیں وہ بھی سب یقینی ہیں۔ اور جو نسخے اس تحریک کے نام سے مقوی و اکسیر اور تریاق کے تحت درج ہیں وہ سب بے خطا ہیں۔ ہمارے مجربات و مرکبات اور نسخے جات سو فیصد صحیح ہیں۔ البتہ مریض کو اپنی غذا و ماحول کو درست رکھنا چاہئے۔

حبوب برائے سرعت انزال

ہو الشافی: انزروت ایک تولہ، لوبان ایک تولہ، کف دریائی 2 تولے، ورق نقرہ 2 ماشے، اول انزروت اور لوبان کو باریک کر لیں۔ پھر ان میں ورق کھل کر لیں۔ اس کے بعد اس میں کف دریائی ملا کر کھل کریں اور گولیاں بقدر نحو و تیار کر لیں۔
مقدارِ خوراک: ایک گولی صبح ایک گولی شام ہمراہ آب تازہ۔

سنوف برائے سرعت انزال

الاجنی خورد ایک تولہ، صندل سفید ایک تولہ، اسگندہ ناگوری 3 تولے، گوند کبک 3 تولے، ہار یک سفوف بنا لیں۔
مقدارِ خوراک: ایک ماشہ صبح ایک ماشہ شام۔ اس کو بوقت ضرورت دو گنا استعمال کر سکتے ہیں۔

مٹھائی برائے سرعت انزال

ہو الشافی: مغز بادام 2 چھناک، مرہ گزر 4 چھناک، مٹھائی پٹھہ 4 چھناک۔ پہلے مرہ اور مٹھائی کو کوٹ لیں۔ پھر اس میں مغز بادام شامل کر لیں۔
مقدارِ خوراک: ایک تولہ صبح ایک تولہ شام ہمراہ آب تازہ۔

اکسیر برائے سرعت انزال

ہو الشافی: کشتہ چاندی، کشتہ سیپ، کشتہ سونا کھی ہم وزن لے کر ملا لیں۔
مقدارِ خوراک: نصف رتی صبح نصف رتی شام۔

تریاق برائے سرعت انزال

ہو الشافی: ریٹھا ایک تولہ، کشتیز 3 تولے، زیرہ سیاہ ایک تولہ، گوند کبک تین تولے کوٹ کر گولیاں بنا لیں۔
مقدارِ خوراک: ایک گولی صبح ایک گولی شام۔

کیمیائی اور نفسیاتی نامردی اور ضعف باہ

ماہیت مرض میں ہم لکھ چکے ہیں عنانت و نامردی اور ضعف باہ تینوں لفظ وسیع معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی معمولی مردی قوت کی کمزوری سے لے کر مادر زاد نامردی تک کے تمام درجات اس میں شریک ہیں۔ لیکن ان کے حقیقی مفہوم میں تین قسم کی صورتیں پیش آتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ مردی قوت میں کمزوری

جس سے مرد کا مباشرت و مواصلت اور جماع کی قابلیت ختم ہو جاتا یا بہت کم ہو جاتا اور مناسب اندازہ کے مطابق فعل انجام نہ دے سکتا۔

۲۔ خواہش جماع کا ختم ہو جانا

اس صورت میں وہ جذبات ختم ہو جاتے ہیں یا بہت حد تک کم ہو جاتے ہیں جن سے خواہش جماع پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ قوت تولید کا خراب یا ختم ہو جانا

اس صورت میں تولید نسل کی قابلیت ختم ہو جاتی ہے یا بہت کم ہو جاتی ہے۔ اس میں مباشرت و مواصلت اور جماع کی قابلیت تو ہوتی ہے بلکہ بعض حالتوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے مگر اولاد پیدا کرنے کی قابلیت نہیں رہتی۔ اس صورت کے اسباب کچھ ہی کیوں نہ ہوں اس کو بھی نامردی میں شمار کرتے ہیں۔

عنانت و نامردی اور ضعف باہ کے اسباب میں ہم: (۱) کثرت مباشرت (۲) جلق (۳) احتلام (۴) جریان اور (۵) سرعت انزال کی حقیقت و ماہیت اور علامات و علاج پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ اگرچہ ان میں احتلام و جریان اور سرعت انزال بذات خود امراض ہیں لیکن ضعف باہ کے زبردست اسباب میں شریک ہیں۔ کیونکہ باہ کی خرابی کسی ایک عضو کا نقص نہیں ہے بلکہ جسم کے کسی عضو کی خرابی سے یہ واقع ہو سکتی ہے۔

اعضاء کی خرابی گویا مشنی نقص ہے۔ اگرچہ ہر مشنی نقص میں بھی جسم میں خاص قسم کے کیمیائی اثرات موجود ہوتے ہیں۔ لیکن ظاہری طور پر مرض کی ابتدا مشنی صورت ہی سے شروع ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو مشنی نقص ہی تسلیم کیا گیا ہے۔ بعض ایسی خرابیاں اور اسباب ہیں جن کا تعلق اعضا کی نسبت جسم کے کیمیائی اثرات سے ہوتا ہے۔ جیسے (۱) منی میں نقص پیدا ہو کر باہ میں بے اعتدالی واقع ہو جائے۔ (۲) خون میں خرابی پیدا ہو کر باہ میں نقص پیدا ہو جائے۔ (۳) ماکولات و مشروبات میں کیمیائی توازن قائم نہ رہے۔ اس سے جسم میں قوت باہ کا توازن ختم ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہم ان پر روشنی ڈال چکے ہیں تاہم ان کا خصوصی علاج لکھنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے۔

مشنی خرابی اور کیمیائی نقص کے علاوہ نفسیاتی افعال و اثرات بھی قوت باہ میں نقصان کا باعث بن سکتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے شوق و عشق اور لذت و سرور سے قوت باہ میں تحریک اور حظ پیدا ہو جاتا ہے۔ ان جذبات میں جو قوت باہ میں نقصان کا باعث بنتے ہیں ان میں نغم اور ندامت و احساس کمتری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان کی حقیقت و ماہیت اور علاج پر لکھنا بھی بے حد ضروری ہے۔ تاکہ معالج

مردانہ امراض کے علاج میں الجھن کا فکارت نہ ہو جائے۔

منی کے نقص سے ضعف باہ

منی کے نقص کی تین صورتیں ہیں: (۱) پیدائش منی میں کمی (۲) توام منی میں ضعف (۳) مزاج منی میں نقص۔

ان تینوں نقائص کی صورتیں اگرچہ جدا جدا ہیں لیکن ان کا باہم گہرا تعلق ہے۔ اس لئے ان کا ذکر ایک مقام پر ہی مفید ہو سکتا ہے۔ منی میں بذات خود یہ قوت ہے کہ جب اس کی پیدائش بڑھ جاتی ہے تو جسم انسان پر اس کا ایک خاص قسم کا اثر ہوتا ہے۔ کیونکہ قانونِ فطرت نے اپنے نظام کے مطابق اس دنیا میں بنی نوع انسان کے سلسلہ حیات و بقا کو جاری رکھنے اور قائم رکھنے کرنے کے لئے عملِ ازدواج میں ایک قسم کا ذوق و تعلق رکھ دیا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر یقیناً انسان اس طرف متوجہ نہ ہوتا جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ نظام حیات اور سلسلہ تولد و تاسل ختم ہو جاتا۔

اس بیجان اور بوش کی وجہ وہ مادہ مولدہ یا مادہ منویہ ہوتا ہے جو انسان کے جسم میں تیار ہوتا رہتا ہے۔ مادہ بدن میں کثیر مقدار میں تیار ہوتا رہتا ہے۔ جس کے ساتھ ہی اس کے اخراج کے لئے سرور اور دفعہ محسوس ہوتا ہے اور انسان عملِ طبعی کا طلب گار ہوتا ہے۔ غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مادہ منویہ بذات خود انسان کے لئے منزلِ احساس کے ہے۔ اگر منی کی پیدائش میں کمی واقع ہو جائے یا اس کے اخراج میں زیادتی کر دی جائے جو عام طور پر کثرتِ اخراج منی سے واقع ہوتی ہے تو اس کا لازمی اثر قوتِ باہ پر پڑے گا اور جو احساس اور دفعہ باعثِ تعلق اور اشتہار ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ منی کی پیدائش بڑھانے کی کوشش کی جائے۔ اس مقصد کے لئے اور ادویہ کے علاوہ مریض کو اچھے ماحول میں رکھنا نہایت ضروری ہے۔

علاج بالغذا

منی کا نقص قلت کی وجہ سے ہو تو غذا میں گوشت، اندے اور دیگر مرغی اشیاء استعمال کرائیں۔ اس کے ساتھ میوے اور طلوے بے حد مفید ہیں۔ عام طور پر ان کی ترتیب اس طرح رکھنی چاہئے کہ صبح کو میوہ جات چیں کر اور گھی میں سرخ کر کے کھائیں۔ ساتھ دودھ یا چائے دے دیں۔ دوپہر کو ہنسا ہو گوشت یا دالیں اور سبزیاں ہو سکتی ہیں۔ لیکن ان کا گھی میں ترپہ تر ہونا ضروری ہے۔ ساتھ پھل بھی دیئے جاسکتے ہیں۔ رات کو دو چار اندوں کا حلوہ کھلا کر ساتھ دودھ دے دیں۔ اس طرح بہت جلد جسم میں تقویت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے اور منی کی پیدائش بڑھ جاتی ہے۔

علاج بالمرکیبات

اس سلسلہ میں طبی کتب میں بے شمار بھریات درج ہیں جو تقریباً سب ہی مفید ہیں۔ مثلاً لیوبات و معونات اور طلوے وغیرہ جن میں طلوہ کینٹکلا، طلوہ بیضہ مرغ، دوائے ترنجبین، طلوہ آنہ، مجون اٹاکی، مجون سپاری پاک، مجون تال کھانہ اور طلوہ خود وغیرہ شامل ہیں۔

علاج بالمقرواد ادویہ

بادام نیستہ، چلغوہ، نارنیل، کجھ، مرہ زنبیل، حنم گدڑ، تازہ جھلی، بہن سرخ و سفید، ثعلب مصری، تووری سیاہ و سفید، چار مغز اور شہد وغیرہ۔
 اس قسم کے علاج میں مزاج اور حرکات کو ضرور مد نظر رکھیں تاکہ علاج معالجہ میں فوری اثر نمودار ہو اور یہی کامیابی ہے۔

نقص قوت تولید

عناست و نامردی اور ضعف باہ کی ہم نے تین صورتیں پیش کی ہیں۔

۱) مردمی قوت میں کمزوری: جس سے مرد کا مباشرت و مواصلت اور جماع کی قابلیت ختم ہو جاتی ہے اور وہ مناسب اندازہ کے مطابق یہ فعل انجام نہیں دے سکتا۔ اگرچہ اس میں خواہش جماع باقی ہوتی ہے بلکہ بعض حالتوں میں شدید ہوتی ہے۔

۲) خواہش جماع کا ختم ہو جانا: جس میں وہ جذبات ختم ہو جاتے ہیں یا بہت حد تک کم ہو جاتے ہیں جن سے خواہش جماع پیدا ہوتی ہے۔

۳) نقص قوت تولید: اس صورت میں تولید نسل کی قابلیت ختم ہو جاتی ہے یا بہت کم ہو جاتی ہے۔ اس میں مباشرت و مواصلت اور جماع کی قابلیت تو ہوتی ہے بلکہ بعض حالتوں میں بہت زیادہ ہوتی ہے مگر اولاد پیدا کرنے کی قابلیت نہیں رہتی۔ اس صورت کے اسباب کچھ ہی کیوں نہ ہوں اس کو بھی نامردی میں شمار کرتے ہیں۔

گزشتہ صفحات میں ہم نے ”منی کے نقص سے ضعف باہ“ کے عنوان کے تحت کیساوی اثرات کی تین صورتیں بیان کی ہیں:

(۱) پیدائش منی میں کمی (۲) قوام میں خرابی (۳) مزاج منی میں نقص۔

ان تینوں کے نقص کی صورت کم و بیش جدا جدا ہے لیکن ان کا یا ہم گہرا تعلق ہے۔ اس لئے ان کا ذکر ایک ہی مقام پر کر دیا ہے۔ عناست و نامردی اور ضعف باہ کی تین صورتوں میں نقص قوت تولید کی خرابی کا علاج منی کے نقص سے ضعف باہ میں شامل ہے۔ لیکن نقص قوت تولید کا عنوان پھر قائم کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فرنگی طب نے ایک علامت منی میں خرابی کے متعلق تشخیص کی ہے کہ کرم منی کا نہ ہونا یا بہت کم ہونا وغیرہ۔

جاننا چاہئے کہ جب منی اپنے مزاج میں پختہ ہو جاتی ہے تو اس میں کرم خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس میں کرم منی پیدا کرنے کی جدا کوئی صورت نہیں ہوتی۔ بہر حال سہولت اور مزید معلومات کے لئے جدا عنوان کے تحت ذکر کر دیا گیا ہے۔

نقص قوت تولید کی تین صورتیں ہوتی ہیں: (۱) رطوبات بلغمیہ کی زیادتی سے اس میں پختگی پیدا نہ ہو اور نہ ہی مکمل قوام بنے۔ (۲) جسم میں اس قدر حرارت اور صفر پیدا ہو جائے جس سے منی کا قوام بگڑ جائے یا کرم منی فنا ہو جائیں۔ (۳) بچپن میں جماع سے مادہ منویہ کو تباہ کر لینا یا عام زندگی میں کثرت مباشرت سے منی میں پختگی اور قوام قائم نہ ہونے دینا۔ ان تینوں صورتوں میں نقص قوت تولید پیدا ہو جاتا ہے۔

یاد رکھیں کہ یہ نقص مردوں کے علاوہ عورتوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ ان میں مادہ منویہ کا نقص بھی ہوتا ہے۔ جس طرح مردوں میں کرم منی کا نہ ہونا یا بہت کم ہونا پیدا جاتا ہے۔ اسی طرح عورتوں میں بیضہ اپنی کا نہ ہونا یا بہت کم ہونا ہوتا ہے۔ اولاد پیدا ہونے کے لئے صورت یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کے اعضاءے متماثل درست ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں کرم منی اور بیضہ اپنی کی بھی کثرت ہو۔ تاکہ ان کے آزادانہ ملاپ سے فوراً حاصل قرار پا جائے۔ اس لئے دونوں میں مادہ منویہ کی کثرت ہونی چاہئے۔ اس مقصد کے لئے اغذیہ اور ادویہ درج ذیل ہیں:

✿ مغزیات میں ہر قسم کے میوہ جات خاص طور پر بادام بے حد مفید ہیں۔ ان کو سفوف و طلوہ اور حریرہ و چغندر کی صورت میں دے سکتے ہیں۔

✿ روغنیات میں ہر قسم کا حیوانی روغن جس میں ڈبے کی چکنی، گائے اور بھینس کا روغن (چربی نہیں) روغن مونا ہوتا ہے اور چربی پسلی ہوتی

ہے۔ اس میں مکھن، دودھ اور گھی کی خاص خصوصیت ہوتی ہے۔ بالائی بھی اس مقصد کے لئے مفید ہے۔

پرنڈوں کا گوشت، ان میں تیز و شیر اور مرغ و مرغابی کا گوشت مفید ہے۔ اسی طرح جگر و گردوں کا پکا کر کھانا بھی مفید ہے۔

جوان کمروں کے تازہ حصے گھی میں تل کر روٹی یا بغیر روٹی کے کھانا مفید ہے۔

چڑوں کا گوشت اور تیز کا گوشت بھون کر کھانا مفید ہے۔

خرماتر یا خشک مجون اور حلوہ کی صورتوں میں اپنے اندر قیمتی اثرات رکھتا ہے۔

بنولوں کا حریرہ اور حلوہ بھی مفید ہے۔ ماش کی دال اور چنے کی دال کے حلوے بھی اپنے اندر مفید اثرات رکھتے ہیں۔

ناریل کی مٹائی، خصوصاً گھی میں تے ہوئے ناریل مٹی کی تقویت اور اس میں خیر پیدا کرنے کے لئے خاص طور پر مفید ہے۔

ادویہ میں ذیل کی ادویہ مٹی کی پیدائش اور تقویت کے لئے مفید ہیں:

درخت ببول (کیکر) کی خام پھلیاں سائے میں خشک کر کے مفرد یا مرکب مٹی کی پیدائش و تقویت اور تغلظ و تکمیل کے لئے بہترین

دوا ہے۔ اگر ذوقی طور پر میسر نہ ہو تو کیکر کے پھول و کونپلیں اور گوند بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ان کے علاوہ اس کی چھال اور کیکر کے

کسی جزو میں کیا ہوا قلمی کا کشتہ بھی اپنے اندر مفید اثرات رکھتا ہے۔

مغز حتم تر ہندی سوختہ چھلکا دور کر کے مفرد یا مرکب اپنے اثرات میں مفید ہے۔

درخت بوہڑ کا پھل سایہ میں خشک کر کے مفرد یا مرکب استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر وہ میسر نہ ہوں تو اس کا دودھ، کونپلیں اور چھال بھی

مفید ہیں۔ اسی طرح درخت پتیل بھی اپنے اندر مفید اثرات رکھتا ہے۔

ثعلب مصری مٹی کی تقویت اور تکمیل کے لئے ایک مشہور اور مفید دوا ہے۔ مفرد اور مرکب دونوں صورتوں میں استعمال ہو سکتی ہے۔

کرکس بھی تقویت مٹی اور پیدائش کے لئے مفید ہے۔

اسگندہ ناگوری اپنے خاص افعال و اثرات میں اپنا مقام رکھتی ہے۔ مفرد اور مرکب دونوں صورتوں میں استعمال ہوتی ہے۔

سنگھاڑا خام د پختہ اور تازہ و خشک ہر صورت میں اپنے اندر تقویت رکھتا ہے۔ مفرد اور مرکب دونوں صورتوں میں مفید ہے۔

سلاجیت ایک حتم کا چرنا ہے۔ مٹی کی پیدائش و تغلظ اور تقویت و تکمیل کے لئے ادویات میں شامل ہے۔

یہ چند اہم انڈیہ اور ادویہ لکھ دی گئی ہیں تاکہ فوری طور پر اطباء اور حکما ان سے استفادہ کر سکیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی

ادویات ہو سکتی ہیں۔

کچی قزیب

اوجاج ذکر، قزیب کا نیرھا ہونا۔ اس حالت میں عضو مخصوص کسی ایک طرف کو جھک جاتا ہے۔

قزیب کی بناوٹ

یہ مسئلہ حقیقت ہے کہ انسان کا جسم چار قسم کے مفرد اعضاء (انجہ - نشوز) سے بنا ہوا ہے: (۱) اعصابی انجہ (۲) عضلاتی انجہ

(۳) قشری انجہ (۴) الحاقی انجہ۔ یہ چاروں انجہ (نشوز) چار مفرد اعضاء کہلاتے ہیں۔ ہم یہ حقیقت ثابت کر چکے ہیں کہ جب اخلاط مجسم

ہوتے ہیں تو یہی مفرد اعضاء بنتے ہیں۔ ان کی عام طور پر ترتیب یہ ہوتی ہے کہ اعصابی انجہ باہر کی طرف، قشری انجہ اندر کی طرف۔ عضلاتی انجہ سب سے اندر ہوتے ہیں اور الحاقی انجہ سے ان تمام انجہ کے درمیان بھرتی ہوتی ہے۔ جس کا مقصد تمام انجہ کو آپس میں ملا کر مضبوط کرنا ہے۔ ان کے افعال کی صورت یہ ہے کہ اعصاب جسم میں حس اور رطوبت پیدا کرتے ہیں۔ عضلات جسم میں حرکت اور خشکی قائم کرتے ہیں۔ غدود و غشا جسم میں حرارت اور روح کی پیدائش کو جاری رکھتے ہیں جو ضرورت کے وقت خون کی نالیوں سے عضلات میں داخل ہوتے ہیں۔ یہی ترکیب و ترتیب اور بناوٹ عضو مخصوص (قضیب) کی بھی ہے۔ البتہ یہاں پر اعصاب کی کثرت، عضلات میں نزاکت اور غدود میں بہت تیزی ہوتی ہے۔ یہاں پر عضلات کی بناوٹ اس طرح ہوتی ہے کہ قضیب کے دائیں بائیں اور اوپر نیچے کی طرف آپس میں ملے ہوتے ہیں اور ضرورت کے وقت پھیلتے اور سکڑتے رہتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ عضلات کی بناوٹ اسٹنچی نما ہوتی ہے۔ جب ان میں روح اور رطوبت بھرتی ہے تو وہ پھیل جاتے ہیں اور جسم تن جاتا ہے۔ جب ان کا اخراج ہو جاتا ہے تو وہ سکڑ جاتے ہیں۔

ماہیت انتشار

جب جنسی حصہ اندرونی یا بیرونی طور پر پیدا ہوتا ہے یعنی ذہنی یا حسی کسی صورت سے بھی اثر انداز ہوتا ہے تو اول اعصاب میں لہری دوڑ جاتی ہے۔ جس سے عضلات میں تحریک ہوتی ہے اور ول کا فعل تیز ہو جاتا ہے اور اپنی شرائن کے ذریعے اعضاء مخصوصہ کی طرف خون روانہ کرتا ہے۔ جس کے ساتھ روح اور حرارت وہاں پر بڑھ جاتی ہے۔

نظر یہ مفرد اعضاء کے تحت جب عضلات میں تحریک پیدا ہوتی ہے تو رطوبات غدود کی طرف روانہ ہو جاتی ہے اور حرارت اعصاب کی طرف جا کر وہاں جو تیز لہر دوڑتی رہتی ہے اس میں تحلیل پیدا کر کے اس کو استعمال پر لاتی ہے۔ مگر عضلات کی تیزی سے چونکہ غدود میں سکون ہوتا ہے۔ اس لئے رطوبات کا اخراج بند ہو جاتا ہے۔ اس طرح قضیب میں خیزش بڑھتی رہتی ہے۔ یعنی اعصاب میں بجلی کی سی لہر دوڑ رہی ہوتی ہے۔ عضلات میں تحریک سے خیزش بڑھ رہی ہوتی ہے اور غدود میں رطوبات کا اخراج بند ہو جاتا ہے۔ یہی رطوبت جو خصمیت میں اکٹھی ہوتی ہے وہ پختہ ہو کر مٹی بن جاتی ہے اور عضلات میں تحریک بڑھتی چلی جاتی ہے تو ول کے فعل میں تیزی آ جاتی ہے جس سے دوران خون کی قضیب کی طرف زیادتی ہوتی ہے اور وہ اپنی لسانی اور چوڑائی میں بڑھتا اور پھیلنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے اندازے کے مطابق شدید تن جاتا ہے۔ اس صورت میں اوپر نیچے اور دائیں بائیں عضلات اپنی اپنی جگہ کھینچ کر قضیب کو انتشار کی حالت میں کھڑا کر دیتے ہیں۔ چونکہ شدت حرارت سے تحریک غدود میں آ جاتی ہے اس سے مٹی پختہ ہو جاتی ہے۔

کچی کی ماہیت

کثرت رگڑ یا چوٹ یا زخم سے جب قضیب کے انجہ خصوصاً عضلاتی انجہ خراب ہو جاتے ہیں یا ان میں فساد پیدا ہو جاتا ہے تو وہاں پر رطوبات و خون اور روح و حرارت کا اجتماع مشکل ہو جاتا ہے اور جس طرف کے عضلات درست ہوتے ہیں اس طرف انتشار کے وقت تیزی جھکاؤ اور میڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے جس قدر انجہ زیادہ خراب ہوں گے اسی قدر کچی زیادہ ہوگی۔

یاد رکھیں کہ اگر احساس میں کمی ہے تو عصبی انجہ میں بگاڑ ہے۔ اگر انتشار میں خرابی ہے تو عضلاتی انجہ میں نقص ہے۔ اگر حرارت و خون اور رطوبت و روح کے جوش میں کمی ہے تو غدود اور غشائی خرابی ہے۔ بس یہی کچی کی ماہیت ہے۔ بار بار پڑھیں اور ذہن نشین کر لیں۔

کجی کے اسباب

جلن، انعام، کثرت مباشرت، سوزاک، آتھک، ضرب اور زخم اور اسی قبیل کی دیگر صورتیں ہوتی ہیں۔

کجی کی علامات

قبیب میں دہلا پن اور شہوت کی حالت میں میڑھا پن، جھکاؤ اسی طرف ہوتا ہے جس طرف کھچاؤ ہوتا ہے اور دوسری طرف استرخا اور ڈھیلا پن ہوتا ہے۔ انتشار نامکمل، حرارت میں کمی اور جوش کا فقدان، اعلیل سے رطوبات کا اخراج، غرض یہ کہ کجی کے ساتھ نامکمل انتشار اور کمی حظ کی حالتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اصول علاج

یاد رکھیں کہ سب سے مشکل علاج وہ ہے جب کسی عضو میں تحلیل وضعف پیدا ہو جائے جیسے فالج و لقوہ اور استرخاء یا سل و دوق اور ذیابیطس ہیں لیکن تحلیل وضعف سے بڑھ کر وہ امراض ہیں جن میں مفرد اعضاء (انجہ) کے خلیات برباد ہو جائیں یا مرجائیں۔ انہی امراض میں کجی و سرطان اور فساد خلیات ہیں۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ امراض ناقابل علاج ہیں۔ مندرجہ بالا تمام امراض اور انہی اقسام کے دیگر امراض قابل علاج ہیں۔ البتہ یہ مشکل ترین اور پیچیدہ ترین امراض ہیں اور معالج کی انتہائی توجہ چاہتے ہیں بلکہ مریض اور اس کے لواحقین کو بھی کوشش کرنی چاہئے۔

کجی میں چونکہ مفرد اعضاء (انجہ) کے خلیات برباد و ضائع اور ختم ہو جاتے ہیں اس لئے وہاں کے مفرد اعضاء کے خلیات کو پھر پیدا اور زندہ کیا جاتا ہے۔ قانون فطرت یہ ہے کہ یہ خلیات پیدا اور زندہ ہو جاتے ہیں۔ جس کی دلیل وہ گوشت ہے جو جسم کے کسی حصہ سے کٹ جاتا ہے یا ضائع ہو جاتا ہے، لیکن وہ پھر پیدا ہو جاتا ہے۔ بہر حال کجی قابل علاج ہے۔

یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں کہ نظریہ مفرد اعضاء (انجہ) کے تحت تشخیص مرض سہل اور علاج مرض آسان ہو گیا ہے۔ ایسے مریض کے علاج میں غور سے اس کی نبض اور قارورہ دیکھیں اور معلوم کریں کہ تحریک کہاں ہے اور جس مفرد عضو میں تحریک ہو اس کے افعال کو دیکھیں کہ وہ کہاں تک صحیح کام کر رہے ہیں۔ اس طرح جہاں تسکین و تحلیل ہو ان کے مفرد اعضاء کے افعال کو مد نظر رکھیں۔ اگر تحریک کے مفرد اعضاء پورے طور پر کام نہ کر رہے ہوں تو اوّل انہی کو تیز کر کے ان کے افعال کو مکمل کریں۔ یعنی اعصاب ہیں تو ان میں تیزی سے رطوبات پیدا ہو جائیں۔ اگر عضلات ہوں تو ان میں تیزی سے دوران خون تیز بلکہ بخار پیدا ہو جائے اور اگر غد میں تیزی ہو تو جسم میں حرارت اور صفراء کی زیادتی ہو جائے اور مفرد عضو تحریک سے لے کر سہل تک کام کرنا شروع کر دے۔ جب کوئی مفرد عضو اپنے افعال درست کر لے گا تو یقیناً اس کا اثر دیگر مفرد اعضاء پر پڑے گا۔ اگر تحریک اپنے پورے کام انجام دے رہی ہو تو جہاں پر تسکین ہے اس کو تیز کر کے اس میں انتہائی تحریک پیدا کر دیں تاکہ وہ اپنے پورے افعال انجام دے سکے۔ اس طرح دوران خون و حرارت اور روح و رطوبت تمام جسم میں خصوصاً ضرورت کے مقام پر دوڑنے اور چبھنے لگیں گی۔ اس طرح ایک طرف نیا خون اور کیمیادی اجزاء بننے شروع ہو جائیں گے، دوسری طرف مفرد اعضاء (انجہ) کے نئے خلیات بننا شروع ہو جائیں گے۔ لیکن پھر بھی جلدی صحت کا تصور نہ کریں۔ کیونکہ خلیات کی بناوٹ و پیداؤں اور زندگی میں اچھا خاصا وقت لگ جاتا ہے۔ بہر حال مستقل مزاجی سے یقیناً آرام آ جاتا ہے۔

غذا: مریض کو اس کی تحریک کے مطابق غذا دیں۔ لیکن وقت کی پابندی اور شدید بھوک کو ضرور مد نظر رکھیں۔ بھوک کی شدت سے اتنا ضعف تمھیل یا نقصان نہیں ہوتا جس قدر بغیر بھوک کے کھانے سے ہوتا ہے۔

اوپر: علاج میں دوا کی اہمیت ظاہر ہے مگر جب تک مریض کو اچھی خاصی بھوک نہ لگے دوا نہ دینی چاہئے تاکہ ضمیر ختم ہو کر خون بنا شروع ہو جائے۔ جس مفرد عضو کو تحریک دینی ہو اس کی تحریک کی ادویہ دیں۔ قبض کا خیال رکھیں۔ غذا کے لئے تحقیقات علاج بالغذا کو مد نظر رکھیں۔ دوا کے طور پر تحقیقات فارما کو پیا اور تحقیقات الجبر بات میں سے ضرورت کے مطابق دوا تجویز کریں۔

جنسی قوت کے ضعف کے لئے اغذیہ اور ادویہ

جنسی قوت کی کمزوری کسی ایک عضو یا قوت کے تحت نہیں ہے بلکہ اس کے اسباب مختلف اعضاء اور قوتی میں ہوتے ہیں۔ جیسے اعضاء رئیسہ و شریفہ کی کمزوری مٹی کی پیدائش میں کمی یا اس میں حدت کی کمی۔ ضعف بدن، کمی، غذا، مزاج میں گرمی و سردی اور خشکی و ترسی، مدت دراز تک جماع ترک کرنے میں آلت تامل کا ڈھیلا پڑ جانا۔ نچلے حصہ میں ریح کا کم پیدا ہونا، جلیق اور فالج اور ضعف اعصاب اور وہم وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن جنسی قوت و جذبات کو جو اغذیہ اور ادویہ تحریک دیتی ہیں وہ غدی عضلاتی اور غدی اعصابی ہوتی ہیں۔ اس لئے حکماء و اطباء اور دیگر معالجین نے جو اغذیہ اور ادویہ تحریر کی ہیں ان کی اکثریت غدی عضلاتی اور غدی اعصابی پر مشتمل ہے۔

اغذیہ برائے جنسی قوت

گوشت ہر قسم خصوصاً مرغ و کبکچنگ اور تیز و بیز، ان کے انڈے بھی ویسے ہی مفید ہیں۔ دریائی اور سمندری جانور جیسے مچھلی، مرغابی اور بلیغ وغیرہ۔ غلوں میں گیہوں، چنا، میوہ جات میں بادام، پپٹا، اخروٹ، جلفوزہ، خوبانی، نارنگیل، انجیر اور کشمش، پھلوں میں کھجور اور آم وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ سبزیوں میں میتھی، پیاز، کرئیے، ٹماٹر وغیرہ مفید ہیں۔

مفرد ادویہ برائے جنسی قوت

دارچینی، چائفل، جاوتری، حاقرقا، زنجبیل، زعفران، عنبر اور کستوری خالص، کشتہ ہیرا، خولجھاں۔ ان میں بعض ادویہ کے روغن اندرونی اور بیرونی طور پر مفید ہیں اور دیگر روغنوں میں روغن زیتون، گھی اور ڈونے کی چکی اور گائے کی موٹی چربی جس کو روغن کہتے ہیں۔ مرغ اور بلیغ وغیرہ کی چربیوں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ دھاتوں میں کشتہ سونا، کشتہ تانبا، کشتہ نیلا قوتقھا، پارہ اور شکرگ اور ان کے مرکبات وغیرہ خاص طور پر مفید ہیں۔

مغربات برائے جنسی قوت

جنسی قوت کے متعلق بے شمار مغربات ملیں اور جنسی کتب میں بھرے پڑے ہیں لیکن ان کی اکثریت میں غیر اصولی اور کسی نظریہ کے بغیر ادویہ کو جمع کر دیا گیا ہے اور جو مغربات صحیح ہیں ان کو تلاش کر کے پیش کرنا ایک مشکل امر ہے۔ اس لئے یہ کام کسی دوسرے وقت کے لئے رکھ دیا ہے۔ اگر موقع ملا تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک کتاب تحقیقات المرکبات لکھی جائے گی جس میں سرسے پاؤں تک حکماء و اطباء اور قراہادیوں کے مغربات اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ ذیل میں چند ذاتی مغربات درج ہیں جو ضرورت کے مطابق زود اثر و اکسیر اور بھنی و بے خطا ہیں۔

مقوی چھوہارے

موٹے موٹے چھوہارے حسب ضرورت لے لیں۔ ان کو درمیان میں سے چیر کر دو ٹکڑے کر لیں۔ پھر ان میں پستہ باریک کر کے بھر دیں۔ معمولی دھاگے سے باندھ لیں۔ پھر توڑے پر تھوڑا آھی ڈال کر خوب تل لیں۔ بس تیار ہے۔

مقدارِ خوراک: پانچ سے دس تک صبح ناشتہ میں کھائیں۔ ضرورت محسوس کریں تو رات کو بھی غذا کے بعد لے سکتے ہیں۔ غدی عضلاتی شدید ہیں۔

اکسیر مقوی باہ

کشتہ نیا تھوٹھا ایک ماش، کچلا 4 ماش، شکر 8 ماش، رائی 12 ماش، سب کو پیس کر ملا لیں اور پھر کم از کم ایک گھنٹہ کھل کر لیں۔ پھر گولیاں بقدر قفل سیاہ بنالیں۔

مقدارِ خوراک: ایک ایک گولی دن میں دو تین بار دیں۔ نوجوانوں کے لئے ایک ایک گولی ایک وقت ہی کافی ہے (غدی عضلاتی)۔

تریاق مقوی باہ

نوگم ایک تولہ، تخم بیاز 3 تولے، رائی 4 تولے پیس کر سفوف تیار کر لیں۔ بس تیار ہے۔

مقدارِ خوراک: نصف ماش سے ایک ماش تک دن میں ایک دو حد تین خوراکیں دیں۔ ضرورت کے مطابق بڑھا سکتے ہیں (عضلاتی غدی شدید)۔

اسرار مقوی باہ

جمال گود 3 ماشے، کچلہ 9 ماشے، دونوں کو باریک کر کے سفوف بنالیں اور کم از کم نصف گھنٹہ کھل کر لیں۔ بس تیار ہے۔

مقدارِ خوراک: ایک تنکا سے تین تنکے تک یعنی ایک تنکے کے سرے پر جس قدر بھی آجائے۔ اگر مقدار زیادہ ہو جائے گی تو اجابتیں شروع ہو جائیں گی۔

اس نسخہ میں یہی ایک اسرار ہے کہ ایک شدید مسہل کو بطور شدید مقوی باہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سفوف کی رائی کے برابر گولیاں بھی بنائی جاسکتی ہیں۔ اس کے استعمال سے اگر اجابتیں شروع ہو جائیں تو پریشان ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کیونکہ اجابتیں آنے سے کسی قسم کا نقصان نہیں ہوتا۔ البتہ مریض کے لئے پریشانی ضرور ہوتی ہے۔ اس لئے احتیاط ضروری ہے۔

جنسی قوت اور اقوال حکمائے قدیم

جانیوز کہتا ہے کہ کثرت جماع بدن کو کمزور کرتی ہے اور جلد بوڑھا بنا دیتی ہے۔ زیادہ جماع کرنے والے کو لازم ہے کہ فصد بہت کم کھلوائے۔ تکلیف کے کاموں اور جام لیبندہ وغیرہ سے پرہیز کریں۔ بدن کو گرمی اور رطوبت پہنچانے کی تدبیروں میں مصروف رہے۔ کیونکہ جماع بدن کو سرد و خشک اور تحلیل کرتا ہے۔ ان امور کی تلاقی کے لئے مقوی غذا اور شراب کا استعمال، نیند بھر کر سونا، بدن کو آسانکس دینا، خوشبودار اشیاء اور روغنات کا استعمال کرنا ضروری ہے۔

جائینوس کہتا ہے کہ جن نوجوانوں میں منی کی زیادتی ہوتی ہے اگر وہ جماع نہ کریں تو ان کے سر بوجھل اور بھوک زائل ہو جاتی ہے۔ میں نے بہت سے ایسے اشخاص کو دیکھا ہے جن میں منی بکثرت تھی اور انہوں نے اپنے آپ کو جماع سے روک رکھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بدن سرد ہو گئے۔ حرکت کرنا مشکل ہو گیا۔ ہاضمہ خراب اور بھوک کم ہو کر مانگو لیا کے عوارض میں مبتلا ہو گئے۔ حتیٰ کہ بلاوجہ درد نے کی طرف ان کی طبیعت کا میلان ہو گیا۔

جائینوس لکھتا ہے کہ میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ متواتر ایک سال تک جماع کرنے کے بعد تاکہ جماع ہو گیا جہاں وہ پہلے خوب بھوک اور خواہش کے ساتھ کھایا کرتا تھا وہاں اس کی بھوک بہت کم ہو گئی۔ بہت کم غذا کھاتا اور اس کو بھی اچھی طرح ہضم کرنے سے قاصر رہتا۔ اگر زیادہ کھالیتا تو فوراً تھک جاتی۔ غرض یہ کہ اسے مانگو لیا کے عوارض لاحق ہو گئے۔ اس کے بعد وہ اپنی عادت کے مطابق جمع کی طرف راغب ہوا تو تمام عوارض رفع ہو کر اس کی صحت بحال ہو گئی۔

جائینوس کا قول ہے کہ اگر طاعت کی حالت اچھی ہو تو کثرت جماع سے امراض بلغمیہ کا انسداد ہوتا رہتا ہے۔

جائینوس کہتا ہے کہ جو شخص بکثرت جماع کرتا ہے۔ اس کا بدن حرارت فریزی کے کم ہو جانے سے سرد پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ شدت لذت جو لازمہ جماع ہے نہایت سخت محفل ہے۔

شیخ الرئیس لکھتے ہیں کہ جماع مناسب وقت پر کیا جاتا ہے تو نفع مند ثابت ہوتا ہے۔ ذہن کو صاف کرتا ہے، غصہ اور جنون کو تسکین دیتا ہے، خصوصاً عاشق کو معشوق کے ساتھ جماع کرنے سے شوق کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

شیخ الرئیس یوحنا لکھتے ہیں کہ اگر عضو خاص کے اعصاب میں برودت کی وجہ سے استرخاء ہو جائے تو عائدہ خصیتین اور عضو خاص پر عاقرقرا اور روغن جنیبلی ملا کر پلا کر کریں۔ فرنیون اور منگ روغن جنیبلی میں حل کر کے ملنا بھی مفید ہے۔ شیر کی چربی تو بہت ہی اچھی چیز ہے۔

شیخ الرئیس یوحنا لکھتے ہیں کہ کثرت جماع کے ستائے ہوئے مریضوں کے معدہ کو قوی اور ہضم کو عمدہ بنانا نہایت ضروری ہے۔ نیز ادویہ مقوی قلب و مسکن چیزیں دی جائیں۔ عام مقویات سے روکا جائے۔

شیخ الرئیس یوحنا لکھتے ہیں کہ شتر اعرابی کے بچے کا پیڑ بھی تقویت باہ کے لئے عجیب المنفعت دوا ہے۔ یہ خشک شدہ بقدر خود لے کر قریباً دو تولے پانی میں گھول کر وقت سے بارہ گھنٹے پہلے پلا دیں۔ اگر شدید نوحہ مومجب اذیت ہو تو عضو کو سرد پانی سے دھو ڈالیں۔ پھلوں میں انگور شیریں باہ کے لئے بہت عمدہ ہے۔ اگر تازہ ہو تو خصوصیت کے ساتھ مفید ہے۔ عصافیر (کنجنگ) کا گوشت پکا کر کھانا بھی باہ کے لئے مفید ہے۔ اس کو مداومت کے ساتھ کھانا اور ساتھ میں بجائے پانی کے دودھ پینا نوحہ پیدا کرتا ہے۔

حکیم رازی لکھتا ہے کہ جماع سے عاجز ہونے کے چار اسباب ہیں: (۱) اختراک کی کمزوری (۲) منی کی کمی (۳) جمود (۴) دہم کا قائم رہنا۔

حکیم رازی کہتا ہے کہ اس کو تیز اور چوڑے کا گوشت بہت مفید ہے جو خورد، مغزینہ دانہ، لوبیا، مغز تخم قرطم اور باقلا کھلا کر پرورش کیا گیا ہو۔ حکیم سویدی کہتا ہے کہ جو شخص زہریا کے کھانے پر مداومت کرے اور جب پیاس لگے تو دودھ پیا کرے اس کی منی کی پیداوار اور جماع میں بے حد ترقی ہو جائے گی۔ اس کا قول ہے کہ گھوڑ سواری کرنا قوت باہ کو بڑھاتا ہے۔

حکیم سویدی کہتا ہے کہ گاجروں کا کھانا تقویت باہ کے لئے بہت مفید ہے۔ گاجر کا مربہ بھی بہت مفید ہے۔ خصوصاً جب کہ اس میں

زنجبیل، شکر اور شہد بھی شریک کر لئے گئے ہوں۔ رب زلال غود بھی لفع بخش چیز ہے۔ مایا تازہ کورون زیتون میں بھون کر پیاز ملا کر کھانا بھی اچھا ہے۔

حکیم سویدی لکھتا ہے کہ بکری کا گوشت، پیاز، شکر، شہد اور زعفران ملا کر کھائیں۔ اونٹ کا گوشت بھون کر استعمال کریں۔ سبک صیدا پونے دو ماشے کھلائیں اور اوپر سے ایک قلع شراب انہش ایک سالہ پلائیں۔ یہ سب چیزیں ان کے بھربات میں سے ہیں۔

ایک حکیم کہتا ہے کہ اگر پچھلے رات کو بھلو کر صبح کچے کھائے جائیں اور اوپر سے ان کا پانی بھی تھوڑا سا شہد ملا کر پی لیں تو ضعف باہ کے مایوس مریضوں کو قوت باہ عود کر آتی ہے۔

بیر (ہانی) کا کھانا ناقصیت عورتوں کی شہوت کو برا بھینٹتا کرتا ہے۔

سویدی کہتا ہے کہ یہ معجون باہ کو زیادہ کرتی ہے۔ مغز بادام شیریں مقشر، بندق مقشر، نارچیل مقشر، لوز صنوبر مقشر، حب الزلم، حب الخضر، زنجبیل، دارقفل ہر ایک ایک جز۔ زعفران ۱/۳ جز۔ مغز مخم خیار دو جز۔ ان سب دواؤں کو ہر ایک کر کے شہد خالص کف گرفتہ میں ملا کر معجون تیار کر لیں۔ مقدار خوراک: سات ماشہ سے ایک تولہ۔

ابن نوح کا قول ہے کہ جب غذا کھائی ہو اس وقت پیٹ کا لفع بشرطیکہ زیادہ نہ ہو نعوذ (تیزی) کا بڑھا دیتا ہے۔ لیکن خلائے معدہ کی حالت میں اس قسم کا لفع فائدہ نہیں دیتا۔

ابوہل سہیل بنی کہتا ہے کہ جو لوگ کثرت جماع کے باعث ضعف باہ میں مبتلا ہو گئے ہوں انہیں سرد غسل کرنا، مالہم، شراب ریحانی پلانا اور بیضہ نیم برشت اور کباب کھلانا سود مند ہے۔

سہیل النافع ابن ارزق زاری لکھتے ہیں کہ تخم ترب میں کھجورے شہد میں پکا کر صبح و شام کھانا باہ کو طاقت دیتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک سو برس کا شخص بیس سال کے نوجوان کی طرح صحت مند ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ غذا صرف روٹی اور شہد رکھے۔

حکیم داؤد واطا کی کہتا ہے کہ ضعف باہ کا سب سے بڑا سبب انسان کا غم و الم اور نفسیاتی کدورتوں میں مبتلا ہونا ہے۔

حکیم داؤد واطا کی مزید لکھتا ہے کہ تمام اطباء و حکماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ضعف باہ کے مریضوں کو اس قسم کی دوائیں اور غذا نہیں دی جائیں جن میں تین اوصاف ہوں۔ پہلے حرارت دوسرے رطوبت تیسرے لفع ہو۔ اطباء کہتے ہیں کہ سوائے جنوں کے اور کسی مفرد چیز میں یہ تینوں اوصاف ایک ساتھ نہیں پائے جاتے۔

اسی طرح شلغم، گوشت، پیاز، زردی بیضہ مرغ، اخروٹ، پتہ بادام اور چہار مغز کا حریہ، دودھ، شکر اور شہد میں بھی حرارت و رطوبت اور لفع تینوں اوصاف جمع ہیں۔

دودھ کے ساتھ زنجبیل اور خولجاں کا کھانا بھی مفید ہے۔

